فی سال ... اللہ ...

۲۵۶

ماہوار رسالہ

احمدی

ہر انگریزی مہینے میں بلاتعین تاریخ ایک بار شائع ہوتا ہے

مقصد اصلی

اندرونی مخالفین سلسلہ احمدیہ کے اعتراضات کا ...

مکمل جواب و دیگر صداقت بانی سلسلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ...

اظہار کرنا

مجریہ ... اللہ

ایم ... احمدی پرنٹر پبلشر

... احمدیہ ... دہلی

اخبار الحق دہلی

یہ مشہور و معروف اخبار قدیم پایہ تخت شہر دہلی سے ہر جمعہ کو ۱۶ صفحوں پر بڑی آب و تاب سے شائع ہوتا ہے۔ ہندوستان۔ پرکاش۔ مسافر آگرہ۔ جھنگ سیال۔ شانتی برہسپتی۔ ارجن۔ اندر۔ مارتنڈ۔ وغیرہ آریہ اخباروں کا نوٹس لینا۔ ان کے زہریلے اثر کو ہفتہ وار دور کرنا۔ دیانندی باطل تعلیم کے طلسم کو توڑنا۔ اور صداقت اسلام کا زبردست دلائل سے ثبوت دینا۔ باہمی تنازعات سے اجتناب کر کے اخوت بجائے نفاق کے مسلمانوں میں پیدا کرنا۔ گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کا اظہار کر کے اس کے خلاف ہر ایک غلط فہمی کو دور کرنا۔ اور رعایا میں مخلصانہ جوش وفاداری۔ حکام کا پیدا کرنا اس اخبار کا اہم ترین مقاصد میں سے ہے۔ باوجود ان سب خوبیوں کے قیمت سالانہ نہایت ہی کم یعنی صرف دو روپے آٹھ آنے مع محصول ڈاک مقرر ہے۔ ہر ایک مخلص محبان دین اسلام کا فرض ہے کہ اس کی خریداری منظور فرمائیں۔ اور اس کی توسیع اشاعت میں ہمیشہ ساعی رہیں

المشتہر ایم قاسم علی ایڈیٹر و پروپرائٹر اخبار الحق دہلی تیراہا بہرام خان

مختصر فہرست کتب موجودہ مطبع الحق دہلی

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
تہذیب الاخلاق۔ ایڈیشن اول سرسید مرحوم کے ماہوار رسالہ کی آٹھ جلدیں مکمل و نایاب مجلد	عنه	سرسید کی مشہور کتاب بجواب سر ولیم میور مجلد	شی
خطبات احمدیہ ایڈیشن اول		کلام الامام منظوم۔ آریوں کے لیے ایک ناصحانہ نظم	۱/

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

احمدی

احمدی کیوں نکلا؟

احباب سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحریک سے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ مخالفین سلسلہ کے اہم اعتراضات اور بے دلیل مرویات کا پردہ کھول کر پبلک کو دکھایا جائے کہ علماء حال کس کس قسم کے فریب اور دھوکے دے دے کر عوام کو بہکاتے اور صداقت سے دور لے جا کر ضلالت کے گڑھے میں گراتے ہیں۔ اور آفتاب سے زیادہ روشن دلائل سے الحق کا نورانی چہرہ دکھا کر الباطل کو شکست فاش دی جائے۔ اور حضور پر نور سیدنا امامنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق مخالفین مدعیان اسلام کی بیہودہ دیانہ چالوں کی حقیقت ظاہر کر کے المسیح الموعود کی سچائی عقلی و نقلی دلیلوں سے ثابت کی جائے اور اس سلسلہ میں انشد معا ندین

کے سنئے اور پرانے مکذبانہ اعتراضوں کا کافی و وافی جواب دیا جاکر آئے دن کے فسادات اور جدید خیالات و بے جا تعلیمات کی بیخ کنی کی جائے۔ اگرچہ وقتاً فوقتاً ایسے بیہودہ سوالوں کے جواب نہایت مدلل و مکمل اخبارات سلسلہ و رسالہ جات احمدیہ میں نکلتے رہے اور رہتے ہیں۔ مگر مستقل طور پر خاص اسی غرض کے لیئے ایک ماہواری رسالہ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جس کا پہلا پرچہ یہ ناظرین کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔ انشاء اللہ بشرط زندگی ثنائی مغویات و سیالکوٹی لغویات کا بالالتزام اس میں جواب ہوگا۔ وما توفیقی الا باللہ

شکریہ

میں ان تمام حامیان دین محبان اسلام احمدی بزرگوں کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے مالی اعانت بموجب اشتہار رسالہ ہذا کی فرمائی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔ آمین

اپیل

اس رسالہ کی ضرورت کا احساس کرنیوالے بزرگان سے درخواست ہے کہ اسکی اشاعت میں سعی بلیغ فرما کر ثواب حاصل کریں عمر رسالہ چندہ معہ محصولڈاک ۱ر یا ۲ر نہیں۔ ہر ایک تعلیم یافتہ احمدی کو اسکا خریدار ہونا ضروری ہے تاکہ مخالف کا زہریلا اثر دور کرنے میں یہ تریاق عام ہو جائے۔ عاجز قاسم علی احمدی ایڈیٹر احمدی

معذرت

مخالفین کے ساتھ جہاد لسانی میں اگر کچھ حرارت یا سختی برتی گئی ہو یا برتی جائے تو وہ بحکم آیاتِ کریمہ مندرجہ ذیل وبموجب اصول مسلمہ معاندین قابل معافی ہے

۱۔ فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم س بقرہ ۲۴۔ یعنی (جو) تمہاری عزت کی پرواہ نہیں کرتے تو تم بھی ان کی نہ کرو۔ بیشک تم قع مناسب میں ان سے بدلہ لو پھر بھی اس امر کا لحاظ رکھو۔ کہ جو کوئی تم پر زیادتی کرے۔ اس سے اس کی زیادتی جتنا بدلہ لو" تفسیر ثنائی جلد اول ص ۳۸

۲۔ والذین اذا اصابھم البغی ھم ینتصرون وجزآء سیئۃ سیئۃ مثلھا الآیت سورۃ الشوریٰ ع ۴۔ ترجمہ اور وہ لوگ کہ جب ان پر زیادتی ہوتی ہے۔ بدلہ لیتے ہیں۔ اور برائی کا بدلہ اس کے برابر برائی ہے

۳۔ ولمن انتصر بعد ظلمہ فاولئک ما علیھم من سبیل س الشوریٰ ع ۴ ترجمہ۔ اور جو شخص بعد اپنے مظلوم ہونے کے بدلہ لے۔ اس پر کوئی ملامت نہیں۔"

چونکہ الحق کے مکذبین میں اعلےٰ نمبر اہل حدیث امرتسری اور اس کے ہمجنسوں کا ہے۔ شاید وہ قرآنی آیات سے منہ موڑیں۔ اس لئے ان ہی کے مسلمات پیش کرنے ضروری ہیں تاکہ در گور (؟) تا بجانہ (؟) ...

رسانید پر بھی عمل ہو جاوے۔ مکذب امرتسری نے تبر اسلام میں جو بجواب نخل اسلام دہرمپال مرتد کے شائع کیا ہے۔ یہ اصول بتایا ہے۔ کہ۔

جب کوئی شخص کسی قوم کے ہادی اور سب کے پیشوا کی نسبت بُرا لفظ کہے یا بے ادبی کرے تو گویا نہیں بلکہ یقینی اس نے تمام قوم کا دل دکہایا۔ پس اس کے جواب میں حق تو یہ ہے کہ تمام قوم ایک ایک کر کے اس بدگو کو اسی قدر (بڑا کہکر) ستائیں جتنا کہ اس نے سب کو ستایا ہے۔ تب کہیں جاکر عوض معاوضہ گلہ ندارد کا مصداق ہو

بلفظہ بقدر الحاجت تبر اسلام صفحہ ۴

ایسا ہی امرتسری کے روحانی باپ مولوی محمد حسین بٹالوی نے تحت اخبار سفیر ہندوستان امرتسر مطبوعہ ۱۷ نومبر ۱۸۹۸ء میں جو سپاسنامہ بنام مولوی حبیب اللہ امرتسری لکہا ہے اس کے صفحہ ۵ پر بدی کے بدلے بدی کو مشروع مانا ہے۔ چنانچہ عبارت اس کی یہ ہے

"برائی کے بدلے میں برائی بغرض روک وسد باب برائی کے مشروع ہے"

پس انشاء اللہ احمدی حدود اللہ سے تجاوز نہ کرے گا۔ بلکہ واجب حق سے بھی جو کہ اس کو پہنچتا ہے بہت کچھ معاف کر دے گا۔ جہاں پر کہ امید اصلاح ہو۔ تاکہ فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ کی ہی تعمیل ہو جاوے

دشمنوں کا وجود اور صداقت مسیح موعود

حضرات! آپ کو معلوم ہے کہ سیدی و مولائی عالی جناب حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مرحوم و مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بامر الٰہی مسیح موعود و مہدی معہود ہونے کا دعوےٰ کیا۔ اور بلا خوف برملا علے الاعلان پکار دیا۔ کہ میں خدا تعالےٰ عز اسمہ کی طرف سے چودھویں صدی کا مجدد اور مامور ہو کر مبعوث ہوا ہوں اور میرا قدم علے منہاج نبوت میرے آقائے نامدار۔ رسول پروردگار سید الانس والجان شفیع المذنبین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے قدم پر ہے۔ اس آواز کو سب نے سنا ہر ایک نے اپنی اپنی فطرت کے مطابق اس کی تصدیق یا تکذیب کی اور وہ طوفان بے تمیزی دنیا میں اٹھا۔ کہ الامان مگر یہ کیوں ہوا؟ اس لیے کہ میرزا منجانب اللہ تھا۔ اگر اس کی اس شدت سے مخالفت نہ ہوتی۔ تو وہ راستبازوں کی جماعت میں داخل نہ ہوتا۔ کیونکہ سنت اللہ یہی ہے کہ جس کو وہ مامور و مقبول بناتا ہے۔ اس کے دشمن بھی شیاطین الانس والجن سے کھڑے کر دیتا ہے۔ تاکہ الحق والباطل یعنی

حزب الرحمن و حزب الشیطان کی برد آزمائی ہو کر الحق کا غلبہ ظاہر ہو جاوے اس سنت اللہ کا قرآن مجید میں بالفاظ صریح بیان موجود ہے جو بار ہا اور ان لہی کے دشمنوں کے واسطے عبرتناک ہے۔ چنانچہ خدائے عزوجل سورہ انعام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے

وکذالک جعلنا لکل نبی عدوا شیطین الانس والجن یوحی بعضہم الی بعض زخرف القول غرورا ولوشاء ربک مافعلوہ فذرھم وما یفترون - پ ۸ ع اول

ترجمہ اسی طرح ہم نے شریر انسانوں اور جنوں کو ہر نبی کا دشمن بنایا ہے۔ ایک دوسرے کو دھوکا بازی سے بیہودہ باتیں (بذریعہ اہل حدیث و مرقع وغیرہ تا قل) پہونکتے رہتے ہیں۔ پس تو انکی اور ان کی افتراپردازیوں کی پرواہ نہ کر۔ تفسیر ثنائی جلد سوم۔

چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی منہاج نبوت پر مبعوث ہوئے تھے۔ اس لئے آپ کے لئے بھی اس قانون الٰہی کے عین مطابق دشمنوں کا وجود ضروری تھا۔ تاکہ راست بازوں سے آپ کی پوری مماثلت ہو جائے لہذا ثناء اللہ جیسے وجودوں کا موجود ہونا۔ مسیح محمدی کی صداقت کی دلیل ہے نہ کہ کذب کی البتہ ایسے دشمنوں کے لئے نہایت خطرہ کا مقام ہے کہ وہ شقاوت

سے ہمیشہ کیلئے سعادت سے محروم ہو گئے اور شیاطین الانس کی
جماعت میں نام درج کرا لیا۔

کیا مولوی ثناء اللہ اس سے انکار کر سکتا ہے کہ حضرت مرزا
صاحب نے یہ دعوےٰ نہیں کیا کہ میں مامور من اللہ ہوں ؟
اور آپ کے مقابلے میں مکذبین نے ناخنوں تک زور لگا کر اپنی
عداوت کا ثبوت نہیں دیدیا ؟ دیا اور ضرور دیا۔ جس سے یہ امر
تو فیصلہ پا گیا کہ ایک طرف مدعی ماموریت ہے۔ دوسری طرف
مکذب و معاند۔ مامور اور اس کی جماعت کو یہ حق حاصل ہے کہ
ہر ایسے دشمن کو مصداق آیت محولہ بالا کا قرار دے کر عدو
المبین من الشیطین سمجھے۔ البتہ اس دشمن حق کو بھی زبانی
گنجائش ہے کہ وہ مدعی مجددیت کو اپنے قول زخرف اور افتراء سے
کاذب۔ اکذب۔ دنیادار۔ دھوکہ باز۔ دجال اکبر۔ کافر
کاھن وغیرہ وغیرہ ناموں سے یاد کر کے روسیاہی حاصل کرے
جیسا کہ ثناء اللہ وغیرہ نے یہ سب کچھ اور اس سے بھی زیادہ کہا
ہے سو اس کا جواب بھی یہی ہے کہ ان باتوں سے ہی تو معلوم
ہوا کہ ایسے لوگ شیاطین الانس میں سے ہیں۔ کیونکہ لست مرسلا
بل نظنکم کذبین ۔ وما نظنک لمن الکذبین کہنے والوں کے قدم
پر ان کا قدم پڑا ہے اور حضرت مرزا صاحب کا انبیاء و مرسلین کے قدم بر قدم ہے
ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

اہل حدیث کے لئے بشارت

قرآن مجید سے سنت الٰہی دربارہ مرسلین معلوم ہو جانے کے بعد ہم اہل حدیث کو وہ بشارت بھی سناتے ہیں۔ جو سید المرسلین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان وحی ترجمان سے بطریق پیشگوئی بذریعہ اصح الروایات ہم تک پہنچی ہے۔ اور اسی مقدس گروہ کے مشاہیر نے اس پر پورا عمل کر کے بتا دیا ہے کہ وہ ان کے بھی حق میں ہے۔ چنانچہ بخاری و مسلم میں روایت متفق علیہ موجود ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

اـ عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى قَالَ فَمَنْ

متفق علیہ مشکوٰۃ جلد چہارم باب تغیر الناس فصل الاول

ترجمہ ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ پیروی کرو گے تم ان لوگوں کے طریقوں کی بالشت بہ بالشت دست بہ دست جو تم سے پہلے تھے یہاں تک کہ اگر گھسے ہوں گے وہ سوسمار کے سوراخ میں تو تم بھی ان کی پیروی کرو گے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سے پہلے) وہ یہود

و نصارے ہیں۔ فرمایا آنحضرت صلعم نے وہ نہیں تو اور کون ہیں۔ روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے متفق علیہ

۲-

رواہ الترمذی مشکوٰۃ کتاب الفتن فصل الثالث

یعنی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم اگلوں (یہود و نصاریٰ) کی چال پر چلوگے - اعاذنا اللہ

مماثلت بہ یہود و نصارے

ان روایات میں جو پیشگوئی مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے وہ ہر ایک مسلمان کے لیے قابل غور ہے نہایت تاکید اور صراحت کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ امت محمدیہ پر ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ یہ امت یہود اور نصارے کی چال چلے گی۔ کہ اگر ان کے پہلے کسی سوسمار کے سوراخ میں گھسے ہونگے۔ تو امت محمدیہ بھی ان کی ریس میں ایسا ہی کرے گی بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے۔ کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں سے علانیہ زنا کیا ہوگا۔ تو یہ امت بھی معاذ اللہ ویسا کر دکھائے گی۔ اور اگر وہ بہتر فرقے ہو گئے تھے تو یہ امت ایک قدم ان سے بھی آگے بڑھا کر تہتر فرقے ہو جائیگی غرضکہ اس قدر اشد مماثلت یہود و نصارے سے اس امت کو

ہوگی۔ کہ ایک بال برابر بھی ان سے عمل میں کوتاہی نہ کریگی بلکہ بڑھ چڑھکر رہے گی بالشت بہ بالشت ہونے اور سوسماروں میں گھسنے وغیرہ کی مثالیں فرماکر بتادیا ہے کہ ادنے جرائم سے لیکر اعلے کبائر تک یہ امت ان کے قدم بقدم چلے گی۔ اور ان حدیثوں میں بعض اصح اور بعض صحیح اور بعض حسن ہیں اس لئے ان احادیث سے انکار کسی مسلمان کو عموماً اور فرقہ اہل حدیث کو خصوصاً اور ثناء اللہ کو بالخصوص نہیں ہوسکتا۔ اب ایک خداترس دل سے کر سوچنا چاہئے کہ پیشگوئیاں کس فریق پر صادق آتی ہیں؟ آیا حضرت مرزا صاحب سلام علیہ مدعی مسیحائی اور آپ کے مصدقین پر یا مخالفین ومنکرین ومکذبین پر؟ سوادنے تامل سے ہر شخص جس کو ذرا بھی قرآن وحدیث وحالات زمانہ سے واقفیت ہوگی۔ فی الفور جان لیگا۔ کہ سلسلہ احمدیہ اور اس کا بانی تو کسی طرح ان احادیث کا مصداق نہیں ہوسکتا لامحالہ ان کے مکذب ومخالف لوگ ضرور بالضرور ان پیشگوئیوں کے نشانہ ہیں اس کے فیصلہ کیلئے ہم اولاً مختصراً یہود ونصاریٰ کے حالات بیان کرتے ہیں ثانیاً ان کے حالات سے جس گروہ کی ظاہراً و کاملاً جزواً وکلاً مطابقت ہوسکتی ہے وہ بتائیں گے وباللہ التوفیق۔

یاد رہے کہ سب سے بڑی خطا اور قابل مواخذہ جرم جو یہود دیوں سے سرزد ہوا وہ مسیح ابن مریم علیہ السلام کی تذلیل وتکذیب اور توہین وتکفیر تھی جس کے باعث وہ مغضوب وملعون قرار دیئے گئے دوسری

بدکاریاں مثلاً تحریف کلام الٰہی۔ ریاکاری۔ جھوٹے فتوے دینا لوگوں
کا مال دہوکہ دیکر لینا۔ مریم صدیقہ پر بہتان لگانا یوم السبت کی بے حرمتی
کرنا وغیرہ وغیرہ یہ سب اسی انکار انبیا علیہم السلام کی وجہ سے تہیں اور
نصاریٰ کا سب سے سخت ناقابل معافی جرم مسیح ابن مریم میں باوجود
اس کو بشر اور نبی ماننے کے خدائی صفات کا ماننا اس کو ابن اللہ
جاننا خدائی کا شریک گرداننا آسمان پر چڑہانا۔ خالق الارض والسمٰوات
کے داہنے بٹھانا۔ اپنی بداعمالیوں کا اس کو کفارہ بنانا محیی اموات بتانا
وغیرہ وغیرہ تہا۔ باقی تمام جرائم۔ مثلاً مریم صدیقہ کو خداوند کی ماں ہونے
کی وجہ سے ایک حصہ دار خدائی میں سمجھنا۔ شراب خوری ترک ختنہ وغیرہ
وغیرہ خلاف ورزی شریعت الٰہی سب اسی بدعقیدہ الوہیت مسیح کا
وبال تہا۔ کہ خدا سے دور اور تقوے سے مہجور ہو کر بے نور ہو بیٹھے
خلاصہ کلام یہ کہ ایک مسیح ابن مریم ہی دونوں قوموں کے لیے سخط و غضب
اللہ مستحق مقرر ہوا تہا جس نے افضل العالمین قوم بنی اسرائیل
کو جو غرور و تکبر و نخوت و خود بینی میں اندہی ہو رہی تہی ارذل العالمین
پا کر قبل کر دیا۔ اور مغضوب و ضالین کا سائن بورڈ آسمان سے منگا کر
ان کے گہروں میں لگا دیا۔ ربنا لا تجعلنا منہم آمین۔

اب آؤ اس طرف کہ امت محمدیہ کو جب کہ اون سے اونکے
معاصی میں یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم بتایا گیا ہے۔ تو بڑے
بڑے اور کبیرہ جرموں میں تو ملا دیئے وہ ان کے ساتھ بالشت

مباشت اور ہاتھ بہ ہاتھ پوری اترے گی۔ اگر ایسا نہیں تو معاذاللہ مندرجہ بالا پیش گوئی لغو اور غلط ہو جائے گی جو ناممکن ہے۔ پس لامحالہ ماننا پڑے گا۔ کہ اس امت کو پورے طور پر اُس امت سے مشابہت و مماثلت بجمیع امور ہونی چاہیئے اور ہے

اوپر ہم نے یہود و نصاریٰ کے اہم جرائم کی فہرست دے دی ہے۔ اور وہ اس لیئے کہ تا اس امت میں سے دیکھیں کس جماعت نے اس پیشین گوئی کو پورا کر کے مخبر صادق کے صدق پر مہر کر دی ہے سو واضح رہے کہ یہود کا بڑا جرم تکذیب مسیح ہے اس کے مقابلے میں اس مرحومہ امت نے کیا گل کھلایا۔ آیا اُن سے اپنا قدم ملایا یا پیچھے ہٹایا بغور سنیئے۔ تمام اُمت محمدیہ کا خواہ کسی فرقہ کے ہوں یہ عقیدہ ہے کہ مسیح ابن مریم اللہ کا رسول اور مقربین میں سے ہے۔ اور جس وقت سے کوئی شخص اسلام قبول کرتا ہے اسی وقت سے وہ مسیح ابن مریمؑ کی رسالت پر ایمان لاتا ہے کیونکہ قرآن مجید میں ما المسیح ابن مریم الا رسول اور رسولاً الیٰ بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم موجود ہے اور ساتھ ہی اس پر بھی ایمان لاتا ہے۔ کہ مسیح ابن مریمؑ کو یہود نے صلیب پر قتل نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے اس کو بچا لیا۔ کیونکہ وہ ذلت کی موت تھی یہاں تک تو یہ ثابت ہوا کہ امت محمدیہ نے یہود کے جرم قبیح تکذیب مسیح کے خلاف تصدیق مسیح کر لی ہے اور اپنا قدم اُن سے پیچھے ہٹا لیا جو دلیل ہے اس امر کی کہ یہود کی مماثلت و موافقت کی بجا اس امر میں

مخالفت اختیار کی یعنی جس مسیح کی یہود نے تکذیب کی اس کی امت محمدیہ نے تصدیق کی جس مسیح کی صلیبی موت کے وہ مدعی ہیں اُس مسیح کے بچائے جانے کے یہ قائل ہوئے اور یہ سب کارروائی مفہوم پیشگوئی مخبر صادق کے سراسر خلاف ہے کیونکہ پیشگوئی میں تو امت محمدیہ کی یہود کے ساتھ اشد درجہ کی مماثلت مذکور ہے اور یہاں اس کے خلاف ظہور ہے اور یہ ممکن نہیں کہ افضل المرسلین کی متوکدبقسم پیشگوئی غلط ہو جائے اور سب سے بڑے جرم میں یہ امت یہودیوں سے پیچھے رہجائے یہ ہو نہیں سکتا۔ پس مماثلت کا پیدا ہونا لازمی اور ضروری ہے جس کو ہم انشاءاللہ آگے بیان کرینگے

ا۔ بھلا سوچو تو کہ اگر یہ امت مسیح اسرائیلی کی تکذیب کرتی۔ تو مثیل یہود کیوں کہلاتی یہودی ہی بن جاتی کیونکہ جس رسول کی یہود نے تکذیب کی تھی اگر اسی رسول کی یہ امت بھی تکذیب کرتی تو جو نتیجہ اُس تکذیب کا یہودیوں کے حق میں ہوا تھا کہ وہ تکذیب مسیح کے باعث تصدیق خیر الرسل سید الانبیا مثیل موسے صلے اللہ علیہ وسلم سے محروم ہو گئے وہی نتیجہ ان لوگوں کے لئے ہوتا۔ کہ یہ بھی اُس کی تکذیب کرکے مثیل موسے کی تصدیق سے محروم رہتے اور ایسی صورت تو میں مثیل یہود نہیں بلکہ ان کو یہودی ہی کہتے

۲۔ پیشگوئی کا منشا یہ نہیں ہے کہ امت محمدیہ وہی فعل کریگی جو یہود و نصاریٰ نے کیا تھا۔ بلکہ اسی کا مفہوم صاف یہ ہے۔ کہ

کہ ویسے ہی فعل کرے گی۔ وہی فعل۔ اور ویسا ہی فعل میں ان دونوں
میں فرق ہے۔ وہی فعل جب ہو کہ مسیح اسرائیلی کی تکذیب
کریں۔ وہی میں عینیت ہے اور ویسا میں غیریت۔ اور یہ غلط ہے
کہ وہی اعمال جو یہود کے تھے اس امت کے ہونگے۔ ایسا سمجھنے سے
تو یہ امت امت محمدیہ نہ رہے گی بلکہ امت موسوی بنکر یہودی
ہی ہو جائے گی لہذا یہ ہمچو قسم اعمال کرے گی جس سے مماثلت کا
درجہ حاصل کرے

سوال۔ بتاؤ؟ کہ اس فعل تکذیب مسیح میں جو بڑا گناہ یہود
کا تھا۔ اس امت کی مماثلت کس طرح ہوئی اگر نہیں تو پیشگوئی غلط
ہوتی جاتی ہے۔ اگر ہوئی تو کیونکر؟

الجواب۔ پیشگوئی سچی! اُس اصدق الصادقین کا فرمودہ
جس کی شان میں ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ کا خدائی فرمان
ہے۔ ہرگز غلط نہیں ہو سکتا مسلمانوں کا یہ خیال ہی اس پیشگوئی سے
غلط ہوا جاتا ہے کہ وہی بنی اسرائیلی نبی مسیح ابن مریم آسمان سے اگر
دوبارہ زمین پر اپنا سکہ چلائے گا۔ اور اس کی غلطی یوں سمجھ میں آسکتی
ہے کہ اگر اُسی مسیح بنی اسرائیلی کا دوبارہ آنا مانا جاوے تو امت محمدیہ
کی چار حالتیں اس بارے میں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ تمام امت محمدیہ کے جمیع مختلف فرقے نہ اس کی تصدیق کریں
نہ تکذیب۔

ب ۔ تمام اسلامی فرقے اس کی تصدیق کریں
ج ۔ تمام اسلامی فرقے اس کی تکذیب کریں ۔ معاذ اللہ
د ۔ کچھ فرقے تصدیق اور کچھ فرقے تکذیب کریں

ان چاروں صورتوں میں سے ایک بھی ایسی نہیں جس پر عمل کرنے سے امت محمدیہ مماثلت یہود پیدا کرے ۔ جس کا ہونا برائے پیشگوئی مذکورہ لازمی اور ضروری ہے ۔ یعنی اگر شق اول پر عمل ہو ۔ تو علاوہ ازیں کہ ہزارہا سال تک جس انسان کو آسمانی قیام گاہ اسی دوبارہ تشریف آوری کے لیے تمام بنی آدم سے نرالے طور پر نصیب ہوئی ہے اس کی یہ عجوبہ روزگار افروزی اس امت کی نظر میں محض ایک فعل عبث سمجھی جائے یہود کے بھی سراسر خلاف ہے یہودیوں نے تو اس کی تکذیب کی تھی چپ چاپ نہیں بیٹھے تھے پس یہ فعل یہود کا نہیں جس کے ساتھ بالشت بہ بالشت امت محمدیہ کی مطابقت ہو ۔ اگر شق دوم پر عمل کیا جاوے تو یہ بھی یہود کے خلاف ہے یہود نے ہرگز اس کی تصدیق نہیں کی ۔ اگر شق سوم پر عمل ہو تو یہ بھی خلاف یہود ہے کیونکہ یہود نے کبھی ایسا نہیں کیا کہ ایک لمبے زمانہ تک تو وہ اس کے مصدق رہے ہوں اور دوسرے کسی زمانے میں جا کر اس کے مکذب ہو گئے ہوں ۔ جیسا کہ امت محمدیہ کا عمل فرض کیا جاوے ۔ کہ تایوم ورود تو تمام امت اس کو سچا نبی ۔ خدا کا رسول مانتی رہی ہے اور آنکھوں دیکھکر اس کا انکار کر دے اس میں بھی مماثلت یہود

نہیں ایسا ہی چوتھی شق کے عامل بننے والے شق دوم و سوم کے اندر شمار ہو چکے ہیں یعنے مصدقین شق دوم ہیں اور مکذبین شق سوم میں یہ بھی مخالفت یہود ہے بہر حال یہود سے مماثلت پیدا نہیں ہو گی جب کہ مسیح اسرائیلی تشریف لائے اور مماثلت کا ہونا حسب پیش گوئی مخبر صادق ضروری اور اٹل ہے مگر اسرائیلی نبی کا ورود اس پیشگوئی کو غلط کر رہا ہے لہذا یہ خیال درست نہیں کہ دوبارہ مسیح کے آنے پر امت محمدیہ اس کی تکذیب کر کے اس پیشگوئی کو پورا کر دے گی یہ فخر تو آج ہی مخالفین حضرت اقدس علیہ السلام کو حاصل ہے

پیش گوئی کے مصداق کون ہیں؟

ہم بتاتے ہیں کہ اس پیش گوئی کے مصداق کون ہیں اور کیونکر ہیں؟ اوپر بہ تفصیل بیان کر دیا ہے کہ اصیل مسیح یعنی بنی اسرائیلی رسول کی تکذیب اصیل یہود نے کر کے مغضوب نام پایا۔ اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو کھولکر اور قسم کھا کر فرمایا کہ تم یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم ۔ دست بدست یغل بالنعل بالشبر لتتبعن پیروی کر دگے جس سے بعبارت النص معلوم ہو گیا کہ امت محمدیہ تمام بداعمال و جرائم میں خواہ خفی ہوں یا جلی صغیرہ ہوں یا کبیرہ یہود کے ہم پلہ بلکہ کچھ بڑھکر ہو گی اور یہ بھی تسلیم شدہ امر ہے کہ بڑا جرم یہود کا مسیح ابن مریم کی تکذیب تھی اور اس بڑے جرم کے مقابلے میں بموجب مفہوم پیش گوئی

طابق النعل بالنعل ہونے کی غرض سے اس امت کا بھی ویسا ہی نہ کہ ہی با
نقل ہونا چاہیئے اور ویسا ہی نقل اسی مسیح اسرائیلی کے وارد ہونے پر نہ
تصدیق کرنے اور نہ تکذیب کرنے سے کہلا سکتا ہے تاوقتیکہ ویسا
ہی مسیح نہ ہو۔ پس بداہتاً یہ امر بپایہ ثبوت پہونچ جاتا ہے۔ کہ اس پیشگوئی
کے مطابق امت محمدیہ مثیل یہود جب ہی ہو سکتی ہے کہ کوئی **مثیل مسیح**
آوے اور مثیل یہود یہ اس کی تکذیب و تذلیل و توہین کریں۔ تب جاکر
اس خبر مخبر صادق کی تصدیق ہو سکتی ہے ورنہ نہیں۔ سو الحمد للہ کہ
خدا نے اپنے پیارے حبیب صلعم کی پیشگوئی کو حرف بحرف سچ کر دکھایا
کہ مثیل مسیح کو بھیجدیا جس کی تکذیب مثیل یہود کرکے یہ امت مثیل یہود بنی۔
اور سب سے بڑھ کر تکذیب میں فرقہ اہل حدیث نے عموماً۔ اور
ثناء اللہ مکذب نے خصوصاً حصہ لیکر یہود کے قدم سے قدم اور ہاتھ
سے ہاتھ جا ملایا۔ جس سے مثیل یہود نام پایا۔ فبشرناہ بعذاب الیم
یہ امر بھی سوچنے کے لائق ہے۔ کہ خداوند جل شانہ نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ علیہ السلام فرمایا ہے جیسا کہ توریت
میں موجود ہے کہ میں تیرے بھائیوں میں سے تجھ جیسا نبی بھیجوں گا
اور قرآن مجید میں اس کی تصدیق ان الفاظ میں ہے۔ "انا ارسلنا
الیکم رسولاً شاہداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ لفظ کما
سے مماثلت کا اظہار کر دیا۔ اور جیسا بنی اسرائیل کو ان کے زمانے کے
عالمین پر فضیلت دی گئی جس کا بیان پارہ اول میں اس طرح ہے۔

یابنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم و انی فضلتکم علی العالمین ط
اس کے مقابلے میں امت محمدیہ کو خیر امت کا لقب عطا ہوا۔ ایسا ہی
خلفائے محمدی کو مثیل خلفائے موسوی فرمایا دیکھو الہام الہی کے یہ
الفاظ " وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم کما استخلف
الذین من قبلھم " یہاں بھی کما کے لفظ سے مماثلت کو بیان کیا ہے
ان تمام مماثلتوں پر غور کرنے کے بعد ہر اہل دانش سمجھ سکتا ہے
کہ جیسے پہلے تھے ویسے ہی پچھلے ہونگے نہ کہ وہی پہلے پچھلے بن جائینگے
یا پچھلے ہی پہلے ہو جائیں گے۔ نہیں ہرگز نہیں پچھلے پہلوں جیسے
ہونگے۔ نہ کہ وہی۔ یعنی جو پہلے بھلائی میں ترقی کرتے رہے اُن
کے مثیل پچھلے ان سے بڑھ کر نیکی و خدا رسی میں ترقی کرینگے۔ اور
جو پہلے برائی اور بداعمالی میں بڑھتے رہے ان کے مثیل پچھلے بدی
میں چار قدم ان سے آگے ہونگے چنانچہ دیکھ لو۔ موسیٰ علیہ السلام
کے مثیل ہوتے قرب الہی اور کمال انسانی میں نقطہ انتہائی پر پہنچ گیا
اللھم صل علی محمد و علی آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم جو موسیٰ کا مثیل
ہوا نہ مثیل موسیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا ہی امت موسوی کے خلفا
نے بہت عزت پائی کہ نبی اور رسول بنائے گئے۔ جو شریعت موسوی
یعنی توریت کے تابع رہے۔ جیسے ہارون۔ ادریس یوشع یحیی۔ زکریا
وغیرہ علیہم الصلوۃ والسلام کہ امتی بھی تھے۔ اور نبی بھی۔ ویسا ہی
ان کے مثیل خلفاء محمدی اس قانون فطرت کے مطابق امتی بھی تھے اور

نبی بھی مگر بپاس ادب رسالت خاتم النبیین بوجہ قرب .... زمانہ رسالت ان کو نبی سے موسوم نہیں کیا گیا۔ خلفا سے نامزد ہوتے رہے سو اگر موسیٰ کے خلفا سے مثیل موسیٰ کے خلفاء مدارج و مراتب و قرب و روحانیت میں اسی نسبت سے بڑھے ہوئے تھے جس نسبت سے موسیٰ سے مثیل موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم افضل تھے یہ ایک صداقت ہے۔ سوچنے والا سوچے اور سمجھنے والا سمجھے۔ معاندین کو یہ کلمہ تیر سے زیادہ جگر دوز اور زہر سے زیادہ کڑوا معلوم ہوگا۔ مگر ہم مجبور ہیں۔ کہ سچائی کو چھپا نہیں سکتے۔ ایسا ہی موسیٰ کے صحابہ رضی و مومنین سے مثیل موسیٰ صلعم کے صحابہ و مومنین ایمان و ایقان و مدارج میں اسی نسبت (موسیٰ و مثیل موسیٰ والی) سے افضل و اکرم تھے پہلا حصہ افضل تو مقابلتاً خیار البشر کا ہوا کہ موسیٰ سے مثیل موسیٰ افضل. خلفائے موسیٰ سے خلفائے مثیل موسیٰ افضل صحابہ موسیٰ سے صحابہ مثیل موسیٰ افضل، مومنین موسیٰ سے مومنین مثیل موسیٰ افضل۔

اس کا دوسرا حصہ اسفل جو اشرار الناس ہیں ان کا مقابلہ سنو قوم بنی اسرائیل کو خدائے عزوجل نے خطاب افضلیت (فضلتکم علی العالمین) کا عطا فرمایا جو مسیح ابن مریم کے عہد رسالت میں اس کی تذلیل و تکذیب کرنے کے جرم میں چھینا جا کر مغضوب ضالین سے بدلا گیا یعنے جو افضل العالمین تھے وہ اپنی بداعمالیوں کے

باعث ارذل العالمین بن گئے۔ اللّٰھم احفظنا و لا تجعلنا منھم۔
آمین۔ ان کے مثیل اس امت میں سے اکثر بدکرداریاں کر کے بجائے
خیر امت کے مکرم خطاب کے شر امت کے مکروہ درجے پر پہنچ گئے
جن کا ثبوت اہلحدیث اخبار اور الکلام المبین وغیرہ امرتسری کے علاوہ ہر فرقے
کے اخبار و رسالہ جات و تحریرات و بیانات سے زبانزد عام و خاص
ہو چکا ہے۔ اس لئے بیان کی ضرورت نہیں۔ غرضیکہ موسیٰ
اور اُس امت کی نیکوں کے مقابلے میں مثیل موسیٰ اور اُن نیکوں کے
مثیلوں نے نیکی میں سبقت کی اور موسوی امت کے بدکاروں کے
مقابلے میں۔ اُن کے مثیلوں محمدی امت کے بدکرداروں نے بداعمالی میں
اُن سے بڑھ کر ترقی کی۔ اور ایسا ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم نے زبان وحی ترجمان سے تیرہ سو سال پیشتر فرما دیا
تھا۔ کہ یہ امت یہود کے قدم بقدم چلیگی۔ بلکہ ایک قدم آگے
رہے گی۔ اس تمام تقریر کو بغور پڑھ کر اس نتیجہ پر پہنچنا آسان ہے
کہ پہلی امت کے نیکوں کے مثیل نیک اور بدوں کے مثیل بد اس امت
میں ہونگے۔ اور ہیں۔ اور پیشگوئی مخبر صادق بالکل سچی ہے۔ اس کے
ساتھ ہی یہ بھی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
مثیل موسیٰ اور آپ کے خلفاء مثیل خلفائے موسیٰ بنص قرآن
ہیں آپ کی امت مثیل امت موسیٰ بنص نبی آخر الزمان صلعم ہے
تو کیونکر ممکن ہے۔ کہ مسیح آئے وہ ہی نبی اسرائیلی رسول ہوے نہ کہ

اس کا کوئی مثیل جس سے مماثلت امت موسوی اور امت محمدی
کی قائم رہے اور نہ صداقت پیشگوئی محمد صلعم ہی ظاہر ہو اور نہ قرآن مجید
کی تصدیق ہی ہو۔ اگر ایسا نہیں تو بتاؤ موسوی خلفاء میں سے مسیح جو آخری
خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا تھا۔ اس کے مقابلے میں بحکم آیت استخلاف لفظ
کما کے مطابق محمدی خلیفہ کون ہے اور کہاں ہے جو اس کا مثیل ہو
اور یہ بھی بتاؤ کہ تمکو جبکہ مثیل یہود کہا گیا ہے۔ تو کس دن تم یہود کے
اس عمل تکذیب مسیح ابن مریمؑ کے مطابق اپنا عمل دکھلاؤ گے۔ تاکہ بالشت
بہ بالشت ان سے مطابقت ہو؟ اور یہ بھی سوچ لو۔ کہ اگر اسی مسیح رسول
بنی اسرائیل کے تم کسی وقت مکذب بننا چاہو۔ تو یہ اس پیشگوئی کے خلاف ہے
کیونکہ ایسی حالت میں تم مثیل یہود نہیں کہلاؤ گے۔ بلکہ عین یہودی
بن جاؤ گے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنی پڑے گی
اس لیئے کہ اصیل مسیح کے مکذبین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی
تصدیق نہیں کی جو اسی انکار مسیح کی وجہ سے تھی جسکو قبل ازیں مفصل
لکھ چکے ہیں پس اس طرح مماثلت بہ یہود نہ ہوگی۔ بلکہ مخالفت بہ یہود ہوگی
کوئی پہلو بھی تم اپنے لیئے اس پیشگوئی کے مصداق بننے کا جس کا بتانا
لازمی ہے نہیں بتلا سکتے بجز ایک سچی بات کے کہ اصیل یہود نے
اصیل مسیح کی تکذیب کی مثیل یہود نے مثیل مسیح کی اور یہی مدعا ہے اس
پیشگوئی کا نیز سورۃ فاتحہ کی دعا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کا

ایک اور طرح سنو!

امت موسیٰ کا فعل	امت محمدیہ کا فعل
موسیٰ علیہ السلام سے مسیح ابن مریم سے تیرہ چودہ سو برس پیچھے رسول ہوکر آئے یہود نے انکی تصدیق کی اور ان کی بعثت سے تورات کو اپنا دستور العمل بنایا۔	ایسا ہی مثیل موسیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تیرہ چودہ سو برس پیچھے مثیل مسیح ابن مریم سے تمام جہان کیلئے رسول ہوکر آئے اور مثیل یہود نے آپکی تصدیق کی اور آپکی کتاب قرآن مجید کو اپنا دستور العمل بنایا۔
یہود نے باوجود مسیح موعود کی پیشگوئی پر ایمان رکھنے کے جسکو موسیٰ اور خلفاء موسوی نے فرمایا تھا مسیح موعود کے آتے ہی انکار کر دیا۔ اور اس کی رسالت و مبشرات و منذرات کی مکذب ہو گئے	اسیطرح مثیل یہود نے باوجود مسیح موعود کی پیشگوئی پر ایمان انکے جس کو مثیل موسےٰ و مثیل خلفاء موسوی نے فرمایا تھا مثیل مسیح کے آتے ہی انکار کر دیا۔ اور اس کی رسالت و مبشرات و منذرات کے مکذب ہو گئے
اصیل یہود اصیل مسیح کی تکذیب کو عین مطابق توریت اور طالمود وغیرہ کتب احادیث مذہب خود کے قرار دیتے تھے اور سمجھتے تھے کہ مسیح موعود مطابق پیشگوئیوں مندرجہ صحف احادیث کے نہیں آیا اس لیے قابل تسلیم نہیں	اسیطرح مثیل یہود نے مثیل مسیح کی تکذیب کو عین مطابق قرآن و کتب احادیث کے قرار دیا۔ اور کہا کہ مثیل مسیح مطابق پیشین گوئیوں مندرجہ احادیث کے نہیں آیا۔ اس لیے قابل تسلیم نہیں۔

امت محمدیہ کا فعل	امت موسیٰ کا فعل
اسی طرح مثیل یہود مثیل مسیح کی تکذیب کرکے یہ نہیں سمجھتے کہ ہمنے اس فعل سے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ و مثیل موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی ہے۔	اصیل یہود اصیل مسیح کی تکذیب کرکے یہ نہیں مانتے تھے کہ ہمنے اس فعل سے توریت و صحف انبیاء و موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی ہے۔

ان موٹی موٹی مثالوں سے بالتصریح ثابت ہوگیا کہ امت محمدیہ مثیل یہود بنکر مثیل مسیح کی تکذیب کریگی تب ہی تو یہود کے قدم بقدم ہوگی۔ اور جیسے کام یہودی کرتے تھے ویسے ہی فعل یہ کریگی۔ اگر وہی مسیح جسکی یہود نے تکذیب کی اور برخلاف انکے عیسائیوں نے تصدیق کی پھر وارد ہوجاوے تو کسیطرح بھی یہ امت مصداق اس پیشگوئی متفق علیہ کی نہیں ٹھہر سکتی نہ اسکی بعد تصدیق کے بھی تکذیب کرینگے اور نہ کسی تجدید تصدیق سے تکذیب سے تو یہودی ہی ہوجا(ئینگے) اور تصدیق سے مسلمان رہینگے نہ مثیل یہود۔ اور پیشگوئی کے مطابق یہود کے اس جرم قبیح تکذیب مسیح کے مقابلہ میں امت محمدیہ کا ویسا ہی فعل ہونا لازمی ہے ورنہ یہود کی پیروی کرکے سوسمار کے سوراخ میں گھسنے کی مثال ہرگز پوری نہیں ہوسکتی۔ لہذا نتیجہ صاف ہے کہ مکذبین حضرت مرزا صاحب مسیح موجود علیہ الصلوٰۃ والسلام مثیل یہود ہیں اور امرتسری وغیرہ مکذب انہیں سے نمبر اول پر فتفکروا یا اولی الابصار۔

یہانتک بالاختصار ہمنے اس بات کا کافی ثبوت دیدیا ہے کہ یہود سے

مسیح موسوی کی تکذیب کرکے مغضوب نام پایا اور امت محمدیہ میں سے انکے نقش قدم پر چلنے والوں نے مسیح محمدی کی تکذیب کرکے مثیل یہود بننے کا فخر حاصل کیا۔ اب اتنا اور بتا دیا جاتا ہے کہ پیشگوئی مذکورۃ الصدر کا مصداق سلسلہ احمدیہ اور اس کا بانی کسی طرح بھی نہیں ہو سکتا۔

احمدیت	یہودیت
(۱) مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ مسیحائی و ماموریت کا تھا۔	یہود کا یہ دعوےٰ نہ تھا۔ لہٰذا مماثلت یہود تھا البتہ مماثلت مسیح ابن مریم صحیح ہے۔
(۲) متبعین حضرت اقدس نے حسب پیشگوئی مخبر صادق کہ مسیح ابن مریم تم میں نازل ہوگا اور تمہارا امام ہوگا تم میں سے اور بموجب حکم قرآن کہ تم میں سے ہی خلیفہ بنائے جائینگے نہ کہ ان میں سے یعنے امام اور خلیفہ محمدی منکم ہونگے نہ کہ منہم حضرت مسیح موعود خلیفۃ الرسول کی تصدیق کی۔	یہود نے مسیح موعود کی تکذیب کی۔ اور احمدی یہود کے خلاف چال چلے پس یہ مثیل یہود نہ ہوئے کیونکہ یہ مثیل مسیح کے مصدق [illegible]

بعد ازیں مماثلت بہ نصاریٰ کی کیفیت ملاحظہ فرمائیے کہ حسب پیشگوئی مذکورہ رسالہ نصاریٰ سے قدم کس کا ملا ہے شروع مضمون میں ہم بتا دیا ہے کہ نصاریٰ کا سب سے بڑا جرم جو ناقابل معافی ہے وہ مسیح ابن مریم میں باوجود اس کو بشر اور نبی جاننے کے خدائی صفات کا ماننا ابن اللہ جاننا خدائی کا شریک گرداننا۔ آسمان پر چڑھانا۔ خدا کے پاس بٹھانا محیی اموات و

وخالق الاشیاء بنانا وغیرہ ہے۔ اب دیکھو مثیل نصاریٰ نے کہاں تک ان کا ساتھ دیا۔ اور ان کے ہاتھ سے ہاتھ اور قدم سے قدم ملایا ہے

افعال نصاریٰ

۱ مسیح میں بشریت بھی ہے اور الوہیت بھی مسیح عام بشروں سے نرالا ہے کھانا پینا وغیرہ خواص بشریت ہیں مگر باقی افعال مثلاً مردے زندہ کرنا۔ خالق الاشیاء ہونا۔ اندھوں کو بینا کرنا بیماروں کو شفا دینا آسمان پر جا کر رہنا یہ سب صفات بشر کے نہیں ہیں۔ الٰہی افعال ہیں۔ ورنہ دیگر انبیاء بھی جو کہ بشر ہیں ان صفات میں کوئی صفت بروئے قرآن دکھلاؤ حالانکہ وہ افضل الرسل ہیں۔

افعال مثیل نصاریٰ

ایسا ہی ان کی ہاں میں ہاں ملا کر مثیل نصاریٰ نے کہا۔ کہ مسیح کو دیگر انبیاء پر قیاس کرنا غلطی ہے کسی نے کہا مسیح کی ہر ایک بات نرالی ہے۔ کسی نے کہا کہ مٹی کے جانور بنا کر پھونک مارنے سے وہ پرندہ بنا دیتے تھے وہ اندھے مادرزاد اور کوڑھیوں کو اچھا کرتے تھے مردوں کو زندہ کرتے تھے اور لوگوں کے گھر کا مال بتا دیتے تھے وہ آسمان پر رہتے ہیں۔ وہ باوجود خاکی جسم کے کھانے پینے کے محتاج نہیں۔ اور ان پر مرور زمانہ کا کچھ اثر نہیں وہ الآن کما کان کے مصداق ہیں وہی دوبارہ دنیا میں آئینگے سب کو عیسائی یا محمدی یا حنفی یا شیعہ وغیرہ بنائیں گے من الہفوات۔ یہ ہی مطابقت نصاریٰ کے ساتھ جو بالشت بالشت اور قدم بقدم کی مصداق ہے۔

برخلاف اس کے بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام اور اس کے معتقدین کو دیکھو کہ نصاریٰ سے کس قدر مخالفت ہے نصاریٰ کہتے ہیں مسیح زندہ ہے اور احمدی

کہتے ہیں۔ وہ وفات پا گیا عیسائی کہتے ہیں کہ وہ آسمان پر ہے احمدی کہتے ہیں کہ زمین میں ہے عیسائی کہتے ہیں کہ وہ دوبارہ آئیگا۔ احمدی کہتے ہیں۔ کہ بعد محمد صلعم کے اس کا آنا کیسا اور نبوت ہو گیا وہ آئے کہاں سے عیسائی کہتے ہیں وہ مردے زندہ کرتا۔ مادر زاد اندہوں کو آنکھیں بخشتا۔ کوڑہیوں کو شفا دیتا تہا۔ وغیرہ وغیرہ۔ احمدی کہتے ہیں کہ یہ خلاف ہے کلام الہی کے کہ ایک بشر رسول تمام شخصوں سے نرالا ہو اور خدائی صفات اپنے اندر رکھے قطعاً غلط ہے وہ وہی کام کرتا تہا جو اس سے پہلے انبیاء و رسل اس کے بہائی کرتے تہے غرضیکہ پیشینگوئی متفق علیہ کے مصداق احمدی ہرگز نہیں۔ اور چونکہ اس کے مصداق کا ہونا لازمی ہے پس وہی اس کے مصداق ہیں جو نصاریٰ کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ اور اس کو خدائی صفات سے موصوف کرتے اور تمام رسولوں سے علیحدہ اور جمیع بشروں سے نرالا بشر قرار دیتے اور کہتے ہیں کہ اس کا قیاس دیگر انبیاء و رسل پر قیاس مع الفارق ہے اور وہ سب سے بڑھکر اہلحدیث ہیں جن کا انبیاء اور مکذب امرتسری مثیل نصاریٰ ہے۔

الحمدللہ علی احسانہ۔ کہ بحول و قوت الہی ہم نے آیت کریمہ سے جو قانون الہی کی بین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر نبی کے دشمن دنیا میں بنا دیتا ہے جتلا دیا کہ ثناء اللہ جیسے وجودوں کا ہونا صداقت مسیح موعود علیہ السلام کی دلیل ہے اور اس کے مقابلے میں جب تک ثناء اللہ کوئی ایسی آیت نہ پیش کرے کہ اسی طرح جہوٹے مدعیان نبوت کے دشمن بہی خدا تعالیٰ مومنوں میں سے بنا دیا کرتا ہے جیسا کہ اس آیت میں صاف فرمایا گیا ہے کہ خدا سچوں کے دشمن بنایا کرتا ہے۔ تا کہ انکی

سچائی کا الشمس فی النہار ہو جائے ایسا ہی وہ قانون الٰہی جو مفتری علی اللہ کی
نبوت کاذبہ کے لیے خداوند کریم نے اس کے مقابلے میں ظاہر فرمایا ہو کہ
ان کے لیے بھی گالیاں دینے والے بُرا کہنے والے تردید و تکفیر و تکذیب و
توہین و تذلیل کرنے والے موذین میں سے دشمن بنا دیا کرتا ہے تب
تو ہم مان لینگے کہ ثناء اللہ اور اس کے ہم خیال اور ہمنواؤں کا وجود حضرت
اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلے میں بھی دشنام دہی اور
تکذیب و توہین کرنے کے واسطے اس قانون الٰہی کے مطابق موجود
کیا گیا ہے اور جب تک ایسا نہ ہو اس وقت تک ہمارا دعوےٰ صحیح
کہ مرزا صاحب صادق تھے اور ان کے مخالف عدو شیاطین الانس
میں سے کاذب ہیں۔ اگر در خانہ کس است حرفے بس است

دوسری بات بھی پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ پیشگوئی متفق علیہ
کا مصداق دونوں گروہوں یعنی احمدی اور ان کے معاندین میں سے
معاند گروہ ہی ہے۔ احمدی ہرگز نہیں اور حالت یہود و نصاریٰ سے
کرنے والے زیادہ تر یہی بدقسمت لوگ ہیں جو اہل حدیث کہلاتے ہیں۔
کیونکہ اصل مسیح کے بدترین دشمن بھی یہودی تھے جو اہلحدیث ہی بنے
ہوئے طالمود وغیرہ کتب احادیث کو اپنا دستور العمل اپنی سمجھ کے مطابق بنا
بیٹھے تھے۔ پس اب بالفعل یہاں بھی وہی معاملہ ہے کہ اصل یہود نے
اصل مسیح کی تکذیب کی۔ اور مثیل یہود نے مثیل مسیح کی تب جا کر یہ لوگ
اہلحدیث ہوئے جو مفہوم ہے پیشگوئی مذکورہ کا ورنہ ثناء اللہ یا اس کا کوئی

ہمسفیر امور ذیل کا جواب رقم کرے تو ہم انشاء اللہ اس پر غور کرینگے۔

خلاصہ امور جواب طلب از اہل حدیث وغیرہ مخالفین حق

(۱) وہ متفق علیہ روایت و دیگر احادیث جو بطور شواہد و تائید روایت مذکورہ در بارہ مماثلت بہ یہود پیش کی گئی ہیں۔ اصح اور صحیح ہیں یا نہیں؟

(۲)۔ اگر ہیں۔ تو یہ امت محمدیہ کے لیئے بطور پیش گوئی کے ہیں یا نہیں؟

(۳) اگر ہیں۔ تو ان میں یہود کے افعال کے ساتھ اس امت کی جمیع کبائر و صغائر مماثلت کلی کا ارشاد ہے جو مغایرت کو چاہتا ہے یا عینیت کا یعنی یہودی ہی بن جانیکا؟

(۴) اگر مماثلت کا ہے۔ تو فرمائیے یہود نامسعود تکذیب مسیح جیسے فعل قبیح کے مرتکب ہوئے یا نہیں۔؟

(۵) اگر ہوئے تو ان کے مقابلے میں بغرض مماثلت تمہارا بھی ویسا ہی فعل شنیع یعنے تکذیب مسیح ہونا چاہئے یا نہیں؟ کیونکہ پیش گوئی کا مفہوم یہی ہے کہ تم یہود کی ذرا ذرا سی بد اعمالی میں قدم بقدم رہوگے تو بھلا پھر بڑے جرائم میں وہ کیونکر تم سے سبقت لے جا سکتے ہیں؟

(۶) اگر ہونا چاہئے۔ تو بتلاؤ کہ کیا اصیل مسیح کی تکذیب کرکے یہ حق مماثلت تم ادا کر سکتے ہو۔ یا مثیل مسیح کی؟ کیونکہ اصیل مسیح کی تکذیب سے تم مثیل یہود نہیں کہلاؤ گے۔ بلکہ یہودی ہی بن جاؤ گے۔

(۷) اگر اسی مسیح اسرائیلی کی تکذیب تم کر دوگے تو پھر مسلمان کیسے رہوگے۔ اس سے تو ارتداد لازم آئے گا۔ جو نہ مماثلت بہ یہود ہے اور نہ مسلمانی کی نشانی۔ سو جلد جواب دو کہ اسرائیلی مسیح کی تکذیب کا نتیجہ جو یہود کو ملا وہ یہ تھا کہ وہ خاتم المرسلین کی تصدیق سے بھی محروم رہ گئے۔ پس اسی مسیح کی تکذیب سے کیا تم بھی کبھی شفیع المذنبین سے منکر ہو جاؤ گے؟ اگر ایسا کرو تو یہ نہ مماثلت بہ یہود ہے۔ اور نہ پیشگوئی کا مفہوم۔ پس یہود کے مثیل تم تب ہی بن سکتے ہو جبکہ کوئی مسیح کا مثیل آوے مسیح اسرائیلی کا آنا تمہارے مثیل یہود بننے کیلئے کافی نہیں ہے تاوقتیکہ کوئی مسیح نہ آوے جو تمکو مثیل یہود

(۸) اب بتاؤ کہ تمہاری مماثلت بہ یہود کے لئے کسی مثیل مسیح کی ضرورت ہے یا نہیں؟

(۹) پھر بتاؤ کہ تمہارے زمانہ میں ایک مامور من اللہ مثیل مسیح ہو کر آیا تو تم نے اس کی توہین تکذیب تکفیر کرکے اصیل یہود کے ساتھ بالشت بہ بالشت اور قدم بہ قدم مماثلت پیدا کرکے مثیل یہود بن کر پیشگوئی متذکرہ صدر کو پورا کر دیا یا نہیں؟

(۱۰) جبکہ اصیل یہود نے اصیل مسیح کی تکذیب کرکے خطاب افضل العالمین چھنوا کر مغضوب و ذلیل کا طوق پہن لیا۔ تو

مثیل یہود نے مثیل مسیح کی تکذیب کر کے خیر امت کا نام مثیل یہود شر امت کا لقب اور غضب و ذلت کا خلعت زیب تن کر لیا۔ یا نہیں؟

تا کے عشرۃ کاملہ

تیسری بات ناظرین رسالہ ہذا سے یہ درخواست ہے کہ اس پیش گوئی کے مطلب و معنی پر خوب نظر رکھیں۔ اور بھولیں نہیں انشاء اللہ ہم کئی موقعوں پر امت یہود کے ساتھ امت ہذا کی مماثلت و مشابہت آئندہ دکھلاتے رہینگے۔ یہ ایک وسیع اور بڑا مضمون ہے۔ انشاء اللہ پر لطف اور عجب ہوگا۔ خدا تعالےٰ مجھے اس کی تکمیل کی توفیق دے۔

آمین!

ناصحانہ نظم

تنہا الله اگر تجھ میں ہے کچھ شرم و حیا باقی
تو بول اٹھ اب تیری ذلت میں ہے کیا رکھا باقی
جو تجھ میں آدمیت تھی وہ تو مدت سے گئی گذری
سوا اک یہودیت کے ہے اب تجھ میں کیا باقی

نہ کچھ باقی رہا ہے علم و فضل و عقل و دانش سے
نہ بو ایماں کی تجھ میں ... نہ زہد و اتقا باقی

کہاں کی افضلیت ۔ مولویت ہے لیے پھرتا
یہودوں میں نہ تجھ جیسے بہت تھے پارسا باقی؟

بنا پھرتا ہے علم خشک پر مغرور ہو ۔ فاضل!
نہیں ہے کیا تجھ سے بڑھکر منکر اسلام کیا باقی؟

خدا کے برگزیدوں کی نہ کر تکذیب اے ناداں!
خدا سے ڈر اگر تجھ میں ہے کچھ خوف و رجا باقی

مکذب انبیاؤں کے جو تھے بدبخت تجھ جیسے
کلام اللہ میں جن کا ہے اب تک تذکرہ باقی

ہوا انجام کیا ان کا ذرا قرآن میں پڑھ لے
بتا ان کا کہاں ہے تجھ سوا کوئی پتا باقی

تجھے لازم ہے عبرت حال سے ان کے کرے حاصل
اگر اس کے لیے تجھ میں ہے کچھ فکر رسا باقی

جری اللہ کی تکذیب سے ثابت کیا تو نے
کہ دشمن انبیاؤں کا ہے تو ہی اک رہا باقی

مرے ہیں سینکڑوں کافر و ملحد اس ہی غم سے
نہیں ہے کیا حدیثوں میں بھی یہ ابتک لکھا باقی؟
مباہل بن کے خود تو نے نہ کیوں یہ آزما دیکھا؟

ضمیمہ فہرست کتب نایاب موجودہ الحق دہلی

اشاعۃ السنۃ النبویہ مولوی محمد حسین
صاحب بٹالوی کا ماہوار رسالہ مجلد
جلد اول بابت ۱۸۷۶ء عما
〃 دوم بابت ۱۸۷۹ء ۃ
〃 چہارم بابت ۱۸۸۱ء ۃ
〃 پنجم بابت ۱۸۸۲ء ۃ

الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ
اڈیشن اول مولوی صدیق حسن خان نواب
بھوپال کی مشہور تصنیف متضمن حالات مبارک
حضرت سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ
علیہ وسلم مجلد عہ

اقتراب الساعۃ اڈیشن اول خلف
نواب صدیق حسن خاں کی اردو تصنیف جسمیں
حالات و نشانات قرب قیامت و ظہور
مسیح و مہدی علیہ السلام و خروج دجال و
یاجوج ماجوج کے قابل دید حالات ہیں
نایاب کتاب قیمت صرف عما

حجج الکرامۃ فی آثار القیامۃ فارسی
صدیق حسن خاں کی مشہور و معروف تالیف
جامع حالات و نشانات و آیات قیامت

وغیرہ نزول مسیح و مہدی علیہ السلام و خروج
دجال نایاب مجلد اڈیشن اول عہر

تسلیۃ المصاب در رسالہ منجیات و مہلکات
فضائل صبر از قرآن و حدیث و بیان موجبات
نجات و ہلاکت مفصل از قرآن و احادیث
مولفہ نواب بھوپال اڈیشن اول مجلد عہر

حدیث الغاشیہ مولفہ نواب صدیق حسن
ابتداء آفرینش دنیا سے تا قیام قیامت کے
حالات و واقعات از کتب اسلامیہ مجلد عما

ہمارا مذہب

اس کتاب میں عاجز راقم نے حضرت اقدس
مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
مرحوم و مغفور کا مذہب حضور ہی کی جملہ تصانیف
مبارکہ براہین احمدیہ سے لیکر پیغام صلح تک
سے ہر ایک مسئلہ کے متعلق بلفظہٖ نقل کر کے
جمع کر دیا ہے جس سے تمام معترضین دم بخود
ہو گئے اور کسی کو آج تک جرأت نہ ہوئی کہ آپکا
مذہب آپ ہی کی تصانیف سے بلفظہٖ آپکے مذہب
کے خلاف ثابت کر سکے ۱۰ جزو کی کتاب عمدہ
خوشخط مجلد صرف ۱۰ر
مینیجر الحق دہلی

کہ مٹ جاتا سبھی جھگڑا نہ رہتا کچھ ترا باقی
مُغل کو دیکھکر تو فارسی بہولا ہی کرتا تھا
مگر شوخی وہی اب تک ہے کیوں اے بے حیا باقی؟
خدا کا ہاتھ آکر خود کرے گا فیصلہ تیرا
رہیں گے کب تلک تیرے بھلا جور و جفا باقی
بہت نزدیک ہے اے غافل اب تقدیر ربانی
نہ دشمن ہی رہیں گے اور نہ اُن کے اقربا باقی
نصیحت مان لے قاسم کی اے امرتسری ہاں
اگر اسلام کی تیرے بدن پر ہے ردا باقی

اطلاع

احمدی نمبر اول میں ... امتِ محمدیہ کا مثیل یہود ہونا باحسن وجوہ بیان ہو چکا ہے آئندہ بھی انشاء اللہ موقعہ بموقعہ اس مماثلت کا ذکر ہوتا رہیگا اگلا نمبر احمدی کا بجولی و قوت الٰہی انشاء اللہ عجیب مضمون کا شائع ہوگا جس کی سرخی "علاء خلف" ہوگی۔ ناظرین دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اس کی اشاعت کی جلد توفیق عطا فرماوے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ احمدی کسی مقرر تاریخ پر شائع ہو۔ بلکہ بلا قید وقت ہر ماہ میں ایک جلد اس کی ہدیہ ناظرین ہوتی رہے گی۔ اور ہر سال میں ۱۲ رسالے نکال دیئے جائیں گے۔

عاجز قاسم علی احمدی مولف

۲۳ دسمبر

تبرک متبرک رجسٹری شدہ

عکس نامہ مبارک حضور انور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بنام مقوقس سلطان

یہ اس مبارک خط کا فوٹو ہے جو رسول اللہ صلعم نے مصر میں قبطیوں کے بادشاہ مقوقس سلطان کو حاطب بن بلتعہ عمرو بن عمیر لخمی کے ہاتھ مہر ثبت لگا کر بھیجا تھا۔ آپ نے ۷ ہجری میں یہ خط روانہ فرمایا تھا۔ یہ نامہ متبرک بعض فرانسیسی سیاحوں نے ان دنوں جو قبط کی جانب گئے تھے۔ ایک نے سفر میں پایا تھا۔ مصر کے شہروں میں سے اخمیم کے گرجا میں ایک راہب کے پاس سے خرید کر سلطان عبد المجید خان والئے دولت عثمانیہ کی خدمت میں اسے لیکر حاضر ہوا۔ سلطان نے اسے نہایت حفاظت سے دیگر تبرکات نبویہ کے ساتھ قسطنطنیہ میں رکھنے کا حکم صادر فرمایا۔ وہاں سے اس مبارک مراسلہ کا فوٹو اتارا گیا۔ اور یہ تحفہ گویا سے نور ظہور اسلام ہوا۔ اس مبارک مراسلہ کی نقل موجودہ عربی میں معہ ترجمہ اردو مقابل میں ہے۔ میری رائے اور خواہش یہ ہے کہ ہر ایک کلمہ گو اور محمدی کے گھر میں یہ مبارک فوٹو رہنا چاہیئے جو خوشنما آئینہ میں لگایا جاکر باعث نزول برکت و زینت مکان بنایا جاوے۔ بجز دہلی کے یہ مبارک تحفہ دوسری جگہ نہیں مل سکیگا۔ ایک دفعہ منگا کر ہم اور آپ اسکی زیارت سے مشرف ہو جاویں پھر اگر آپ کی آنکھیں منور نہ ہو جائیں۔ تو واپس بھیجئیے ہم فوراً واپس لے لینگے۔

ہدیہ فی عکس صرف [illegible] علاوہ محصولڈاک

مینیجر الحق ایجنسی دہلی

مصحف عثمانی رجسٹری شدہ

حضرت امیر المومنین عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قرآن مجید کے ایک صفحہ کا اصلی فوٹو رجسٹری شدہ جو سوائے دہلی کے کسی جگہ سے دستیاب نہیں ہو سکتا۔ قابل یہ ہے ہر مسلمان اسے زینت مکان بنا دے۔ ہدیہ فی عکس [illegible] علاوہ محصولڈاک

مینیجر الحق ایجنسی دہلی

١٩١٦
بابت فروری [illegible]

فی رسالہ ۲/

عام قیمت سالانہ عہ/ مع محصولڈاک۔ معاونین سے حسب استطاعت

علماؤهم شر من تحت أديم السماء من عندهم تخرج الفتنة [illegible]

ان کے علماء سب سے بدتر ہوں گے جو آسمان کے نیچے ہیں ان ہی کے پاس سے فتنہ نکلے گا [illegible]

ماہوار رسالہ

احمدی

ہر انگریزی مہینے میں بلا تعین تاریخ ایک بار شائع ہوتا ہے

مقصد اصلی

اندرونی مخالفین سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اعتراضوں کا مفصل و مکمل جواب دیکر صداقت بانی سلسلہ علیہ الصلوۃ والسلام کا بدلائل اظہار کرنا

فروری سنہ ۱۹۱۶ء

ایم۔ قاسم علی۔ احمدی پرنٹر و پبلشر نے

[illegible] پریس میں چھپوا کر دہلی سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علماؤھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

علمائے خلف

غفلت[1] اور جہالت[2]۔ ضد[3] اور حماقت[4]۔ بدظنی[5] اور عداوت[6] یہ چھ بیماریاں جس میں موجود ہوں۔ اس کو نہ علم سے فائدہ ہوتا ہے۔ نہ عقل سے نیک و بد کی تمیز حاصل۔ نہ کوئی نشان اس کے لیے موجب ہدایت ہو سکتا ہے۔ نہ مشاہدات و نظائر مفید۔ نہ رسول آسمانی حکیم روحانی اس کو شفا بخش سکتا ہے۔ نہ کوئی ہادی و مہدی اس کی رہنمائی کر سکتا ہے۔ ایسا شخص اگرچہ بنظر مردم دنیا شمس العلما کہلائے یا شیخ الکل جامع الفنون کا خطاب پائے۔ یا بحر العلوم کا۔ مولوی عالم کی ڈگری حاصل کرے یا فضیلت کی پگڑی۔ مگر قرآنی اصطلاح اور ربانی کلام میں وہ کلب اور حمار اور شر الدواب یعنی چارپایوں سے بھی بدتر کہلاتا ہے اس لیے کہ باوجود عطار قوائے ظاہری و باطنی کے وہ ان سے کام نہیں لیتا۔ کما قال اللہ تبارک و تعالیٰ لہم قلوب لا یفقہون بہا

ولهم اعین لا یبصرون بها ولهم اذان لا یسمعون بها۔ اولئک کالانعام
بل هم اضل اولئک هم الغفلون۔ پ ۹ ع ۱۴۔

ترجمہ۔ ان کے سینے میں دل ہیں۔ پر وہ ان سے نہیں سمجھتے اور ان کے سر میں آنکھیں ہیں پر وہ ان سے حق و باطل نہیں دیکھتے۔ اور ان کے کان ہیں ان سے ہدایت کی باتیں نہیں سنتے خلاصہ یہ ہے کہ وہ حماقت میں گویا مثل چارپایوں کی ہیں۔ بلکہ چارپایوں سے بھی گئے گذرے۔ کیونکہ چارپائے اپنے فرائض کو پہچانتے ہیں۔ کتے کو دیکھو اپنے مالک کے مال کی ایسی حفاظت کرتا ہے کہ جان تک بھی دینے کو تیار ہوتا ہے۔ مگر یہ لوگ اپنے فرائض سے غافل کچھ نہیں سوچتے کہ ہمارا انجام کیا ہوگا۔ پس ان کی بدکاری اور غفلت کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ دیکھنے والا ان کو جہنم کی پیدائش کہے تو بجا ہے۔

انتہی بلفظہ تفسیر ثنائی جلد سوم صفحہ ۱۸۱

انہیں اصم۔ ابکم۔ اعمی میں سے ایک بیچارہ قابل رحم ثناء اللہ امرتسری ہے جس کے ساتھ بدقسمتی سے مولوی فاضل کا ٹائیٹل بھی لگا ہوا ہے۔ جو مذکور کے حق میں بجائے رفعت کے اخلد الی الارض کا موجب ہو گیا۔ اور اہل حدیث کہلا کر اپنی خواہشات نفسانی کے پیچھے لگا۔ تو کمثل الکلب۔ اور کمثل الحمار۔ کا مصداق بن گیا۔ اور اس حالت کا خود بدولت کو بھی اپنے حق میں۔ تفسیر ثنائی جلد سوم صفحہ ۱۸۰ کے بقیہ حاشیہ میں بدیں الفاظ اقرار ہے۔ کہ اگر اہل دل کے مذاق پر اس آیت

(فمثلہ کمثل الکلب الآیۃ) کی تفسیر کی جائے تو یہ ایک تمثیل ہے
ہم دنیا دار عالموں کی جو زمین ہی کی طرف جھکتے ہیں
اور علم سے صاف بے لوث نکل جاتے ہیں۔ یعنی اس پر عمل
نہیں کرتے الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا ان ہی حضرات کی طرف
اشارہ ہے" انتہی بلفظہ بقدر الحاجۃ۔ نامبردہ نے اپنے دل سے یہ
عہد کیا ہوا ہے۔ کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں کسی طرح نہیں
دینی چاہیئے۔ اور پھر ایک دینی و دنیوی امور میں خواہ وہ کلام اللہ یا سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نص صریح ثابت ہوں۔ اور
دلائل عقلی ان کا بیان ہو۔ خواہ صدہا شواہد و نظائر اس کے موجود
ہوں۔ مگر بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان و قلم سے اُن کا
اظہار ہی مخالفت کے لیئے کافی دلیل ہے اور اسی بیباکی سے
اسلام اور ایمان کو بھی خیرباد کہنے کے لیئے تیار ہے جیسا کہ خود اس کو
اقرار ہے چنانچہ مرقع میں وہ یہ لکھ کر حق سے بیزار ہے کہ

"میں (انشاء اللہ) بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ مرزا صاحب کی نسبت
میرا ایسا ایمان ہے کہ اگر وہ دن کی دوپہر کے وقت کو دن کہتے
تو مجھے شبہ ہو جاتا تھا کہ کہیں رات نہ ہو۔"

بلفظہ ملخصاً۔ از مرقع قادیانی بابت جولائی ۱۹۳۲ء صفحہ ۱۱

یہ ہے اس مشتبہ الشان کا ایمان جو مولانا حالی کے ان اشعار کا پورا نمونہ
ہے جو اسی حماقت شعاری کو گویا لکھے ہیں۔

ہمیں شیخ کل نے تعلیم دی ہے ۔ کہ جو کام دینی ہے یا دنیوی ہا
مخالف کی ریس اسمیں کرنی بری ہے ۔ نشان غیرت دین حق کا یہی ہے

مخالف کی الٹی ہر ایک بات سمجھو
جو دن کو کہے دن تو تم رات سمجھو

قدم گر وہ راست پر اس کا پاؤ ۔ تو تم سید ہے رستہ سے کترا کے جاؤ
لگیں جسقدر ٹھوکریں اسمیں کھاؤ ۔ پڑیں جسقدر دقتیں سب اٹھاؤ

جہاز اس کا نکلے جو بچکر بھنور سے
تو تم ڈالدو ناؤ اندر بھنور کے

ناظرین! ثناء اللہ کا ایمان تو آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔ کہ اگر حضرت مرزا صاحب عین دوپہر کے وقت ہی دن کو دن کہدیں۔ تو ثناء اللہ اسے رات ہی سمجھیگا۔ یہ ایمان کہانتک مطابق قرآن شریف ہے؟ اس کا جواب اس ہی ایمان دار کی تحریر سے پیش کرتا ہوں جس کو ملاحظہ فرماکر آپ ہی خود اندازہ کرلیں۔ کہ اس کے دل میں کسقدر ایمان اور عرفان ہے اور وہ کس درجہ کا مسلمان ہے۔ سنئے! جسوقت اس ناہنجار پر کفر وغیرہ کا فتوے اس کی ہی قوم نے لگایا۔ جو بنام ارتعبین شائع ہوا۔ تو اس کے جواب میں اس بڑے مومن نے کلام المبین نام ایک رسالہ لکھکر شائع کیا جس کے صفحہ ۱۵ فصل سوم میں حسب ذیل رقمطراز ہے۔ یہ لکھتے جاتے ہیں۔

"ہمیں عوام نہیں بلکہ خواص (جنہیں ثناء اللہ ہداہ اللہ بھی ہے)

محض تنگدلی سے یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ چونکہ یہ قول فلاں معتزلی یا شیعہ کا ہے اس لیئے ہم اسکو غلط جانتے ہیں۔ مگر میرے خیال میں (جبکہ چاروں طرف سے دھڑکا رکھڑکار پڑنے لگی۔ تو) ایسے خیالات عقل و نقل کے صریح خلاف ہیں قرآن و حدیث ایسے خیالات کا صریح رد کرتے ہیں چنانچہ ارشاد ہے کہ کسی قوم کی عداوت سے عدل نہ چھوڑا کرو (بشرطیکہ تم اڈیٹر اہلحدیث نہ ہو) ہمیشہ عدل کیا کرو۔ عدل ہی تقوے سے قریب ہے۔ (جس کے نزدیک زانی اور کاذب بھی متقی ہے اس کو چھوڑ دو کیونکہ وہ مخالف اسلام عقیدہ رکھتا ہے۔) ایک حدیث میں جو صحیح بخاری میں مذکور ہے۔ کہ شیطان نے ابوہریرہؓ کو بتلایا کہ سوتے وقت آیت الکرسی پڑھ لیا کر جب اس نے حضور نبوی میں بیان کیا۔ آنحضرتؐ نے تصدیق فرمائی۔ کہ گو وہ جھوٹا ہے۔ مگر اس بات میں سچا ہے۔ اس حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی گمراہ شخص یا قوم کی کسی سچی بات کو تسلیم کر لینا اسلام کی تعلیم اور انصاف کا مقتضٰے ہے (مگر اس کے لیئے نہیں جس کا یہ ایمان ہو کہ مخالف اگر دوپہر کے وقت کو بھی دن کہے۔ تو رات ہی سمجھنا چاہیئے) بلفظہٖ صفحہ ۱۵ و ۱۶

اس دروغگو مستفتی نے جوش حماقت میں اگر مرقع قادیانی کے حاشیہ پر تو اپنے ایمان کی تعریف یہ کر دی کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام اگر دن

کو دن کہتے سکتے۔ تو اہلحدیث کا فخر اپنی قوت ایمانی و لطائف روحانی سے
اس کو راست ہی کہنے اور ماننے پر مجبور ہوتا تھا۔ مگر دوسرے موقعہ پر جب
یاران ہمنوا نے رگیدنا شروع کیا۔ تو حماقت و جہالت کا سیقدر جوش
ٹھنڈا ہونے پر کلام المبین میں اپنی مخلصی کے لیئے حق بر زبان جاری
ہو گیا۔ اور صاف لکھدیا۔ کہ مخالف کی سچی بات کو تسلیم نہ کرنا۔ قرآن و
حدیث کے خلاف ہے۔ جس سے دروغ گو را حافظہ نباشد پر پورا عمل کر کے
دکھلا دیا۔ سو تحریف کی ضرورت نہیں ہے۔ حقیقت کھل چلی
حضرت نہیں ہے۔ الغرض بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ الف الف علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی دشمنی اور عداوت سے اس خناس کی تمام عقل ماری
گئی ہے اور حضرت اقدس کی ہر ایک سچی بات کی مخالفت کرنا۔ اس خبیث
نے اپنا شیوہ بنا رکھا ہے۔ اور پھر اس کارگزاری پر نازاں ہو کر سمجھتا
ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی مخالفت ہی دلیل مسلمانی اور قرآن دانی
ہے۔ اور یہ ہی طریق مومن کی نشانی اور حدیث خوانی ہے۔ اور یہی
ایک عمل (یعنی سچائی اور صداقت کی ضد اور حماقت سے مخالفت کرنا) جاذب
فضل رحمانی اور ذریعہ نجات جاودانی ہے۔ اگرچہ تمام گھر کی ویرانی اور طرح طرح
کی بے ایمانی یا صدہا پشیمانی اور ہزار سر گردانی یا لاکھ نادانی اور کروڑ حیرانی
سے بھی حاصل نہ ہو۔ بلکہ اسی آرزو میں اگر ملک الموت بھی آجاویں اور روح
قبض کر کے جہنم داخل کر دیں۔ تو بھی اس مخالفت خدا اور رسول
باز نہ رہنا۔ اور ایسی موت احمر کو بھی ایک خوش نصیبی سمجھنا چاہیئے۔ اور

پورا نمونہ مندرجہ ذیل حدیث مرفوع حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اہلحدیث کو فخر کرنا لازمی ہے

ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن الا رسمہ مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدی علماؤھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

یعنے لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا فقط نام اور قرآن کا فقط نقش باقی رہے گا۔ وگرچہ ان کی مسجدیں آباد ہوں گی یعنے ظاہر کے نمازی بہت ہونگے لیکن ہدایت سے ویران ہونگی۔ کوئی ان میں دین کی راہ پر نہ ہوگا علما ان کے سب لوگوں سے بدتر ہوں گے۔ جو آسمان کے نیچے ہیں ان ہی کے پاس سے فتنہ نکلیگا۔ اور ان ہی کے اندر پھر کر جائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ اسلام کا فقط نام رہجائے گا۔

انتہی بلفظہ از کشف الالتثام مولانا مولوی صدیق حسن خان بھوپالی اہلحدیث

مزید شہادت اس کی تائید میں درکار ہو تو خود ثناء اللہ بھی مانتا ہے کہ "حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ قرب قیامت کے علما کے دل سے علم اٹھایا جائے گا" بلفظہ حاشیہ کلام المبین صفحہ ۵۷

یہ وہ پیشگوئیاں علمائے دجال کے حق میں جیسی کچھ صادق آرہی ہیں وہ آفتاب سے زیادہ روشن ہیں لیکن تاہم اس مقام پر مناسب ہے۔ کہ مذکورہ بالا حدیث کے مصداقوں کا کھول کر پتہ بتایا جاوے۔ تاکہ ایڈیٹر اہلحدیث امرتسری خبیث کو جائے دم زدن باقی نہ رہے اور کالشمس فی النہار ثابت ہو جاوے کہ بیشک

یہی مقدس گروہ علماء اس حدیث اور پیشگوئی کے پورا کرنے والا ہے
جو واضح رہے کہ ہمکو اس نظارے کے واسطے دور جانے کی ضرورت
نہیں نہ دلائل خارجی لانے کی حاجت خود فضیلت مآب اشر الناس امرتسری
خناس کی تحریریں ہی اس پر شاہد عادل اور نص صریح ہیں. اور اسی
ہندوستان خاصکر دار العلوم دہلی اور امرتسر وغیرہ میں ایسے وجود موجود
ہیں جن کا پورا پورا عمل حدیث بالا پر ہے۔ سنیئے سب سے اول گواہی
میں ہم نواب صدیق حسن خاں مجدد فرقہ اہلحدیث کو پیش کرتے ہیں جس
کی تصانیف پر وہابیوں کو بڑا ناز ہے۔ نواب مرحوم اس حدیث کی ذیل
میں رقم فرماتے ہیں. کہ

"علماء بدعات و منکرات نکال کر فتنہ برپا کرینگے۔ ایک دوسرے
کو کافر بنا کر اپنا ایمان برباد کرینگے۔ بہرحال یہ حدیث بھی ایک
معجزہ ہے۔ کیونکہ سارے امور مطابق ارشاد
حضور کے واقع ہوئے ہیں۔ اور ہم نے اپنی آنکھ اور کان سے دیکھے
سنے اور سب لوگ ہر روز دیکھتے سنتے رہتے ہیں. لیکن
ہزار میں ایک کو بھی عبرت نہیں ہوتی ہر شخص یہ جانتا ہے (جنمیں
خود بدولت نواب صاحب بھی ہیں ناقل) ۔ کہ یہ حدیث حق میں
دوسروں کی آئی ہے۔ نہ میرے حق میں "

انتہی بلفظہٖ کشف اللثام صفحہ ۷

افسوس ہے کہ مجدد اہلحدیث نے لما تقولون ما لا تفعلون کو بھلا کر

خود بھی عمر بھر یہی عقیدہ رکھا۔ کہ اس حدیث کے مصداق علماء حنفیہ وغیرہ ہیں۔ اور جب کبھی موقعہ پایا اپنی قلم و زبان کو دوسرے گروہ کے علماء کے خلاف ہی چلایا۔ تو کر بد رکھ رکھ کر بھی حضرات مقلدین کے بزرگوں کو برا بھلا کہلوایا۔ غیروں سے مضامین طلب و یا انہیں لکھوا کر اپنے نام سے اور اپنے مضامین غیروں کے نام سے رسالوں کتابوں کی صورتوں میں چھپوا چھپوا کر شائع کئے۔ اقتراب الساعۃ و تہذیب الاخوان وغیرہ دیکھ لو۔ ؎ ہر کسے ناصح برائے دیگراں۔ ناصح خود یافتم کم در جہاں

دوسری شہادت امرتسری خبیث کی اس کے اخبار اور کتابوں سے پیش کرتا ہوں جس سے معلوم ہو جائے کہ خود بدولت اپنے ہمعصر علما کو کیسا دین دار۔ متقی عالم باعمل۔ نائب رسول۔ راست باز اور حق گو سمجھتے ہیں۔ بریکیٹ کی عبارت راقم ہذا کی ہے۔

"مسلمانوں کی تو یہ حالت ہے۔ کہ کلما عاھدوا عھداً نبذہٗ فریق منھم بل اکثرھم لا یؤمنون۔ عوام کالانعام تو مجلائے خود خواص (ثناء اللہ جیسے۔ ناقل) ہی اس قابل نہیں کہ ان کو اسلامی احکام کا پابند کہا جائے۔ علماء کرام۔ ایڈیٹران اخبار (جیسے ثناء اللہ نابکار۔ ناقل) مالکان مطابع (یعنے امرتسری خبیث۔ ناقل) یہی تو مصلحان قوم کے اصناف ہیں (امرتسری بقول خود۔ ناقل) بتلائیے ان میں کتنے ایک ہیں جو نمونہ اسلام کہلانے کا حق رکھتے ہیں (کیا ثناء اللہ یا محمد حسین یا غزنوی میاں

بہوپڑی یا آروی یا وزیرآبادی یا دہلوی یا رامپوری یا سیالکوٹی وغیرہ وغیرہ
۔ناقل) حالت موجودہ کے لحاظ سے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ
ڈر ہے کہیں یہ نام ہی مٹ جائے نہ آخر ؎ مدت سے اسے دور زماں میٹ رہا ہے
بلفظہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۵ جولائی سنہ ۱۹ء صفحہ ۱ کالم ۲

دیکھا ثناء اللہ کے سر چڑھ کر جادو بول رہا ہے اور اس سے کہلوا رہا ہے کہ علماء حال
(۳) ہمارے علماء مختلف خیال والوں کا ایک جگہ جمع ہونا
بھی حرام جانتے ہیں۔ آپ ہم سے کفار کی بابت دیکھئے
متفق ہو کر مخالفین سے مقابلہ کرنا۔ ناقل) کرنا چاہتے ہیں۔ ڈوب
جائیں مر جائیں پر ایسا نہ کرینگے۔ بلفظہ اہلحدیث مورخہ ۲۹ جولائی سنہ ۱۹ء

یہ دونوں شہادتیں "علماء ہم شہرت یافتہ ادہم السماء" کا اقراری ثبوت ہیں۔ آگے اور سنیے
۹ دسمبر سنہ ۱۹ء کے اہلحدیث میں امرتسری شیطان اپنی ذریت میں سے
کسی شاہجہانپوری کا رسالہ زیر عنوان "ار العجیبین" پر ریمارک درج
کرتا ہے۔ ناظرین ذرا شاہجہانپوری کا بیان سنیں جس میں اسی مقدس
فرقہ اہلحدیث کے علماء کا فوٹو کھینچا گیا ہے۔ ناصح لگاتار اپنا سفرنامہ تحریر
کر رہا ہے۔ اور اس سفر میں جن جن علماء سے مختلف امصار میں ملتا گیا
ان کی حالت زار اس طرح ظاہر کرتا ہے۔ کہ
۳۔ میں اپنی ضرورت کے لیے میرٹھ ہوتا ہوا دہلی گیا میرٹھ
میں۔ ایک فاضل اہلحدیث سے نیاز حاصل ہوا جو کہ مولانا
ثناء اللہ صاحب کے ملکھیروں میں داخل ہیں ان سے مولانا

کے کفرنامہ پر گفتگو کی۔ جواب معقول تو کیا دینے لگے بیہودہ الفاظ بکنے۔ جو لکھنا محض فضول ہے۔ میں نے ان کو قابل خطاب نہ سمجھکر خاموشی کو بہتر جانا۔ ایک بات ان کی دیانتداری کی نقل کرتا ہوں۔ مینے دریافت کیا۔ مولانا آپ نے جس (ثناء اللہ۔ بداللہ) پر کفر کا فتوے جڑا ہے۔ اسکی کوئی کتاب بھی دیکھی ہے۔ یا فتوے پر دستخط ہی کر دیئے تو آپ کس صفائی سے بولے کہ کوئی نہیں۔ ناظرین اس دیانتداری پر تحسین کیجئے............ غرض وہاں سے میں دہلی گیا۔ تو ایک مولوی نابینا سے (اس وہابی کا نام عبدالوہاب ہے۔ ناقل) ملاقات ہوئی انہوں نے بھی مولوی ثناء اللہ صاحب کو بے خطا بہت کچھ سنایا۔ اور دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ آپ بھی کورے ہیں۔ آپ نے بھی مولانا صاحب کی کوئی تصنیف نہیں سنی۔ مگر انہوں نے جو مولانا صاحب پر زبان صاف کی تو شکایت نہیں وہ حضرت بڑے فاضل ہیں۔ امام اعظم صاحب کو اپنے شاگرد کے برابر تصور نہیں کرتے اور دن میں پچاس مرتبہ توہین کرتے ہیں۔ (کیوں نہ ہو۔ ایک تو کریلا۔ دوسرے نیم پڑھا۔ یعنے آپ اہلحدیث اور شیخ الکل کے شاگرد رشید ہیں۔ اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ ناقل) بلفظہٖ ملخصًا اہلحدیث مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۱۵ء صفحہ ۹

جیسے چاہئے امرتسری پر جب ایڈیٹر عصر جدید نے اربعین نمبر ۴ کی وجہ سے نوٹس لیا۔ تو اس کا جواب دیتے ہوئے اہلحدیث بریدہ امرتسری لکھتا ہے۔ کہ

"یہ بیان بھی اڈیٹر صاحب (عصر جدید) کا واقعات پر مبنی ہیں کہ "حنفی اور شیعہ اپنی فقہی روایات کو واجب اور قطعی سمجھتے ہیں انہیں اختلاف کم ہوتا ہے" ہم بہت خوش ہیں خدا کرے کہ اڈیٹر صاحب کا بیان اگر گذشتہ واقعات سے مطابق نہیں تو آیندہ واقعات ہی سے ہو۔ مگر افسوس نہیں کیا آپ سے علماء حنفیہ کا مسئلہ امکان کذب باری مخفی ہے۔ کہ ایک فریق نے دوسرے کو کہانتک پہنچایا تھا۔ کیا مسئلہ مولود شریف کے اختلاف پر آپ مطلع نہیں ہوے کیا علماء حنفیہ بریلی اور علماء گنگوہ دیوبند وغیرہ کا اختلاف دل دکھانے والا نہیں۔ کیا ندوہ کے بانی حنفی اور جدید ندوہ کے بانی وہی حنفی نہیں۔ کیا لاہور وغیرہ کے شیعوں کا اختلاف سیدہ کے نکاح کے بارے میں آپ سے مخفی ہے۔ کہ ایک فریق شیعہ کا دوسرے اور دوسرا پہلے کو کن لفظوں سے یاد کرتا تھا۔ اخیر میں کوے کی کائیں کائیں (یعنے کوے کی حلت وحرمت میں رسالہ بازیاں جو گنگوہ وبریلی وغیرہ میں باہمی ہوئیں ناقل) بھی آپ نے نہیں سنی کہ اس نے کہاں تک

سفر کھائے بیٹھے ہیں۔ اور کھا رہا ہے۔

بلفظہ ملخصاً اہل حدیث مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۳

اخبار اہلحدیث ۱۹۔ دسمبر ۱۹۲۸ء میں "ہائے مسلمانوں کی بے سر حسی" دے کر مولوی ولی محمد صاحب حنفی جالندھری کا کفرنامہ درج کر کے امرتسری یہودی لکھتا ہے۔ کہ

اس اشتہار (کفرنامہ) کو دیکھ کر کون پتھر دل مسلمان ہے جو ہمارے علماء کی حالت زار پر آٹھ آٹھ آنسو نہ روتا ہے۔ اللہ اللہ ایک زمانہ میں ہمارے علماء کافروں کو مومن بناتے تھے۔ مگر اب اس کا عکس ہر ایک کی یہی کوشش ہے۔ کہ جس طرح ہو سکے دوسرے پر کوئی نہ کوئی فتوا جڑ جائے۔ بلفظہ بقدر الحاجۃ۔ ص ۳

۲۷۔ جنوری ۱۹۳۰ء کے اہلحدیث میں زیر عنوان "ہائے دہلی" امرتسری ناصح دہلی کی حالت بیان کرتا ہوا علماء دہلی کا حال لکھتا ہے۔ کہ

"دہلی کو جہاں یہ تمام دنیاوی عزتیں حاصل تھیں۔ مذہبی دنگل کے ہونے کا منحوس نام بھی اسی سبب سے موزوں ہوا باوجودیکہ علماء دہلی نے ۱۲۹۸ھ میں باہمی معاہدہ کیا تھا کہ دونوں گروہوں اہلحدیث اور حنفیہ میں کوئی کسی کا تعرض نہ کرے۔ اور باہمی صلح و صفائی سے رہیں۔ مگر خود غرضوں

اہلحدیث - ناقل) کو کہاں چھپن پچھپن ہی دونوں اس معاہدہ کا اثر رہا
آج کوئی دہلی میں جائے - تو یہی سنیگا - کہ فلاں مولوی صاحب
نے وعظ فرمایا کہ حنفی ایسے ہیں چار قدم آگے جاؤ تو پہنچو گے
کہ غیر مقلد تو بالکل ہی گئے گذرے - دین سے یوں خارج ہیں
جیسے مکھن سے بال نکل جاتا ہے - آج ہمارے پاس ایک
اشتہار دہلی سے پہنچا ہے - اور ایک آدمی نے آن کر زبانی
سب واقعات بیان کیے ہیں - ہم حیران ہیں کہ ان علماء کرام
کو کیا سوجھی ہے - بلفظہٖ بقدر الحاجۃ صفحہ ۹ کالم اول
ہم ضروری سمجھتے ہیں - کہ اسجگہ اس اشتہار میں سے بھی چند اقتباس اپنے
ناظرین کے لیے نقل کر دیں جس کا دہلی سے امرتسری کے پاس پہنچنا
اوپر درج ہوا ہے - کیونکہ وہ اشتہار بھی عجیب ہے - اور اس میں
علما احناف کو اہلحدیث نے دعوت مباہلہ دی ہے - مشتہر اس کا ایک طالب علم
خلیل الرحمٰن نام اعظم گڈھی مولوی محمد بشیر سہسوانی کے شاگردوں
میں سے ہے - اور اصل میں یہ اشتہار جانشین شیخ الکل بشیر سہسوانی
کی سازش کا نتیجہ تھا - اشتہار میں علماؤں کا رونا روتے ہوئے یوں تحریر
کیا ہے - کہ

"عام لوگوں کو کسی طرح چارہ نہیں کہ وہ ان علماء کے
مکاریوں کے پھندے سے نکل سکیں اور کاذب و صادق میں
فرق کر سکیں .... سوا اس کے اور کیا ہو سکتا ہے - کہ

خالق الارض والسموات ہی ان ظالموں کو سزا دے....
.... یہ لوگ اپنی کمائی کے لئے ہمکو بھائیوں سے دشمن بناتے
ہیں۔ اور خوب آپس میں لڑاتے ہیں۔ اور آپ روپیہ کما کر مزے
اڑاتے اور حویلیاں بناتے ہیں..... کوئی صاحب (مولوی۔
عبدالوہاب ساکن صدر بازار دہلی۔ غیر مقلد۔ ناقل) فمن اضطر
غیر باغ سے متعہ کا مسئلہ لگاتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ
جس طرح اضطرار کی حالت میں خنزیر حلال ہے۔ اس متعہ
کا بھی یہی حال ہے۔ کوئی (ایک اور مولوی وہابی۔ ناقل) کہتے
ہیں کہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھنا شرک ہے
بعض (وہابی علماء ناقل) صاحب کہتے ہیں کہ ہر کام میں بسم اللہ
الرحمن الرحیم پڑھنا درست نہیں۔ کوئی (بٹالوی غیر مقلد ناقل)
کہتے ہیں۔ کہ امام مہدی کا پیدا ہونا غلط ہے۔ اس بارے میں
کوئی حدیث صحیح نہیں۔ اور کچھ نہ سوجھی تو بیٹھے بٹھائے
(گنگوہی نے) کوا ہی حلال کر دیا۔

بلفظہ از اشتہار مذکور صفحہ ۱ و ۲ مطبوعہ ستارہ ہند پریس دہلی

۳ ۲ رجون ۱۹۰۵ء کے اہلحدیث میں "ہادی اسلام" لکھکر منشی عبدالغنی
داناپوری کا مضمون مسلمانوں کی حالت زار پر نقل کیا ہے۔ اسمیں اہل حدیث
کا نامہ نگار اپنے فرقے کے علماء کی خصوصاً اور دیگر علماء کی عموماً اس طرح
درگت کرتا ہے۔

۸ "علمائے عظام کی طرف نظر اٹھائیے۔ تو منبروں پر صلاح
و تقوے کے وعظ انجمنوں میں اتحاد و اتفاق کی گفتگو۔ مگر بقول
شخصے کہ ع واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر میکنند۔ چوں بخلوت
میروند آں کار دیگر میکنند۔ جب معتقدین میں [illegible] رسالہ
بازی پر تلے۔ تو محض جزوی اختلافات کی بدولت مسلمانوں کے
ہر شخص کو دوسرے بھائیوں کی آنکھوں میں مستوجب اپنے فتوے
کفر بنا رہے ہیں۔ بجائے اس کے کہ پیشوائے قوم و
ملت گنہگاروں کو پرہیزگار۔ بے ایمانوں کو ایماندار بناتے۔ نہایت
ہی شرم سے دیکھا جاتا ہے کہ روز افزوں ان
ہی کی جماعت کے لوگوں میں سے ایک دوسرے
کو دائرہ اسلام سے خارج کر رہا ہے۔ (گروہ
علما میں سے) بعض بعض حضرات اگر اتفاقاً تہ دل سے کتاب
و سنت کے جاں نثار کہیں ہیں۔ ہی تو تنگی و خود بینی نے
کچھہ اس طرح دشمن بنکر پیچھا پکڑا۔ کہ جہاں آپسمیں لطف و اخلاق
کی افزونی ہوئی۔ وہاں دن بدن انقباض ہی انقباض پیدا
ہوتا۔ دیکھا جا رہا ہے۔ ع

اگر غیر کرتے ہیں یہ سب بیجا با ۔۔۔ ذرا بھی محل تعجب نہیں تھا
ہے رونا مجھے کچھہ تو اس کا ہی رونا ۔۔۔ کہ اہلحدیث اور انکا یہ شیوا
وہ دین نبی پاک صاف ایسا ہوتا ۔۔۔ ستم ہے کہ لوگوں نے ایسا بگاڑا

بظاہر ہے شکل انکی گو عالمانہ ۔۔۔ مگر سارے عادات ہیں وحشیانہ
نہ قرآن پڑھ کر سنائیں کسیکو ۔۔۔ نہ مطلب کی باتیں بتائیں کسیکو
نہ اچھے خصائل سکھائیں کسیکو ۔۔۔ نہ بدکاریوں سے بچائیں کسیکو
کسیکو نہ رہنے دیں مل جلکے باہم ۔۔۔ پڑے پھوٹ دنیا میں اس کا نہیں غم

بلفظہٖ نقلاً از صفحہ ۹

امرتسری کذاب ۸ ستمبر ۱۹۱۵ء کے پرچے اہلحدیث میں ہردوئی کے ایک نامہ نگار کا مضمون زیر سرخی "پیارے اسلام کی نازک حالت کا فوٹو" درج کرتا ہے۔ جسمیں نامہ نگار حسب ذیل رقمطراز ہے۔

"کچھ شک نہیں اگر ہمارے علماء خواب شیریں سے بیدار ہوں اور آپس کی نااتفاقی کو جو اگاس بیل کی طرح پیارے اسلام پر پھیل رہی ہے۔ دور کرنا شروع کردیں اور اُدھر مخالفین کو جو دیمک کی طرح شجر اسلام میں چمٹے ہیں جڑ سے رگڑنا شروع کردیں جیسا کہ بعض علماء کر رہے ہیں...... مگر نہیں۔ اگر آریہ سماج اسلام کے مٹنے کی کوشش کر رہا ہے تو دوسری طرف ہمارے علمائے کرام ایک دوسرے کو کھائے جاتے ہیں۔ شب و روز بجائے اتحاد و اتفاق کے تفریق و نفاق کو تقویت دے رہے ہیں۔ جہاں کسی نے ذرا بھی اُن کے منشاء کے خلاف کام کیا۔ پس فوراً مورد لعن طعن ہو گیا۔ کفر کے فتوے اینٹوں کے ڈھیلوں یا برساتی کیڑوں

کی مانند در بدر پھر رہے ہیں۔ الخ

اخبار اہل حدیث نمبر ۴۴ مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۱۵ صفحہ ۶

ناظرین! کہانتک حدیث مرفوع حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مصداقوں کا حال بیان کیا جائے۔ اس کے لیے تو میری تمام عمر بھی کافی نہیں ہو سکتی۔ مولوی حبیب الرحمن خانصاحب شروانی بھیکن پوری نے "علمائے سلف" نام ایک تاریخی رسالہ تحریر کر کے ندوۃ العلما کے چوتھے سالانہ جلسے پر بمقام میرٹھ پیش کیا تھا۔ جو اصح المطابع لکھنو میں طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے اسمیں لائق مصنف نے گزشتہ علمائے اسلام کے حالات مورخانہ پیرائے میں لکھکر دکھلایا ہے۔ کہ وہ کیسے باہمی شیر وشکر بن کر رہتے تھے۔ اور باوجود اختلافات کے ایک دوسرے کی شکل سے بیزار نہ ہوتے میرا ارادہ اس کے مقابلے میں "علمائے خلف" لکھنے کا تھا جس کا بہت کچھ مواد میرے پاس بفضل الہی موجود ہے لیکن عدیم الفرصتی اس کی تالیف سے اسوقت تک مانع رہی۔ اب جبکہ ننگ سلف فخر خلف امرتسری مکذب کے لیے تحفہ تیار کرنا پڑا۔ تو کسیقدر حصہ علماء خلف کا جو مصداق حدیث مذکور علماء ھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود الحدیث کے ہیں ہدیہ ناظرین کیا گیا ہے۔

حدیث متذکرہ بالا میں یہ پیشگوئی فرمائی گئی ہے۔ کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ جسمیں اسلام کا فقط نام اور قرآن کا فقط

نقش باقی رہے گا۔ اور کچھ انہیں مسجدیں تو آباد ہونگی لیکن ہدایت سے ویران۔ علما اس وقت کے ان سب لوگوں سے جو آسمان کے نیچے رہتے ہیں بدتر ہوں گے۔ انہیں علما کے پاس سے فتنہ نکلیگا۔ اور انہیں کے اندر واپس جا گھسیگا۔" یہ پیشگوئی جیسی کچھ علمائے خلف کے لیئے خطرناک ہے وہ کسی حاشیے کی محتاج نہیں ہیں صرف چند فتنوں کا ذکر کر کے جو علمار حال کے اندر ہی سے نکلے اور پھر انہیں میں واپس ہو گئے اپنے مدعا کو مبرہن کر دکھلاتا ہوں۔ ذرا غور سے سنیئے۔ ابھی تھوڑا زمانہ ہوا ہے جبکہ مقلدین وغیر مقلدین کا ایک فتنہ عظیم اٹھا۔ اور اس سے کسیکو انکار نہیں۔ کہ یہ فتنہ عوام الناس سے تعلق نہیں رکھتا۔ خاص الخاص اسی گروہ مقدسہ کا ساختہ پرداختہ ہے۔ جس کے برپا ہونے پر باہمی سخت خانہ جنگیاں ہوئیں۔ اور دہلی ہی اس منحوس کام کا مرکز ہے۔ بالآخر بہت سے جھگڑے اور فتوی بازی ہو کر ۲۶۔ ذیقعدہ ۱۲۹۸ھ ہجری مطابق جنوری ۱۸۸۲ء کو مقلدین اور غیر مقلدین کا باہمی معاہدہ ہوا۔ اور کمشنر صاحب بہادر دہلی کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ جس کا مضمون یہ ہے۔

اما بعد۔ چونکہ دہلی و دیگر امصار میں اکثر نافہم لوگوں (یعنے علمار خلف۔ ناقل) نے مسائل فروعیہ میں تنازعات بےمعنی برپا کر کے اپنے مخالف فریق کو گمراہ اور خارج از اہل سنت والجماعت تقریراً و تحریراً کہنا شروع کیا۔ اور

یہاں کے فساد سے اور بلاد و قصبات میں بھی تنازع
و تکرار بین المسلمین واقع ہوئی اور نوبت بہ فوجداری پہونچی
(اس لیئے ہم معاہدہ کرتے ہیں کہ ۔ ناقل) آئندہ ایک فریق کی نماز
دوسرے کے پیچھے بشرط رعایت عدم مفسدات جائز ہے
اور کوئی کسی کو برا اور بدمذہب نہ جانے۔ مساجد میں کسی
فریق کا کوئی فریق فریقین سے مانع و مزاحم نہ ہو۔ عامل بالحدیث
اپنے طور پر عمل کرے۔ اور عامل بالفقہ اپنے طور پر علی ہذا القیاس
ہر موقعہ تحریر پر سوائے دلائل کتب کوئی بات خلاف تہذیب
نہ لکھی جائے۔ اور اب جو شخص کوئی اشتہار یا کتاب ایسے
مضمون کا شائع کرے جس میں مذاہب اربعہ یا محدثین
علیہم الرضوان کی توہین سمجھی ہو اس کے تدارک کی
حکام والاشان سے استدعا کی جائے۔

انتہی ملخصاً مطبوعہ مطبع ہاشمی میرٹھ

اس معاہدہ مذکور پر ۲۳ علمائے خلف کے دستخط ہیں جن میں تمام
علمائے دہلی معہ شیخ الکل شامل ہیں۔ اس معاہدہ سے بالبداہت یہ
بات ظاہر ہے۔ کہ انہیں ناخلف علماء کی بدولت ایک فتنہ برپا ہوا
جس کا اثر بلاد و امصار میں بھی پہنچا۔ اور آخرکار انہیں میں لوٹ کر وہ
غائب ہوگیا جس سے من عندھم تخرج الفتنۃ و فیھم تعود
کی پیشگوئی پوری ہوگئی۔ اب ذرا آگے چلئے ۱۸۹۹ء میں تو یہ

معاہدہ ہوا مگر رمضان المبارک سنہ ۱۳۲۳ھ میں ایک فتوے تکفیر انہیں معاہدہ کنندگان وغیرہ کی طرف سے گلابی رنگ کا جامع الشواہد نام سے شائع ہو کر حکم صادر ہوتا ہے کہ

"فرقہ غیر مقلدین کو اپنی مسجدوں میں نہ آنے دیں ان کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔ ان سے مجالست و مخالطت ناجائز ہے۔ ان کے بعض عقائد موجب کفر ہیں۔ وغیرہ وغیرہ اور اس میں یہ بھی لکھدیا کہ وہ معاہدہ جو عدالت کمشنری میں داخل ہوا تھا۔ وہ ایک فیصلہ باہمی تھا نہ فتوے شرعی اس لیے وہ توڑ دینے کے قابل ہے۔

مختارہ" مطبوعہ فیض محمدی پریس لکھنؤ

یہ فتنہ ثانی اپنی پوری قوت کے ساتھ اٹھکر ایک لمبے عرصہ تک بہت سے گل کھلاتا۔ ان دینداروں کی پردہ دری کرتا ہوا لوٹ کر ان میں ہی آ جاتا ہے۔ اور پھر ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں ہونے لگتی ہیں جس جس قسم کی متبرک تحریریں و تقریریں ان کی زبان و قلم سے اس آتش زدگی میں نکلتی رہیں۔ وہ ان علماء خلف کے علم و اخلاق ورع و اتقا کا آئینہ ہیں۔ وہ وہ مبارک نام رسالوں اور کتابوں کے رکھے گئے جنکو سنکر شیطان بھی شرما جائے۔ مگر ان بزرگوں نے پھر اتفاق کر لیا۔ اس غیر مفید داستان کو یہاں ہی چھوڑ کر حالات اہلحدیث علماء دہلی کو بیان کرتا ہوں۔ جو شامت اعمال سے موجب ذلت ہیں۔

مولوی عبد الوہاب اہلحدیث جو صدر بازار دہلی کی وہابی پارٹی کا سرگروہ ہے۔ اس بچارے نے مندرجہ ذیل ایک فتوے اپنی علمی شان کے اظہار کے لئے متعہ کے متعلق دیا۔

متعہ کا حکم مثل خنزیر کے ہے۔ وقت حالت اضطرار کے مثل جہاد وغیرہ اشد ضرورت کے وقت ثواب کہاں صرف اجازت کی شریعت محمدیہ میں پائی جاتی ہے۔ بلفظہٖ

اس فتوے پر عبد الوہاب صاحب کے مذہبی بھائی مولوی تلطف حسین غیر مقلد نے جو ہمیشہ مولویانہ ادھیڑ بن میں رہتے ہیں۔ موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اور ایک چو ورقہ ۲۰ رجب ۱۳۲۷ھ کو چھپوا کر اپنے ہوا خواہوں میں پہنچا دیا جس میں سے چند اقتباس حسب ذیل ہیں۔

"افسوس ہے۔ فرقہ اہل حدیث سے۔ کہ دعویٰ تو یہ ہے۔ کہ ہم قرآن و حدیث کے تابع ہیں۔ اور کسی کا قول بلا دلیل شرعی حجت نہیں۔ اور حال یہ ہے۔ کہ مفتی صاحب کے قول پر فریفتہ۔ اور دلیل بالائے طاق ہے اب بقول خصم پوری وہابیت اسیکا نام ہے......"

مفتی (عبد الوہاب) صاحب ہر وعظ میں تخطیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام کریں۔ چنانچہ عید الضحےٰ کے خطبے میں یہ تقریر کی تھی۔ کہ سب مسلمانوں کو چاہیئے کہ صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کریں۔ اور کسی کی

طرف التفات نہ کریں۔ کوئی صحابی ایسا نہیں جس سے خطا نہ ہوئی ہو۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ مرتی مرگئیں۔ اور حضرت ابوبکرؓ سے بات تک نہ کی۔ اور ان کو کہتی رہیں۔ کہ ضال مضل۔ گمراہ ہے۔ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے

ملخصاً بلفظہٖ بقدر الحاجۃ

یہ شہادت ایک اہلحدیث عالم کی دوسرے اہلحدیث عالم کی بابت ہے۔ اب تیسرے بزرگ خیرخواہ مسلمین رحیم اللہ اہلحدیث ۲۹ رجب ۱۳۱۶ھ کو ایک دو ورقہ کتابی اس کے جواب میں چھپوا کر بانٹتے ہیں جس میں وہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

استغفر اللہ یہ سب بہتان ہیں (جو مولوی تلطف حسین نے اپنے چو ورقے میں لکھے ہیں۔) جناب مولوی عبدالوہاب صاحب نہ ایسا کہتے ہیں۔ نہ ایسا کرتے ہیں نہ ایسا اعتقاد رکھتے ہیں۔ مقام افسوس ہے کہ ان دنوں ایسے ایسے مولوی اور حاجی ہادی اور رہبر دین بن رہے ہیں۔ کہ جنکی صورتیں مساجد و جماعت میں بھی کبھی نظر نہیں آتیں اور وعظ کہنا اور سننا تو درکنار۔ مگر ہاں کسی کی مخالفت کا موقعہ آوے۔ تو دیکھیئے کہ کیسے کیسے فاخرہ جبہ و دستار سے آراستہ ہو کر اپنی غرض کی تحریروں پر مہر کرائے اور کان بھرنے کو ایک دوسرے کی تائید کرتے ہوتے

جناب شیخ الکل (مولوی نذیر حسین) کے روبرو آموجود
ہوتے ہیں۔ اور یہ خیال نہیں کرتے۔ کہ عنقریب خدا پاک
صورت وسیرت کا حساب لینے والا ہے۔

بلفظہٖ ملخصاً۔

اس کے بعد دو ایک اور اشتہار نکلکر آخر مولوی عبد الوہاب اہلحدیث کے لئے وہ روز آگیا جو ثناء اللہ پر غزنوی جرگہ کی بدولت آیا ہوا ہے۔ یعنی عدالت عالیہ شیخ الکل سے حکم اخراج از جماعت اہل سنت صادر ہوا۔ ملاحظہ ہو۔ فتوے ذیل مطبوعہ انصاری پریس دہلی۔ بلا قید تاریخ۔"

"(جواز متعہ کا فتوے دینے والا) بیشک اہل سنت کے نزدیک رافضی ہے۔ اور مبتدع وضال اور فرقہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جیسے رافضی کے پیچھے نماز پڑھنا ہے۔ اس کا وعظ سننا اہل سنت والجماعت کو حرام ہے۔ اہل سنت کو ایسے شخص سے احتراز واجب ہے۔ ایسے شخص کو مخرب دین سمجھنا چاہیے۔"

بلفظہٖ ملخصاً مہر مولوی سید نذیر حسین و تلطف حسین۔

یہ فتنہ بھی دور تک چلا گیا ہے۔ اور بہت سے مقدمات اور جھگڑے اور اشتہار و فتوے بازیاں ہو کر پھر ان ہی میں غالب ہو چکا ہے اسیجگہ

ہم ایک اشتہار سے جو منجانب ایک ضعیفہ ساکنہ سیالکوٹ خادم الاسلام پریس دہلی میں طبع ہوکر شائع ہوا تھا۔ چند اقتباس دیتے ہیں۔ جن سے علمائے اہل حدیث کے کیرکٹر پر کسیقدر روشنی پڑتی ہے۔ کسی نے شیخ الکل کے نام مندرجہ ذیل خط لکھا جو حرف بحرف اشتہار مذکور میں درج ہے۔ کہ

"سیالکوٹ کے علاقہ میں دو شخص حنفی المذہب ہیں۔ ان دونوں کی منکوحہ عورتیں مفرور ہوکر دہلی پہونچگئیں۔ وجہ فرار کی یہ ہے کہ بعض علما (اہلحدیث۔ ناقل) نے انہیں بہکایا۔ کہ تمھارے خاوند مشرک ہیں۔ اس لیئے تمہارا نکاح کوئی نہیں۔ لہذا وہ مفرور ہوکر یہاں سے بارادہ رجعیت اللہ وتعلیم علم حدیث کے دہلی میں وارد ہیں لیکن پھر انھوں نے اپنی والدہ کی طرف تحریر کیا۔ کہ ہم مولوی عبدالوہاب کے ہاں سکونت پذیر ہوگئی ہیں۔ اور ہم نے سنت نبوی (یعنی نکاح۔ ناقل) کرلی ہے ....

......(ان میں سے ایک عورت کی تو والدہ اس کو لے آئی۔ اور دوسری کے لیئے اس کے شوہر کو بلاکر عدالت میں استغاثہ دائر کیا۔ جسمیں وارنٹ گرفتاری بنام مولوی عبدالوہاب صاحب و برادر مولوی صاحب و شاگرد مولوی صاحب وغیرہ جاری ہوکر ضمانت پر رہا ہوئے۔ یہ مولوی صاحب

وہ ہیں۔ جنہوں نے کئی نکاح ایسے کرادیئے ہیں۔ جنکے شوہر زندہ صحیح سلامت موجود ہیں۔ اور انہوں نے طلاق بھی نہیں دی۔ بلفظہٖ ملخصاً صہ تا ۱۴

پیارے ناظرین! یہ وہ عبدالوہاب ہیں۔ جن کی ڈاڑھی مونچھ کا صفایا گھر میں بلا کر آپ کے ہواخواہوں نے قریباً تین سال ہوئے جبراً کر دیا تھا۔ جس کا باعث ایسا ہی ایک مقدمہ نکاح ناجائز تھا۔ اور آپ کے نام ایک اور وارنٹ گرفتاری بمقدمہ نکاح جاری ہوا۔ آپ چھپتے پھرے اور آخر ضمانت داخل کر کے مخلصی حاصل کی۔ اس ناگوار قصہ کو یہیں چھوڑ کر اب میں عام علمائے خلف کے متعلق معتبر اقتباس نقل کرتا ہوں۔ مولوی محمد صادق صاحب حنفی نے کچھ عرصہ ہوا۔ ایک اشتہار افضل المطابع دہلی میں بلا اندراج تاریخ طبع کرا کر شائع کیا تھا۔ جسمیں وہ بارش کے متعلق عدم قبولیت دُعا کا باعث علمائے دہلی کے نفاق و کینہ کو قرار دے کر علمای خلف کا عام فوٹو کھینچتے ہیں۔ کہ

ہمارے علمار جو ہمارے ہادی اور امام اور مفتی اور خلیفۃ الرسول ہیں جب ان کے دل متفرق ہونگے۔ تو پھر دعا بارش کے واسطے کب قبول ہو سکتی ہے بہتر ہے کہ اول ہمارے علمار باہم اتفاق کریں۔ اور بغض و کینہ دل سے نکالیں۔ ورنہ یہ کل وبال امت کا ان کی گردن پر

ہو گا۔ بلفظہٖ ملخصاً

مولوی عبدالمجید دہلوی شاگرد میاں نذیر حسین شیخ الکل صاحب نے اپنے لیکچر نمبر ۲ موسوم بہ "مضمون پند مسلمان" میں جو بمبئی میں دیا تھا اور ۱۸۹۴ء میں بار دوم اپنے مطبع انصاری میں طبع کرایا حسب ذیل نوحہ خوان ہیں۔

"یہاں کسی جزوی مسئلہ میں دو مولوی صاحب مختلف ہوئے اور دو جماعتیں بنیں۔ اور لگا ایک دوسرے کو اسلام سے مسجد سے نکالنے۔ جدا کرنے۔ ایک دوسرے کا رد لکھنے پھر کس تہذیب کے ساتھ۔ کہ جوتا لٹھ۔ آرہ۔ بسولہ۔ کلہاڑا۔ انتخاب۔ قبقاب۔ برق۔ تیغ تیز۔ نشتر۔ تیا کاکہن۔ آسمانی انگارے۔ قہر آسمانی۔ یہ کتابوں کے نام ہیں جو مسلمانوں نے مسلمانوں کے لیئے لکھی ہیں۔ اور ان کی عبارتیں دیکھیے تو اللہ اللہ یہاں تو ٹولیاں بنائی جاتی ہیں۔ جماعتیں بن رہی ہیں۔ لڑائیاں ہوتی ہیں۔ مورچہ بندی ہو رہی ہے۔ اور اس کشمکش میں اسلام ہے کہ اسکی مٹی خوار ہے۔ (معاذ اللہ ناقل ص ۲۴) اللہ رحیم اور اس کے رسول کریم کے حکم کی یہ تعمیل ہو رہی ہے۔ کہ کسی جگہ فساد کا اس قدر اندیشہ نہیں ہے۔ جسقدر مسجدوں میں لڑائی دنگے کا ڈر رہتا ہے۔ اور جن مسجدوں میں کسی مولوی صاحب

کا دخل ہے۔ وہاں تو جب تک انہیں کا سانہ ہو۔ کیا مقدور ہے۔ کوئی قدم تو نہ رکھ لے۔ ہمیشہ مسجدوں میں جوتی پیزار ہوتی ہے۔ مقدمات عدالت میں جاتے ہیں خدا کے گھر میں جھگڑا کر کے غیر قوموں سے فیصلہ کرانے جاتے ہیں جرمانے بھرتے ہیں۔ مچلکے دیتے ہیں جامع مسجد دہلی کی جوتی پیزار (مقلدین و غیر مقلدین۔ ناقل) پر پادریوں کے نور افشان اخبار نے ایک مضمون لکھا ہے جس سے اگر ہمیں شرم ہو۔ تو سارے کے سارے ڈوب مریں۔ مگر ہمکو شرم کہاں "

بلفظہٖ صفحہ ۲۹

یہی مولوی عبد المجید صاحب واعظ دہلوی ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۰۵ کو ایک انجمن کے جلسے پر لیکچر دیتے ہوئے۔ اپنی تقدیریوں دکھاتے ہیں۔ کہ "ہماری دین کی وہ حالت ہے۔ کہ اگر سو برس پہلے کے مسلمان زندہ ہو کر ہمکو دیکھیں تو مسلمان نہ سمجھیں اور جن مسلمانوں کے حالات اطوار و صلاح کردار کی ریس کرنے کا ہمکو حکم ہے اور جن کے اقوال افعال کی سند و اتبع ہمارے لئے ضرور ہے۔ ان کے یہی حالات سے اگر ہم اپنے حالات کو ملائیں۔ تو سیاہ سپید کا ظلمت و نور کا۔ رات اور دن کا۔ زمین و آسمان کا فرق ہے۔ شاید وہ چند

مولوی صاحب تو اپنے کو ان کا سا مسلمان جانتے ہوں۔ جو بے دھڑک اوروں پر کفر کا فتویٰ دیکر خوش ہوتے ہیں۔ مگر غور سے دیکھئے تو سوا اس دلیل کے کہ انہوں نے جب اوروں پر کفر کا فتویٰ دیا۔ تو یہ مسلمان ہونے ہی چاہئیں۔ تمام افعال و اقوال میں معتقدات میں۔ معاملات میں۔ عبادات میں۔ اخلاق میں کسی بات میں بھی ان (سلف) کے سے نہیں۔

بلفظہٖ ملخصاً از روداد مدرسہ مظہر الاسلام دہلی بابت ۱۳۲۷ھ ۱۳۲۸ھ صفحہ ۱۰

حکیم ابو الفضل محمد سعید الرحمٰن صاحب دہلوی انجمن اشاعت القرآن دہلی کے سالانہ جلسہ بابت ۱۹۱۰ء پر اپنی پر زور تقریر میں علمائے حال کا رونا یوں روتے ہیں۔

”صاحبان! اب آپ خیال فرما سکتے ہیں۔ کہ تنزل کا کوئی دقیقہ باقی ہے۔ جو ہم میں نہ پایا جاتا ہو۔ بے علمی پست ہمتی۔ اور یہ بھی اس حد تک پہنچ گئی ہے۔ کہ قوم کا ایک وہ شخص نہیں۔ بلکہ بچے سے لے کر بڑے تک اور امیر سے لے کر غریب تک اس بلائے بے درماں میں غرقاب ہیں اور مزا یہ ہے۔ کہ شومئی اعمال نے یہ حالت پہنچائی ہے۔ کہ برائیاں اور عیوب جن کو کبھی ہم نفرت سے دیکھتے تھے۔ آج اُن کو فخر سے ہی نہیں دیکھتے۔ بلکہ اپنی عزت

کا سرمایہ سمجھے ہوئے ہیں۔..... یا معاشر المسلمین اگر باعث اس تمام مذلت اور مصائب کا دیکھا جائے۔ تو وہی چھوڑنا اتباع کلام پاک کا اور پیروی نہ کرنا سنت شاہ لولاک کا ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور زیادہ خرابی کا باعث دو سبب ہوئے۔ اول سب سے گستاخی معاف) ہمارے حضرات علماء میں سے ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ کا عمل بلکخت اٹھ گیا۔ جہاں جس عالی جناب کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو۔ سوائے اس کے فلاں کافر ہے۔ فلاں مشرک ہے۔ فلاں بدعتی ہے۔ غرض یہ کہ جو خاص خاص ان حضرات کے معتقد ہیں۔ وہ مسلمان ہدایت یافتہ باقی کل ناری گمراہ جس اسلام کو صحابہ کرام رضوان اللہ نے اپنا خون بہا بہا کر پھیلایا۔ اور مسلمان بنایا۔ یہ حضرت گھر میں بیٹھے بیٹھے اپنی زبان و قلم سے کافر بنا رہے ہیں۔

اتق اللہ یا معشر العلماء احفظوا السنتکم و اصلحوا اعمالکم

بلفظہٖ روئداد مدرسہ مظہر الاسلام دہلی بابت ۲۲-۱۳۲۱ھ صفحہ ۲

اسی روداد میں دوسرا لیکچر مولوی محمد عبدالراشد صاحب مصنف صلحت و منازل السائرہ کا صفحہ ۶۰ میں درج ہے۔ جس میں وہ فرماتے ہیں۔ کہ

"ایک زمانہ وہ تھا۔ جبکہ دوسرے مذاہب کے علماء

اسلام کی صداقت کا اعتراف کریں۔ ایک آج کل کا زمانہ ہے۔ تہذیب اور ان پڑھ جاہل اسلام پر اعتراض کریں اس کی وجہ منجملہ دیگر وجوہ کے سب سے بڑی ہمارا آپس کا اختلاف۔ اور اختلاف کی بھی تو کوئی حد ہو۔ کھانے میں اختلاف پینے میں اختلاف اُٹھنے میں بیٹھنے میں غرض ہر چیز میں اختلاف۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ نماز میں اختلاف پیدا ہونے سے۔ جو ہاتھ بندھنے شروع ہوئے تو ناف تک پہنچے ہیں۔ خیر یوں ہی سہی۔ مگر اب اس پر طرہ یہ کہ تفضیلت کا مسئلہ رفتہ رفتہ کفر میں شامل ہو گیا۔ پہلے تو تفضیلت ہی پر بحث تھی۔ اب ایک فریق نے دوسرے کو کافر بنا دیا کتنے بڑے حد کی بات ہے۔ کہ فروعی مسائل کفر کی حد کو پہنچ جائیں۔ اب اگر کوئی دوسرے مذہب والا یہ پکار اُٹھے۔ کہ کثرت الاختلاف فی شیئ دلیل کذبہ (یعنی کسی شے میں اختلاف کی کثرت اس شے کی جھوٹا ہونے کی دلیل ہے۔ ناقل) تو علمائے اسلام فرمائیں کہ کیا ارشاد کریں گے میں مانتا ہوں کہ اکثر باتوں کے اعتبار سے ادبار اسلام کا باعث ہم ہیں۔ مگر اس میں بڑا حصہ علماء کا بھی ہے جو مطلق اس کی طرف توجہ نہیں فرماتے۔ غضب خدا کا ایک شخص جس کے ہاتھ میں سو دو سو ہزار پانسو آدمیوں کا

ایک گروہ ہو۔ وہ اپنے اقوال وافعال سے گروہ معتقدین کو دوسرے مسلمانوں سے بدظن کرواوے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ آپس میں ایک دوسرے کا **مضحکہ** اڑائیں **کفر کے فتوے لگائیں**...... ایک دوسرے کے بدخواہ جان کے دشمن ہیں ایک پھوٹے تو بلا سے اوروں کی دونوں پھوٹ جائیں اس کی وجہ اختلاف اور **اختلاف کی وجہ علما اور ان کی تفسیرات** اسلام میں دوسری قوموں کے محض استہزا کے واسطے اہل السنن واہل تشیع کا اختلاف کیا کم تھا۔ کہ خود اہل السنن میں کوڑیوں فرقے ہوگئے۔ اور اگر یہی لیل ونہار رہے۔ تو شاید ہر خاندان کا ایک فرقہ ہو جاوے۔

بلفظہٖ مختصراً روداد صفحہ ۶۰ لغایت صفحہ ۶۵

سنہ ۱۹۰۶ء میں ایک اشتہار مسمی آغا جان ورزی وسوداگر صدر بازار پشاور گذرسر آسیا۔ نے "سیف محمدی" نام سے وکٹر پریس افغان پشاور میں طبع کرا کر شائع کیا جسمیں اپنے ملاؤں کا حسب ذیل خاکہ اتارا ہے کہ

"میری غرض اور کسیکے ساتھ نہیں۔ صرف ملا صاحبان کے ساتھ ہے جنہوں نے دین کو برباد کردیا ہے۔ میرے پیارے بھائیو دیکھو اگر یہ ملا لوگ

یعنی بھکیار ڈشکم پرور۔ رشوت ستان کو پورا پورا حکم خدا اور رسول صلعم کا سنا دیں۔ تو کیوں رشوت کھاوے گا۔ علاّ

صاحب قسم ہے اللہ کی تمنے دین کو برباد کر دیا

اور قیامت کے دن ہم تمہاری خدا کے نزدیک شکایت کرینگے۔ تم نے خود غلطی اختیار کی اس لیئے ہم لوگ بہیز تباہ و برباد ہو گئے۔ اور خدا تعالیٰ بہیز ہمکو دیکھتا ہے۔ کہ ہمارے اعمال بد ہیں۔ باران کے آثار آکر واپس ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ لوگ اچھے کام کرتے۔ اور خدا کی راہ پر چلتے تو ہم لوگ بہیز سیدھے ہو جاتے۔" بلفظہٖ ملخصاً

اسلام نام اخبار مورخہ ۹ اپریل ۱۹۲۵ء میں ایک آرٹیکل نکلا جس میں علماء حال کو بانی فساد و تفرقہ قرار دیا گیا ہے۔ اس مضمون کا راقم عبدالرزاق خان زمانوی ضلع غازی پور ہے۔

"وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کی پاک زمین میں یہ ناپاک تخم فساد بویا جس کی وجہ سے ہماری پیاری قوم جو عزت و وقعت میں اپنا مقابل نہیں رکھتی تھی۔ آج ذلت میں اپنا نظیر نہیں رکھتی ... ...

تو ہم انہیں لوگوں کو اس کا باعث پاتے ہیں جنکو ہم اپنا پیشوا کرتے ہیں ...... ہم کو اس قدر کہنے کا اختیار ضرور حاصل ہے۔ کہ اے ہمارے مولویو! تم اتفاق کی کتاب کو طاق

پر رکھکر اپنی بے جا خواہشوں کے پورا کرنے کیلئے
مریدین کو اس کتاب کا سبق پڑہاتے ہو جس کا ایک
سبق بڑی سے بڑی سلطنت تباہ کرنے کو کافی ہے
تم نے قرآن وحدیث ہرگز ہرگز نیک نیتی سے نہیں پڑھا
اس پر تمہارا اچھا بھی عمل نہیں ہے۔..............
......اے ہمارے مولویو! کیا قرآن حدیث میں یہ
بھی آیا ہے۔ کہ اپنی نالائق آرزوں کے مقابلے میں ان کو
پس پشت ڈال دو۔ اپنی بیہودہ غرضوں کے پورا کرنے
کے لیے سیکھو۔ جاہلوں کے نزدیک اپنا فخر بڑھانے
کو بے اصل نزاع مذہبی پھیلایا کرو۔ اور جو اللہ کا پیارا
بندہ قرآن وحدیث کے موافق باتوں کے اجرا کی کوشش
کرتا ہے۔ تو اس کو ان القاب سے یاد کرتے ہو جن کو
سنکر بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔........ذرا
گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو۔ کہ تمہاری ہدایت نے کیا
اثر پیدا کیا۔ اب بھی برلئے خدا مسلمانوں کی حالت پر رحم
کرو۔"
بلفظہٖ ملخصاً صفحہ ۲ کالم اول

اخبار صحیفہ قدسی مورخہ ۲۷۔ مئی ۱۸۹۶ء میں مسلمانان وعلمائی حال
واسلام کی موجودہ حالت پر ایک بڑا مضمون شائع ہوا تھا جسمیں
سے چند اقتباس جو علمائے حال کے متعلق ہیں پیش کرتا ہوں

"ہماری قوم نے دین کی حفاظت بالکل نہیں کی دین کے مقابلے میں رسم ورواج کی پابندی مقدم رکھی۔ علماء نے آپس میں ضد اور بغض پر کمر باندھ کر شوکت دینی کو خاک میں ملا دیا۔ قوم کو گرداب تعصب میں پھنسا دیا۔ افسوس ہے کہ علمائے اسلام نے یہ خیال نہ کیا۔ کہ ہمارا ستارہ گردش میں ہے۔ اور ہمکو اپنی دینی تعظیم اور قومی عزت کس صورت سے بحال رکھنی لازم ہے۔ چونکہ اسلام اپنی ذاتی خوبیوں میں بے مثل ہے۔ مگر اس کی خوبیاں ہمارے اخیر صدی کے علماء دین نے گرد آلودہ کر رکھی ہیں۔ ان بے چاروں نے تعصب کی حقیقت کو نہیں سمجھا۔ ہر موقعہ پر اس کا استعمال جائز رکھا۔ آخر اس بیماری نے تمام قوم کو پستی کی حالت میں پھینک دیا۔ اور اس قدر خبط الحواس بنا دیا۔ کہ ایک موٹی سے موٹی بات بھی سہولیت سے قوم نہیں سمجھ سکتی۔ بلفظہٖ ملخصاً صفحہ ۶ "

اخبار صدائے ہند لاہور مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۰۴ء کے صفحہ ۵ کالم ۳ میں زیر سرخی

سُنو! اسی نوحکیم روحانی حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیعت میں یہ اقرار کرانا ضروری قرار دیا۔ کہ "دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا" فافہم وتدبر المحمدی

"ہمارے علماء" جو مضمون نکلا ہے اسمیں سے چند اقتباس نقل کرتے ہیں جو یہ ہے۔

"تعجب ہے اور سخت تعجب ہے۔ کہ یہ مقدس جماعت (فرقہ علماء) ایسی شرمناک حالت میں ہے تکبر نخوت غرور جو بدترین خصائل انسانی ہیں۔ ان میں موجود۔ افسوس یہ ہمارا ہادی فرقہ ہے سے اوخویشتن گم است کرا رہبری کند۔ بلفظہٖ ملخصاً۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک واناد شمن مولوی ثناء اللہ خان اپنے اخبار وطن مطبوعہ ۹۔ فروری ۱۹۱۶ء کے لیڈر میں مسلمانوں اور علماء حال کا حال بیان کرتا ہوا لکھتا ہے۔ کہ

ہم مسلمان ان دنوں کچھ ایسے خستہ حال نڈھال اور دین و دنیا سے گئے گزرے ہوئے ہیں۔ کہ اسلام جیسا کامل اور مکمل مذہب اور انسانی تہذیب و ترقی کا سرچشمہ بھی اس لئے کہ ہم جیسے نیک ناموں کو بدنام کرنے والوں کی طرف منسوب ہے۔ بدنام ہو رہا ہے .... اور ہمارے نوجوان جو کچھ کہتے ہیں۔ اسلام کی حقیقت پر نظر ڈال کر نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کی حالت پر قیاس قائم کر کے کہتے ہیں کیونکہ جب مسلمانوں کی حالت کو ذرا تحقیق کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ تو وہ آسانی تین جماعتوں میں منقسم کئے

جا سکتے ہیں۔ اول وہ کہ دین و دنیا دونوں کی حقیقت کو سمجھتے ہیں۔ اور دونوں شغلوں میں وہی کرتے ہیں جو ایک انسان کامل کو کرنا چاہیئے۔ دوسرے وہ کہ دین ہی دین ان کے پاس ہے۔ اور دنیا سے انہیں سروکار نہیں (یعنی علماء ناقل) تیسرے وہ کہ دنیا میں گرفتار ہیں۔ اور دین سے واسطہ تک نہیں رکھتے۔ قرآنی تعلیم کو پورے طور پر سمجھنے کے بعد ہر سمجھدار کہہ سکتا ہے۔ کہ مسلمان کہلانے کے مستحق صرف پہلی جماعت والے ہیں۔ جو دین کے بھی پابند ہیں۔ اور دنیا بھی شائستہ طریق سے حاصل کر سکتے لیکن جب ہم آنکھ اٹھا کر دیکھتے ہیں۔ تو اس صفت کے مسلمان شاذ و نادر ہی نظر آتے ہیں۔ اور ہمیں یقین ہوتا ہے۔ کہ مسلمانان درکتاب (قرآن) بالکل صحیح مقولہ ہے زاں بعد صرف دینداروں کی جماعت پر نظر جاتی ہے تو قرآن و اسلام سے برگشتگی کا سبب ہوتی ہے۔ اس لیے کہ دینداروں (یعنی علماء ناقل) کی جماعت میں بھی بالعموم وہ اوصاف حمیدہ نہیں ملتے جو ایک ایسی جماعت میں ہونے چاہئیں جس نے اپنی تمام زندگی کا مقصد دینداری ہی قرار دے لیا ہو۔ دینداری کے بڑے اوصاف ہیں للّٰہیت۔ حلم و خاکساری ہمدردی و غمخواری لیکن مسلمانوں کی وہ دیندار جماعت جو اپنے

آپ کو دیندار کہتی ہے۔ ان اور ان جیسے اوصاف سے
خالی نظر آتی ہے جو روحانی امراض مہلکہ ہو سکتے ہیں۔
وہ اس جماعت کے اکثر افراد میں نہایت شدت کے ساتھ
پائے جاتے ہیں۔ پس جو شخص دینداروں (عالموں ناقل) کی
حالت دیکھکر قرآن کی دینی تعلیم پر رائے لگاتا ہے۔ فوراً
کہہ دیتا ہے۔ کہ دینی تعلیم قرآن کی ناقص ہے۔ رہے
وہ دنیادار جو نام کو مسلمان ہیں۔ ان کی حالت اور بھی ترہے
دنیا کے کتّے ہیں۔ اور کتّے بھی مردار خور الدنیا جیفۃ
وطالبہا کلاب۔ بلفظہٖ بقدر الحاجۃ صہ۲

افضل الاخبار دہلی مورخہ ۱۶۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۵ پر سید عطاء اللہ نو
کا ایک مضمون متعلق علماء دہلی طبع ہوا ہے اسمیں سے بھی چند اقتباسات ہدیہ
ناظرین کرتا ہوں نامہ نگار رویت ہلال عید پر علماء کے اختلاف کا اسطرح
بیان کرتا ہے۔

"فرقہ ناسمجھ علماء بھی چودھویں صدی کے فتنوں میں
سے ایک فتنہ ہے۔ اسے جب سوجھتی ہے۔ نئی ہی سوجھتی
ہے۔ سال گذشتہ میں عید الضحےٰ کے موقعہ پر فتور ڈالدیا تھا
کہ رویت ہلال کے لیئے باہر والوں کی شہادت کافی نہیں
ہوسکتی۔ فرقہ مقلدین اسوقت تو ان کے داؤں میں نہ آیا۔
اب کے سال قابو میں آگئے۔ اور اخیر کار روزہ ان کی نذر کردیا

اور تمام شہر میں مشہور کر دیا۔ کہ ایک قومی پیشوا لیڈر نے روزہ افطار کر دیا۔ عوام الناس نے اور علمائے مقلدین کی طرف رجوع کیا۔ مگر ان بیچاروں میں سے بعض تو کسی بڑے مولوی صاحب کے خلف الصدق اور مولوی گلزاری (ابراہیم ناقل) صاحب کے پاس پہنچے۔ ان کو معلوم نہ تھا۔ کہ یہ نئے نئے مولوی بنے ہیں۔ رگوں میں زور ہے۔ شہرت کے طالب ہیں۔ غرض روزے کو بخوبی حوض میں غوطہ دے آئے جو کہ مرض شناس تھے۔ ایک اور سنجیدہ مولوی صاحب کی خدمت میں پہنچے۔ مگر ان کی عجیب حالت تھی۔ لوگ سر ہوئے جاتے تھے۔ مولوی صاحب مارے ندامت کے سر جھکائے جاتے تھے۔ ...... ہائے ہمارے مقدس مذہب اسلام تجھ کو ایسے نفس پرستوں کی نفسانیت نے بدنام کر رکھا ہے۔ افسوس اس دیار غریب میں تیرا کوئی ہمدرد نہیں ......

خود تیرے نام لیوا تیرے خون کے پیاسے اور مخالفین کی نظروں میں حقیر و ذلیل کر دینے کے در پے ہیں۔ وہ تو بھلے کو انگریزی راج ہے۔ ان حضرات کو کسی کے ڈرانے کا اختیار نہیں۔ صرف معمولی مسائل میں مسلمانوں کو کٹھ پتلی کی طرح نچا کر مذہب اسلام کو گیند کی طرح اچھال اچھال کر۔ دل کی بھڑاس نکال رہے ہیں۔ اگر جان و مال پر بھی اختیار ہوتا

تو دیکھتے دیکھتے ایک مسلمان بھی زندہ نظر نہ آتا بلفظہٖ ملخصاً صفحہ ۵ و ۶

ناظرین۔ یہاں تک جسقدر حالات ہم نے علمائے خلف کے انہیں کی تحریروں سے نقل کئے ہیں۔ وہ اس دعوے کے ثبوت سے زیادہ ثبوت ہیں۔ جو حدیث مرفوع منقولہ رسالہ ہذا میں حضرت علیؓ سے بطور پیشگوئی درج ہے۔ کہ علماؤھم شر من تحت ادیم السماء لیکن آگے ہم چند خاص خاص واقعات مشتہرہ کو بھی نقل کرتے ہیں جس سے اور بھی تائید اس پیشگوئی کی ہوجائے۔ اور ذیل کے اقتباسات کو پڑھ کر ان مدعیان وراثت انبیاء کے اخلاق و اعمال سے ہی شر من تحت ادیم السماء کے مصداق گروہ کا پتہ لگجائے۔

۱۳۰۹ھ میں ایک فتوے عدم جواز احتیاط ظہر بعد جمعہ منجانب مولوی رشید احمد گنگوہی بہ تصدیق دیگر بارہ کس علماء مقلدین و غیر مقلدین طبع ہوکر شائع ہوا جس میں لکھا تھا کہ "احتیاط الظہر لغو ہے" صرف جمعہ پڑھنا چاہیئے۔ اس کے جواب میں عبدالرزاق و ابوبکر کترفروشان دہلی نے ۸ مولویوں کی مواہیر سے جنمیں تین چار کی مہریں عدم جواز احتیاط الظہر کے فتوے پر بھی ثبت تہیں۔ دوسرا فتوے ... کرا کے احمدی پریس میں چھپوا کر شائع کر دیا جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔ کہ

"احتیاط الظہر کا پڑھنا اکثر کتب حنفیہ معتبرہ میں موجود ہے اور اس کا پڑھنا مستحسن اور اولے ہے جو اس کو بدعت سمجھے

وضلالت بتلاتا ہے۔ وہ متعصب اور بے علم اور ضلالت میں مستغرق ہے۔　　بلفظہٖ صفحہ ۱

عدم جواز والے فتوے پر محمد امیر الدین۔ عبد الحق۔ محمد اسمٰعیل۔ محمد شمس الدین احناف کے دستخط منجملہ ۱۲ مفتیوں کے تھے اور اس جواز والے پر بھی منجملہ ... اسکے یہی چار مفتی ہیں۔ سچ ہے علماؤھم شرّ من تحت ادیم السمٰاء کے مصداق یہی لوگ ہیں۔

حافظ محمد صدیق امام مسجد صدر دہلی کو بذریعہ اشتہار مطبوعہ مطبع انصاری ... جرم (ایک نکاح خوانی ناجائز اور دوسرا عدالتوں میں جھوٹی گواہی دینا) لگا کر بفتوے مفتیان دہلی فاسق وغیرہ قرار دیا۔ اگرچہ عمل درآمد ایسے کاغذی پتنگوں کا نہیں ہوا۔ شرم بریں امامت!

تصوف کا نیا جال" کے عنوان سے ایک خادم دین کا ایک خاص صوفی دہلوی کے خلاف اشتہار شائع ہوا۔ جو نہایت گندہ ہے۔ مگر ہم اس اشتہار کی نظم میں سے چند شعر ہم نقل کر دیتے ہیں۔ جو اہل حدیث کے لیے قابل شرم ہیں۔ کیونکہ مشتہر غیر مقلد ہے۔ اور بہت کچھ گند بکنے کے بعد مشتہر اپنا مضمون ان اشعار پر ختم کرتا ہے۔ اور کمال شاعری سے اپنے ممدوح کا اتا پتا بھی نظم میں کہہ جاتا ہے۔ شرم!

ڈوبک ڈہاری پوں پوں پوں　　منارہ سرنگی چوں۔ چوں چوں
یمنڈک بولا ٹرم ٹوں　　لدھے کی بولی ڈہا چوں ڈہوں
منارہ غنی کا کڑوں کوں +　　کاگ کا جچّہ قاں قاں قوں

بعض حالات علمائے غیر مقلدین

اب ہم بالاختصار علمائے غیر مقلدین کی اپنے ہی علماء کے حق میں شہادتیں پیش کرتے ہیں۔ جن سے دعویدار عمل بالحدیث وما انا علیہ واصحابی کے رخ سے پردہ اٹھکر انکا اصلی چہرہ سب کو نظر آجائے۔ وباللہ التوفیق

ایک اشتہار ۸ صفحہ کا منجانب ایک صادق القول جماعت کہ پانسو عاملانے باعمل بر خلاف ایک غیر مقلد دہلوی کے طبع ہو کر شائع ہوا۔ اس میں صادق القول عام و خاص طور پر حسب ذیل تحریر کرتا ہے۔ اور آخر میں اپنے دوست کا فوٹو بھی نظم میں کھینچ جاتے ہیں۔ فقط م !

"قریب دو سال کے گذرے ہوں گے۔ کہ جناب میاں (نذیر حسین) صاحب کے پاس ایک لڑکا عمر جعفر حسد ار کسی امیر کا پڑھنے آیا تھا۔ یہ شمو جان اس پر لٹو ہو گیا۔ کوئی مشکل مقام نہیں یہ دونوں صیغے فاعل اور مفعول ہیں کے واضع نے انہیں بزاخفشوں کے لیئے وضع کئے ہیں۔ قصہ کوتاہ ہے۔ یہ خبر جناب میاں صاحب کو ہوئی۔ انہوں نے اس گوہ سے کو بہت جھڑکا۔ یہ گیدی خر ان سے عرفیق کرنے لگا۔ یہ حال ان کے پوتوں کو معلوم ہوا۔ انہوں نے اس کی گنجی دبائی اس ناخلف نے میانصاحب اور ان کے دونوں پوتے

غرض نو شخصوں پر عدالت فوجداری میں دعوے مارپیٹ اور ساتھ ہی ہتک کا کر دیا۔ ایک مارواڑی نے اس دیو کو شیشہ میں اُتار کر دعوے واپس منگایا۔"

پورب سے ایک لہری آیا — پھاٹک میں آ کچھ نچایا
چندہ کر کے کھایا کھلایا — پیٹ بھرا یہ گانا گایا٭٭
دھنک تا بھئی دھنک تا — ناچ کھلاڑی دھنک تا
صورت اس کی کالی جیسی — وضع کچھ بنگالی جیسی
آنکھیں ایک متوالی جیسی — باتیں بارہ تالی جیسی
دھنک تا بھئی دھنک تا" — انتہی بلفظہٖ ملخصاً صفحہ ۳ و ۴

میرٹھ کا بڈھا طوطی جو آج کل گورنمنٹ یو۔پی کی طرف سے بوجہ بدزبانی ڈھائی ہزار کی ضمانت نہ ادا کرنے پر اخبار بند کرا چکا ہے ایک اشتہار مطبوعہ ۲ جنوری ۱۹۳۰ء کے ذریعے عیدگاہ میں عورتوں کے جانے کا فتوے شائع کرتا ہوا اپنے غیر مقلد ہم مذہب فرقہ کی بدیں الفاظ پردہ دری کرتا ہے۔ کہ

"مقلدوں کی ہم کہتے نہیں۔ کیونکہ ان کا ایمان تو تقلید پر ہے۔ تعجب تو اہل حدیثوں پر ہے۔ جو عامل بالحدیث بننے کے مدعی ہیں۔ دہلی میں ۵۰ ہزار اہلحدیث سے کم نہیں (لعنت اللہ علے الکاذبین۔ ناقل) مگر یہ بدبخت موٹے تازے چکنے چپڑے ہونے کی باعث حدیث پر عمل نہیں کرتے۔ اور اپنی مستورات

کو عیدگاہ میں نہیں لے جاتے۔ پھر یہ کیسے اہل حدیث ہیں
یہ تو اہل ہوا اور بندہ تقلید آبائی ہیں۔ بے شک صحیح ہے قول
پچاس ھزار اہل حدیث میں سے صرف دو چار اہل حدیث پر
عمل کرنے والے ہیں بیشتر علمائے اہلحدیث بھی
سنت سے برگشتہ ہیں۔ اور اس معاملے میں
اختر بے ہوئے ہیں۔

بلفظہ ملخصاً حاشیہ اشتہار مذکور

بھی احمد حسن شوکت میرٹھ کامیاں مٹھو اپنے اقبال نامہ شحنہ ہند نمبر ۱
مطبوعہ ۲۴ دسمبر ۱۸۹۹ء کے صفحہ ۱۱ میں زیر سرخی "ازماست کہ برماست"
اس طرح فرماتا ہے کہ

"ہمارے علماء اہلحدیث دعوے کرتے ہیں۔ کہ ہم صرف
کتاب و سنت پر عمل کرتے ہیں۔ اور زید و بکر کے اقوال
کو نہیں مانتے لیکن یہ دعوے ان کا جبھی تک ہے کہ
کوئی دنیوی غرض وابستہ نہیں ہوتی۔ اور جب کوئی غرض
آلودگی ہے یعنی ان کا کوئی ہم مذہب انکی حکمت عملی
کے مخالف ہوتا ہے۔ تو ان کا دعوے عمل بالحدیث رخصت
ہو جاتا ہے۔ اور جسطرح کوئی شکاری شکار کی تاک میں جال
پھیلائے رہتا ہے۔ یہ دنیادار علماء بھی اسیطرح
اپنے بھائی کو دنیا میں زک دینے اور اپنا مطلب حاصل

کرنے کی فکر میں رہتے ہیں ...... ہم دیکھتے ہیں کہ بعض

خود غرض علماء نے چند مرتبہ ایسا ہی کیا ہے۔ اور

اب بھی کر رہے ہیں۔ یہ لوگ آپ اپنے پاؤں میں کلہاڑی

مارتے ہیں۔ اور اہل حدیث کے مقدس مذہب کو بدنام

کرتے ہیں۔ بلفظہٖ ملخصًا کالم اول

ایک فتویٰ کھانے پینے وغیرہ ہر کام کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم

پڑھنے اور صرف بسم اللہ نہ کہنے کے بیان میں منجانب مولوی عبد الوہاب

غیر مقلد صدر بازار دہلی مشمول تحفہ ہند دہلی میں ۸ صفحہ پر طبع ہو کر مشتہر

ہوا تھا۔ اس کے جواب میں منجانب عبد العزیز غیر مقلد تردید شائع

ہوئی۔ اس تردید کی جواب الجواب میں منجانب ابو عبد العزیز غیر مقلد

وہابیہ پارٹی کے ممبر کے اشتہار شائع ہوا جسمیں عبد العزیز مشتہر

سابق کو فرضی مشتہر ظاہر کر کے اصل مشتہر کا جو کہ پکا غیر مقلد ہے اسطرح

پتہ دیا کہ

"فرضی مشتہر عبد العزیز نے خود شاید میں اپنا نام بدنام اور

اپنے ایمان کا ستیاناس کیا ہے حقیقت میں وہ اشتہار

اسی پھاگی کے پرچہ اور پورب کے لہری اور پورب کے ڈوم کی

کارروائی ہے۔ جو کہ عرصہ سے مولوی عبد الوہاب کے خلاف میں بغض

کا پیاسا ہے۔ مگر وہ ان کی دشمنی میں نہ پہلے کامیاب ہوا

اور نہ انشاء اللہ آئندہ کامیاب ہو گا۔ خطا کار الیسے کام پر اور

[illegible]

میاں نذیر حسین دہلوی کی کرتوت

۳۱ جنوری سنہ ۹۳ کو غیر مقلدین کے شیخ الکل نے عدالت دیوانی دہلی میں بمقدمہ ملک النساء مدعیہ بنام شمس الحق وغیرہ مدعا علیہم دعوے اثبات طلاق مندرجہ ذیل حلفی شہادت دی جسمیں بیان کیا۔ کہ شوہر کے دس بارہ برس تک اپنی بیوی کو نان و نفقہ نہ دینے اور عدم خبرگیری سے شرعًا حاکم وقت کو طلاق دے دینے کا اختیار ہے چنانچہ وہ حلفی بیان یہ ہے۔ کہ

"اگر کوئی مسلمان باوجود نہ ہونے مزاحم کافر کے اپنی بیوی کو دس بارہ سال تک نان و نفقہ نہیں دیتا ہے۔ اور نہ اس کے پاس آتا جاتا ہے۔ تو اس کو لازم ہو گیا ہے۔ کہ اس کو طلاق دیدے۔ اور اگر وہ اپنی مرضی سے طلاق نہیں دیتا ہے۔ تو شرعًا حاکم وقت کو اختیار ہو جاتا ہے۔ کہ وہ اس کے خاوند کے قائم مقام ہو کر اس بیوی کو مطلقہ کر دے۔ اس طلاق کو طلاق بائن کہیں گے۔ اور جو ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ کہ بصورت عدم خبرگیری نان و نفقہ طلاق لازم ہو جاتی ہے۔ وہ مذہب شافعی حنفی حنبلی کی رو سے بیان کیا ہے۔ بلفظہ بقدر الحاجۃ التکال علی التخایص

انتباہ الاخوان صفحہ ۱۵ مطبوعہ [illegible] الاسلام دہلی

اس کے خلاف دوسرا بیان حلفی بمقدمہ محمد عمر بنام مہر الٰہی وغیرہ جرم دفعہ ۴۹۴ و ۴۹۸ و ۱۰۹ تعزیرات ہند بعدالت مسٹر ڈگلس صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع دہلی جو ۔ جون ۱۸۹۹ء کو دیا۔ وہ ملاحظہ ہو۔

"اگر کوئی عورت روٹی کپڑے سے لاچار ہو۔ تو عالم اس کو فتوے دے دیگا۔ قاضی کی جگہ عالم ہی ہے۔ حاکم ہو یا عالم اس کے پاس عورت کو جانا چاہیئے۔ خود نکاح نہیں کرسکتی۔ مذہب حنفیہ میں یہی حکم ہے۔ فتاوے حمادیہ فتاوے قنیہ میں تحریر ہے۔ میعاد شرع میں کچھ مقرر نہیں ہے۔ جب عورت کو تکلیف ہو سوقت دعوے کرسکتی ہے۔ شہادت لینے کے بعد مولوی یا حاکم فتوے دیوے گا۔ فتوے حرف الف پر میری مہر ہے۔ اظہار مورخہ ۹۲ء حرف (D) جو اوپر نقل ہوچکا ہے۔ ناقل) سنکر کہا۔ کہ مجھکو اس کی بابت یاد نہیں۔

بلفظہ از اکمال صفحہ

اب تیسرا فتوے حرف الف شیخ غیر مقلدین کا جو خدا اور رسول کے نام سے دیا گیا ہے۔ وہ ملاحظہ ہو کہ وہ ان ہر دو بیانات کے خلاف ہے سائل کا استفتاء یہ ہے کہ "بموجودگی شوہر اور نان و نفقہ نہ دینے سے آیا بی بی نکاح سے نکل جاتی ہے۔ یا نہیں" اس کا جواب شیخ الکل

نے یہ دیا ہے۔ کہ

"آیات (مندرجہ فتوے ہذا) سے صاف ظاہر ہے۔ کہ رکھنا اور علیحدہ کرنا مرد ہی کے اختیار میں ہے۔ بلکہ مرد کا اختیار ڈال رکھنا ادھر میں لٹکتی ہوئی بھی ہے اور رکھنا ستانے کو بھی ہے اسی واسطے اللہ تعالی نے فرمایا۔ کہ ایسا نہ کیا کرو پس جب شوہر موجود ہے۔ تو بہ سبب نہ دینے نان و نفقہ کے عورت شوہر کے نکاح سے علیحدہ نہ ہوئی۔ تو غیر مردوں پر حرام ہوئی۔

بلفظہ ملخصاً۔ فتوے مطبوعہ خادم الاسلام پریس دہلی صفحہ ۲ و ۴

پیارے ناظرین! آپ نے یہ گرگٹ چالیں ملاحظہ فرمالیں کہ جس شخص کو شیخ العرب والعجم و وارث الانبیاء و ماحی سنت و قاطع بدعت وغیرہ وغیرہ خطاب دیئے گئے ہیں۔ اس کے یہ اقوال متضاد ہیں۔ جو حلفی طور پر بیان کئے ہیں۔ اول تو یہ شرعی فتوے بتایا۔ کہ بغیر اختیار مرد کے صرف نان و نفقہ نہ دینے کی وجہ سے کوئی عورت زوجیت سے نکل سکتی ہے۔ اور نہ بغیر شوہر کوئی اس کو نکال سکتا ہے پھر عدالت دیوانی میں قسم اٹھا کر یہ بیان کیا۔ کہ جو شوہر دس بارہ سال تک نان و نفقہ نہیں دیتا۔ تو وہ طلاق دیدے اور اگر بھر بھی خود طلاق نہیں دیتا۔ تو حاکم وقت یا عالم کو اختیار ہے۔ کہ اس کو مطلقہ قرار دیدے اس بیان میں قرآنی آیات سے جو فتوے دیا تھا۔ کہ مرد کو ہی

اختیار طلاق ہے۔ وہ ضبط کر لیا گیا ہے۔ اور اس مدت بارہ سالہ کو بموجب حنفی مذہب کے مسلمہ قرار دیا ہے۔ اس کے خلاف جون ۹۹ء میں بمقدمہ فوجداری قسم کھا کر یہ اظہار کیا۔ کہ اگر نان ونفقہ سے عورت لاچار ہو۔ تو عالم یا حاکم اس کو مطلقہ قرار دیگا۔ اور نان ونفقہ نہ دینے کی میعاد شرع میں مقرر نہیں۔ جب عورت کو تکلیف ہو دعوے کر سکتی ہے۔ اور اس حکم کو بھی مذہب حنفی سے ہی بیان کیا ہے یشیم

یہ ہیں تیرہویں صدی کے علما جو مصداق ہیں حدیث مرفوع متذکرہ صدر کے اب ذرا صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دہلی کا ریمارک شیخ الکل کی نسبت ملاحظہ کر لیجئے۔ جو بمقدمہ فوجداری ۲۶۔ جون ۹۹ء کو تحریر فرمایا ہے:-

صاحب ممدوح فرماتے ہیں۔ کہ:-

"ہمارے نزدیک یہ مولوی (نذیر حسین) ایسا بڈھا ہے کہ ایسے ضروری مقدمے میں اس کی رائے قابل تسلیم نہیں ہے۔ علاوہ اس کے یہ مولوی عبد السلام کا دادا ہے کہ جس نے ہمراہ اور مولویوں کے فتوے ملزم پر دستخط کئے ہیں۔ اس خاص مقدمہ میں مولوی ظاہرا اس وجہ سے (سزا) سے بچ گئے۔ کہ انہوں نے ایک قیاسی مقدمہ پر دستخط کر دیئے ہیں۔ اور ظاہرا مستغاثہ کے بیانات کی تحقیقات کرنے سے انکار کیا.......... ہمیں اس بات کے تسلیم

ما کرنے میں کوئی تامل نہیں ہے۔ کہ مولوی ملزمہ کو آزادی کا حکم دینے کے مجاز نہ تھے۔ اس لیئے عدالت حکم دیتی ہے کہ ہر ایک ملزم (مہر الہی۔ دسمات) مبلغ عـ۵ عـ۵ روپیہ جرمانہ دیوے۔ ورنہ بعدم ادائے جرمانہ ایک ایک ماہ قید محض رہیں۔ تحریر ۲۶۔ جون ۱۸۹۹ء دستخط حاکم۔

بلفظہ ملخصاً۔ النکال صفحہ ۱۰

امرتسری شیطان کا روحانی باپ مولوی محمد حسین بٹالوی اپنے فرقہ غیر مقلدین کے علماء کی نا اتفاقی اور بد اخلاقی پر اشاعت السنۃ جلد ۱۰ میں۔ "اہل حدیث میں نا اتفاقی" کا عنوان قائم کر کے حسب ذیل نوحہ خوان ہے۔

"اس گروہ (اہلحدیث) میں عجیب ناسا وانی کے ساتھ مخالفت ہو رہی ہے۔ وہ اپنے پیشواؤں اور بھائیوں کی اپنی مجالس میں رات دن غیبت اور عیب جوئی کرتے ہیں اخبار میں اکاذیب اراجیف شائع کرتے ہیں۔ اور خود عقل کے دشمن مذہب کے نادان دوست اتنا نہیں سمجھتے۔ کہ ان مفسدانہ کارروائیوں سے وہ اپنی جماعت اور اپنے مذہب کی بیخ کنی کر رہے ہیں۔ اسمیں ان کی جماعت کا نمبر گھٹتا ہے۔ اور ان کے مخالفوں کا نمبر بڑھتا ہے۔ اور طرفہ تر یہ ہے۔ کہ اس کفر کیلیے چند مفتریات و بہتانات قائم

کرکے علماء حنفیہ نے جو اس گروہ (اہلحدیث) کو کافر بتا چکے ہیں فتوے کفر لئے پھرتے ہیں اس فعل **میں انہوں نے یہودیوں کے بھی کان کاٹے**۔ اور یہ شمتی ہے اتنا نہ سوچے کہ اس زمانہ تحقیق و آزادی میں ان کافر کے فتووں سے کون ڈرتا ہے۔ ایک جانب سے کفر کا فتوے سنگل لگایا جاویگا تو دوسری جانب سے ڈبل فتوے جڑا جائے گا۔ یہ کام صرف معدودے چند بے علم یا نیم عالم اہل علم میں محدود رہتا۔ تو اس سے وہ نتیجہ تفریق پیدا نہ ہوتا۔ رونا تو اس امر کا ہے۔ کہ چند اشخاص اس فساد کے مرتکب اور مہتمم ہیں اور باقی اعیان مال سے اور قلم سے حامی اور کوئی سکوت بتسلیم سے ان کا مصدق ہے۔ ایسا کوئی نہیں جو انکی زبان و قلم کو پکڑے۔ اور بدگوئی سے روک کر باب تفریق و فساد کو بند کر دے (مولوی جی! افسوس کہ یہ شرح بھی جہاں بھی معلوم کرکے بھی آپ نے سنت اللہ کو نہ سمجھا۔ اور سیح وقت مامور من اللہ کی بیعت نہ کر لی۔ بھلا جس جماعت کا کوئی امام اور پیشوا نہ ہو۔ وہ اگر خودرو اور آزاد نہ بنے تو اور کیا کرے۔ دیکھو اسی لئے خداوند کریم نے یہ سلسلہ جاری کیا ہے۔ کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کو مبعوث کرکے متقیوں کا امام بنا دیتا ہے

جبری کی فرمانبرداری تمام دینی دنیوی امور میں وہ بحکم الٰہی کرکے
خوشنودی باری تعالےٰ حاصل کرتے ہیں۔ اور نااتفاقی و پھوٹ
کے بدنتائج سے بچائے جاتے ہیں۔ جو ان کی حکم عدولی کرتا ہے
وہ خارج از جماعت کر دیا جاتا ہے۔ پھر کسی کا حق نہیں ہوتا۔ کہ اس کو
داخل جماعت سمجھے۔ دیکھ لو مرتد پٹیالوی کو۔ اور پھر دیکھ لو اپنی
خارج کردہ روحانی فرزند کو۔ تم اس کو اہل حدیث سے خارج
کرو۔ اور آرہ والے اس کو داخل اہلحدیث کر دیں۔ اور اگر کوئی
امام یا ہادی ہوتا۔ تو کیا مجال تھی کہ مخرج کو اپنے ساتھ کوئی
ملا سکتا۔ تا وقتیکہ وہ تائب نہ ہو جاتا۔ یہ ہے فرق الٰہی سلسلہ
اور انسانی بناوٹی جماعتوں میں۔ اب بھی سمجھو اور اپنے حال
پر نادم ہو۔ توبہ کرو! تو تواب الرحیم کو پاؤ۔ ناقل) ہمارے
عزیز دوستو جستہ جستہ تم سے ایک بات کہی جاتی ہے اپنا
ہی حال ذرا ٹٹول کر بتاؤ۔ کہ اپنے گروہ کی مخالف پارٹی
سے جس پارٹی میں تم آج کل ہو۔ اس پارٹی کے ممبر جو باہم
اتحاد رکھتے ہیں اور اپنے مخالف کی شکایت و اہانت
کے وقت ایک دوسرے کے مددگار بنجاتے ہیں۔ اور
آبرو ریزی جو خونریزی سے کم نہیں کی مجالس میں کمال
سرگرمی کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ یہ سبھی فروعات
میں اتفاق رکھتے ہیں؟ (ہرگز نہیں) پھر جبکہ تمہاری متفق

پارٹیاں باوجود اختلاف شدید حلت وحرمت
وجوب وعدم وجوب کے اظہار کوئی بغض وعناد
نہیں رکھتیں۔ تم سب آپس میں شیر وشکر ہو۔ اور ہمنوالہ وہم پیالہ
مجالس وعظ و بدگوئی مخالف پارٹی میں ایک دوسرے کے
فرقہ کسی مسئلہ اختلافی میں ایک دوسرے کو اتنا بھی نہیں
کہتا کہ تم نے یہ ایسا غلط مسئلہ کیوں بیان یا تحریر کیا۔ ہم تو
کبھی نہیں سنا۔ کہ اس مدعا کے لئے کبھی جلسہ ہوا ہے
کہ ایک شخص نے اموال تجارت سے خدا کا حق مٹایا۔ اور
زکوٰۃ کو باطل کیا ہے۔ کہ فلاں ملا صاحب جو وجوب سورہ
فاتحہ ہٹاتے ہیں۔ وغیرہ کی خبر لیں۔ یا ان کے جواب میں
کوئی رسالہ مشتہر کریں اور نہ یہ سنا کہ ان اختلافات حلت
وحرمت وجوب وعدم وجوب پر کسی نے مسلمانوں کے
حق میں یہ درخواست کی ہو۔ کہ اسلام چلا۔ اس کا قوم خدا
کوئی اس پر رونے والا ہے۔ تو روئے (جیسا کہ عبدالجبار
غزنوی نے بٹالوی صاحب کے بعض مضامین مندرجہ اشاعت السنۃ
کفار کی نوکری وغیرہ کے متعلق ایک رسالہ اعانت الملتہ الاسلامیہ
لکھکر اسمیں ان مضامین کی وجہ سے مسلمانوں کو اسلام پر رونے کا
کا حکم دیا تھا۔ اور کہا تھا۔ فلیبک علی الاسلام من کان باکیا)
اب یہی بٹالوی غیر مقلدوں کے اختلاف باہمی پر شکایت کرتا ہے

کہ کیوں کسی نے ان چہاریوں وغیرہ پر یہی فقرہ نہ کہا۔ سائل
تو پہر اس قسم کے اختلاف کے سبب آپ لوگ اپنی مخالف
پارٹی کے کیوں دشمن ہو رہے ہیں۔ دن رات ان کی
غیبت و بدگوئی کرتے ہیں۔ ان کی مخالفت اور ایذا رسانی
کی تجاویز سوچنے کو آپ کی کمیٹیاں ہوتی ہیں۔ کیا یہ دین
میں تشدد اور غلو نہیں جسپر خدا تعالے نے یہود وغیرہ
کو برا کہا ہے۔ (مولٰینا یہ ہی تو حسب پیش گوئی مخبر صادق مثیل
یہود ہیں نعل بالنعل ان کی مطابقت کرنی ان کی سرشت میں
ہے علاوہ ازیں اگر یہ ایسا نہ کرتے تو علماؤہم شر من تحت ادیم السماء
کے مصداق کس طرح بن سکتے۔ جو انہیں کے حق میں وارد
ہے گستاخی معاف آپ بہی ان اپنے بہائیوں سے کم نہیں بلکہ
کچہہ سیر زیادہ ہیں۔ ف سل) انتہی بلفظہٖ ملخصاً اشاعت السنہ مجلد

ناظرین! غیر مقلدوں کے ایڈوکیٹ یا لاٹ مولوی کا بیان در
بارہ فرقہ غیر مقلدین تو سن چکے ہیں۔ اب ایک اور شہادت مندرجہ
اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۱۔ مارچ ۱۹۱۰ء تازہ بتازہ۔ سنیئے مولوی
عبد الجبار غیر مقلد عمر پوری مقیم دہلی بیان کرتے ہیں کہ
راقم الحروف (عبد الجبار) کو جو پچیس سال کے تجربہ سے
معلوم ہوا وہ بیساختہ لکھا جاتا ہے جس طرح عوام کی
لیئے اصلاح کی ضرورت ہے اسیطرح مولویوں

واعظوں کے لیئے ضرورت ہے۔ اور یہ بیماری اس قسم کی ہے۔ کہ اس کے لیئے لگاتار اور بار بار دوا و علاج ہونا چاہیئے سلسلہ کا منقطع ہونا سخت اندیشناک ہے۔ (یہ ہے جرائم سے اعتبال جس سے ضرورت الامام۔ باحسن وجوہ ثابت ہوتی ہے۔ اگر مولوی اور واعظ اس بدترین حالت میں نہ ہوتے تو مسیح موعود کی ضرورت ہی کیا تھی۔ ایک بڑا غیر مقلد مولوی اپنا پچیس سالہ تجربہ لکھ رہا ہے۔ کہ مولوی اسیطرح قابل اصلاح ہیں جس طرح عوام جہال۔ کیا امرتسری خبیث اب بھی نہیں سمجھیگا۔ کہ کسی مصلح کی ضرورت ہے۔ کیونکہ بگڑے ہوئے مریضوں کا بگڑے ہوئے مریض کیسے علاج کر سکتے ہیں ؎ خفتہ راخفتہ کے کند بیدار۔ قال) بیشتر عوام اہلحدیث کی یہ افسوسناک حالت ہے کہ جس مولوی یا واعظ کے معتقد ہوے گویا مقلد ہو گئے۔ واعظ مذکور میں کیسی ہی زشت و نازیبا حالتیں پائے جاویں۔ ان کو سب پسندیدہ اور مقبول جس سے برگشتہ ہوئے وہ کیسا ہی صلاحیت سے معمور ہووے (غیر مقلد اور صلاحیت اجتماع ضدین۔ قال) لیکن ان کے نزدیک ناپسند و مردود۔ اول تو مقلدین کی مسجدو سے اپنی مسجدیں الگ کی گئیں۔ پھر آپس میں بھی تقسیم جاری ہو گئی جس واعظ نے زیادہ تر اپنے مخالفوں کی

مذمت اور طعن و تشنیع پر زور دیا۔ اور اپنے گروہ اور گھر والوں کے گناہوں اور عیبوں پر التفات نہ کیا اس کے ساتھ عقیدتمندی ہوئی۔ کہانتک افسوسناک حالات بیان کئے جاویں ہر چند کہ ظاہری حالات کے لحاظ سے اصلاح بہت دشوار معلوم ہوتی ہے لیکن اللہ کی رحمت سے دہریہ اہل حدیث کا جنکی حالت کچھہ مدت سے حسرتناک (نہیں بلکہ عبرتناک۔ ناقل) ہو گئی ہے درست ہو جانا کیا مشکل ہے" (مولانا خدا کی رحمت سے جو فرقہ دور دور بھاگے اور آفتاب کی طرف سے اپنا دروازہ بند کرے۔ وہ تو بدبخت ضرور اندھیری اور غضب میں رہے گا۔ آپ لوگوں نے باوجود تجربہ ۲۵ سالہ کے بھی اپنی حالتوں پر رحم نہ کھایا۔ اور خدا کی بھیجی ہوئی رحمت مسیح موعود کے قریب نہ آئے۔ اس آفتاب صداقت سے اپنی کھڑکیاں بند کرلیں۔ تو ختم اللہ کے مصداق ہو گئے اور کونوا مع الصادقین پر عمل نہ کیا۔ پھر علم خشک جسمیں تزکیہ نہ تہا تقوی نہ تہا محض حدیث دانی یا تفسیر خوانی آپ کے کچھہ بھی کام نہ آئی فتفکروا۔ ناقل) [illegible] اہلحدیث صفحہ ۹

دور کیوں جاؤ۔ خود ثناء اللہ ہی کا بیان سمجھو کہ وہ علماء پنجاب کو باستثناء ایک دو کے [illegible] کہتا ہے۔

اہل حدیث مورخہ ۱۸ مارچ سنہ میں جلسہ ندوۃ العلماء کی ایک تجویز پر لکھتا ہے۔ کہ

"ان گروہی اختلافات۔ (یعنے شیعہ سنی حنفی شافعی مقلد غیر مقلد۔ ناقل) سے نیچے اتر کر شخصی اختلافات اس درجہ پر ہیں۔ کہ الامان والحفیظ **ایک ہی فرقے کے ایک ہی مذہب کے دو پیرو اتنا اختلاف رکھتے ہیں۔ کہ دیکھنے والا باور نہیں کر سکتا کہ ایک نوع یا ایک صنف کے دو فرد ہیں۔** بلکہ وہ ایسا سمجھتا ہے۔ کہ یہ تو کسی جنس عالی۔ (یعنے انسانیت۔ ناقل) میں بھی شریک نہ ہونگے۔ مثال کے لیئے حنفی مذہب کے مختلف خیالات کے دو اشخاص کو دیکھنا ہو۔ تو اصحاب بریلی اور دیو بندی کو دیکھیے۔ کہ کتنا بڑا بون بعید ہے" (یا ثناء اللہ اور غزنوی یا بٹالوی اور بھوپڑی۔ یا تلطف حسین اور عبد الوہاب دہلوی وغیرہ کو دیکھ لو کہ باوجود غیر مقلد یا بخیال خود اہل حدیث ہونیکے کس قدر باہمی مغائرت ہے۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ رحماء بینہم کے مصداق ہیں یا قلوبہم شتی کے خطاب یاب ہیں۔ ناقل)

بلفظہ صفحہ ۲ کالم دوم

اسی مضمون میں اپنی ندامت کو چھپانے کے لیئے انجمن صادقین کا کا ذب سکرٹری سلسلہ حقہ احمدیہ کا بھی بدیہ دلی قلم سے ذکر کرتا ہے

مگر محض دعوے بے دلیل کے طور پر چنانچہ وہ لکھتا ہے۔ کہ

"آج ہمارے پڑوس میں قادیانی جماعت فخر کرتی ہے

کہ ہمارا مرکز وحدت امام ہے۔ اور ہمارے سوا کسی کا

نہیں۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ان لوگوں میں بھی اس قسم

کے اختلاف ضرور ہیں جو فہم مسائل سے تعلق رکھتے

ہیں" بلفظہٖ صفحہ ۳ کالم اول

اس کا جواب ہماری طرف سے مجملاً تو یہ ہے۔ کہ۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ خدانخواستہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کسی فرد میں وہ اختلاف نہیں جس کو دیکھنے والا دیکھکر یہ باور کر سکے۔ کہ یہ ایک نوع یا ایک صنف کے دو فرد نہیں یا ایک دوسرے کو۔ فاسق کافر۔ ملحد۔ زندیق نیچری۔ چکڑالوی۔ معتزلی۔ وغیرہ وغیرہ خطابات دیتا ہو۔ اگر فہم مسائل میں ان میں کوئی اختلاف ہوتا بھی ہے۔ تو اسی رنگ میں ہوتا ہے۔ جس کا ذکر تمہارے اعلےٰ رکن عمر نوری نے ۱۰ مارچ ۱۹۱۱ء کے اہل حدیث میں بصفحہ ۸ کیا ہے۔ کہ "صحابہ کرام وسلف صالحین میں اس امر کا (جو باہمی اہل حدیث میں نفاق وشقاق ہے) وہم وگمان بھی نہ تھا بعض مسائل میں ان کے درمیان یہ کیفیت تھی۔ کہ ایک صحابی ایک طرف اور تمام صحابی دوسری طرف۔ لیکن باوجود اس کی جدائی و علیحدگی کا نشان بھی نہ تھا" او امرتسری کاذب! اگر ایسا اختلاف جیسا کہ تم میں موجود ہے اور ہم جابجا اس رسالہ میں اس کو نقل کرکے

دکھلاتے آئے ہیں۔ اور آیندہ اور دکھائیں گے۔ سلسلہ عالیہ میں ثابت کردے تو ہم مبلغ پچاس روپیہ انعام دینگے۔ جہاں چاہے وہاں اول جمع کرالے۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ اربعین اور کلام المبین اور حق الیقین۔ و الٹی میٹم و نصیحت نامہ وغیرہ جیسا اختلاف ہو جسمیں ایک فرد کو دوسرے فرد سے ایسی علیحدگی و بیزاری ہو جیسی تم کو غزنویوں سے اور غزنویوں کو تم سے علے ہذالقیاس بٹالوی وغیرہ سے ہے۔ فافہم ولا تکن من الجاہلین

اب ذرا انجمن اہلحدیث لاہور کا اختلاف اور ثناءاللہ کا اعتراف بھی سنو!

"انجمن اہل حدیث لاہور۔ جو بقول "کے آمدی و کے پیر شدی" جمعہ جمعہ ۸ روز جس کی عمر ہوگی اسمیں بھی اختلاف ہوا اور ہے" بلفظہٖ الہدیث مورخہ ۲۵ مارچ سنہ صفحہ ۱۲ اس کی تائید میں مولوی عبدالحمید رغیر مقلد ساکن سوہدرہ معہ مزید ثبوت اختلاف کے یوں کہتا ہے۔ کہ

"افسوس تو اس بات کا ہے۔ کہ اراکین جماعت اہلحدیث ترقی مذہب و اصلاح قوم کے لیئے جب کوئی صورت قائم کرتے ہیں۔ تو اس پر خود قائم نہیں رہتے۔ کانفرنس اہل حدیث قائم تو ہوئی۔ مگر کانفرنس نے اب تک کیا کچھ کیا۔ اس کا کوئی جواب نہیں۔ پھر انجمن اہلحدیث لاہور منقرر ہوئی۔ انجمن اور کارکنان و مدبران انجمن کے مابین۔

اختلاف و نزاع شروع ہو گیا۔ دیکھئے اب انجمن کا انجام کیا ہوتا ہے۔" بلفظہ اہلحدیث مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۱۶ء صفحہ ۸

اہلحدیث مورخہ ۱۳ مئی کے صفحہ ۶ میں زیر سرخی انجمن اتحاد العلما امرتسری کذاب لکھتا ہے۔ کہ

"مسلمانوں میں نااتفاقی کا مرض عام ہے۔ دنیاوی نزاعات کو چھوڑ کر باقی جسقدر رنجشیں اور نزاعیں مسلمانوں میں ہیں۔ سب علما کی برکت سے ہیں (کیوں نہ ہوں جبکہ یہ "شر من تحت ادیم السماء" کے مصداق ہیں۔ ناقل) میں تو نہیں کہتا۔ کہ علما بدنیتی سے پیدا کرتے ہیں۔ ہاں یہ کہوں گا کہ ابتدا ان کی غلط فہمی سے ہے۔ تو انجام ان کا نفسانیت پر (جس کی بنا نیک نیتی سے غلط فہمی پر ہو۔ اس کا انجام نفسانیت پر ہونا باطل ہے۔ ناقل) شیعہ سنی میں اختلاف ہے۔ یا مقلد اور غیر مقلد میں نزاع ہے۔ خوب زور شور سے مضامین لکھے جاتے ہیں۔ سب دشتم ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ مقدمہ بازی بھی ہوتی ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ مصالحت ہو تو کس طرح ہو؟ بلفظہ ملخصاً کالم اول صفحہ ۹

امرتسری شریر جماعت غیر مقلدین آرہ کے قضیہ نامرضیہ کا کھلے الفاظ میں اظہار کرتا ہوا لکھتا ہے۔ کہ

"جماعت اہل حدیث یوں تو بہت سی ہے۔ آریوں سے

کئی گنا زیادہ۔ مگر ان کا اور اُن کا مذاق الگ ہے۔ یہ
(اہل حدیث) لوگ مذہبی آدمی ہیں۔ ان کو زمانے کی ضرورتوں
کا احساس نہیں۔ بڑی بات یہ بھی ہے۔ کہ **علما** میں
ہنوز **تنگ ظرفی** باقی ہے۔ اہل حدیث کانفرنس زندہ
ہے۔ مگر آرہ کے قضیہ نامرضیہ سے اس کے کاموں
میں کچھ رکاوٹ آگئی جن لوگوں کو آرہ کا **قضیہ**
نامرضیہ معلوم ہے۔ وہ میری تصدیق کرسکتے ہیں
افسوس ہمیں **اس کی تفصیل نہیں کرسکتا۔**
انا للہ وانا الیہ راجعون"

بلفظہٖ اخبار اہل حدیث مورخہ ۲۶۔ اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۹ کالم ۲

ناظرین۔ کہاں تک ہم ان علمارحال کے ناگوار اور مشارکت وافعات
نقل کرتے جائیں۔ اس کے لیئے تو عمر بھر لکھتے رہنا۔ اور ہزارہا جزو
کی کتابیں چھاپدینا ہی کفایت نہیں کرتا۔ ہنوز وہ رسالہ بازیاں جو
مقلدین وغیر مقلدین کی باہمی ہوئی ہیں۔ اور جو کچھ انہیں ایک دوسرے
کے خلاف دُر افشانی کی گئی ہے نقل کرنی باقی ہے۔ اگر ان کا سلسلہ
غیر منقطع شروع کیا جائے۔ تو احمدی رسالہ اس کا متکفل نہ ہوگا۔
اس لیئے جو کچھ ہی نقل کر دیا ہے۔ وہ حدیث مرفوع علماؤھم
شر من تحت ادیم السماء کی صداقت کے واسطے کافی ہے۔ اب
آخر میں بپاس خاطر اشر الناس امرتسری خناس ہم غیر مقلدین کی دیانت

اور امرتسری کی خیانت کا ایک مضمون مجملاً درج کرتے ہیں جس سے شیطان امرتسری کو اگر کوئی شرمائے۔ تو شاید ندامت آجائے وباللہ التوفیق۔

سن اوامرتسری!!!

ہم تو ہیں دیتے ہیں دنیا نہ ہم فریادیوں کی نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

غیر مقلدین کی دیانت اور امرتسری کی خیانت

پیارے ناظرین! امرتسری خبیث ایڈیٹر اہلحدیث نے ایک تفسیر معمولی عربی میں مختصر سی تالیف کر کے چند سال ہوئے کہ شائع کی تہی۔ جس کی بابت اس مردود مفسر نے بڑی جرأت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حضور میں ۲۱۔ نومبر سنہ ۱۹۰۲ء کو بذریعہ کھلی چٹھی مطبوعہ کے تفسیر مردودہ کے مقابل تفسیر لکھنے کا بالفاظ ذیل چیلنج دیا۔ کہ۔

"اگر قرآنی لطائف ومعارف دکھانے منظور ہوں تو میری عربی تفسیر کے مقابلہ پر ایک عربی تفسیر اسی (نا معقول تاقل) طرز کی لکھیں۔ بعد تیار ہونے کے منصف مسلم الطرفین سے فیصلہ کرایا جاوے گا" بلفظہ عن موضح الحاجہ صفحہ ۳

اب سنیئے۔ کہ اس تفسیر اور مفسر کا کیا حشر ہوا۔ تفسیر کے شائع ہوتے ہی اس کی جماعت کے ہم مذہب علماء غیر مقلدین سے جن کی بزرگی اور تقوے کا اس فرقہ غیر مقلدین میں بڑا چرچا تھا۔ تفسیر مذکور کی نسبت حسب ذیل تقریظیں لکھ لکھ کر ثناء اللہ کے پاس بھیجدیں جن کو اس نے الکلام المبین میں شائع کیا۔ مقرظین غیر مقلدین کے نام اسجگہ بتا دینے ضروری ہیں۔ کیونکہ آگے چل کر انہیں مقرظین مداحین تفسیر و مفسر نے بذریعہ فتوے الموسومہ بہ اربعین تفسیر کو مردود اور مفسر کو مطرود قرار دیتا ہے۔ ان کے نام یہ ہیں۔

شیخ حسین عرب محدث بھوپال حافظ عبد الهادی امام مسجد راولپنڈی حافظ عبد السلام ملتانی مولوی عبد التواب ملتانی مولوی محمد سعید بنارسی حافظ عبد المنان وزیر آبادی

الغرض تفسیر کا نام تفسیر القرآن بکلام الرحمن حسب مقولہ مشہور "برعکس نہند نام زنگی کافور" رکھا۔ غزنوی وہابیوں نے فوراً ایک استفتا تیار کر عام علمائے غیر مقلدین و مقلدین سے فتوے لیا۔ کہ ثناء اللہ مفسر خارج از اسلام و اہل سنت و اہل حدیث ہے۔ اور پھر اس فتوے کو اربعین نام سے چھپوا کر شائع کر دیا۔ ثناء اللہ نے اس کے جواب میں الکلام المبین ایک عجیب پردہ در رسالہ ان کے خلاف شائع کیا۔ اس کے جواب الجواب میں حق الیقین حکیم عبد الحق غیر مقلد کی طرف سے اور نصیحت نامہ وغیرہ مولوی محمد حسین

بٹالوی کی قلم سے اور فیصلہ آرہ ثناء اللہ کے مطبع سے معہ دیگر درمیانی اشتہارات مخالفانہ کے شائع ہوا۔ اب آپ ذرا سنبھل کر اس فتنہ کو بھی ملاحظہ فرمائیے۔ جو اس مقدس گروہ میں سے نکلا۔ اور اسی میں غائب ہوا۔ اور کچھ ہونیوالا ہے۔ پہلے آپ خلاصہ تقریظوں کا سن لیں شیخ حسین عرب غیر مقلد محدث بھوپال تفسیر مذکور کی نسبت عربی میں لکھتا ہے جس کا ترجمہ ثناء اللہ اس طرح کرتا ہے۔ کہ

شیخ حسین عرب کی تقریظ

"میں نے اس **عظیم الشان** تفسیر کو **دیکھا اور خوب گہری نظر سے مطالعہ کیا** تو ایسا پایا کہ دل کو خوش کرتی ہے عقل اور نقل سے ثابت ہے۔ زوائد اور **فضول** باتوں سے پاک جو اس کو نہ دیکھے گا۔ اس کو دور و نزدیک کی ذرا بھی تمیز نہ ہوگی جو اس کا ذائقہ چکھیگا۔ وہی خوش قسمت ہے۔ جس کو اس تقریر میں شک ہو۔ وہ اپنے شک کو یقین سے بدلے تو حق واضح اس پر کھل جائے گا۔ (یعنی تفسیر کو دیکھکر میری تقریظ کی تصدیق کرے۔ **نقل**)

بلفظہ کلام المبین صفحہ ۱۸ الملخصاً"

اس تقریظ میں بڑے زور سے بھوپالی محدث تفسیر کی تعریف کرتا ہے اور اقبال کرتا ہے کہ میں نے تفسیر کو خوب گہری نظر سے دیکھا فضول باتوں سے پاک ہے۔ جو اس کو دیکھے خوش قسمت ہے۔ عقل و نقل

مختصر فہرست کتب نایاب موجودہ المکتبۃ الحجتبی دہلی

اشاعۃ السنۃ النبویہ مولوی محمد حسین
بٹالوی کا مشہور ماہوار رسالہ مجلد

جلد اول بابت ۱۸۷۸ء

جلد دوم بابت ۱۸۷۹ء

جلد چہارم بابت ۱۸۸۱ء

جلد پنجم بابت ۱۸۸۲ء

الشمامۃ العنبریۃ من مولد خیر البریہ
اڈیشن اول مولوی صدیق حسن خان نواب
بھوپال کی مشہور تصنیف متضمن حالات مبارک
حضرت سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ
علیہ وسلم - مجلد

حجج الکرامۃ فی آثار القیامۃ - فارسی
نواب صدیق حسن خان کی مشہور و معروف
تالیف جامع حالات و نشانات و آیات
قیامت و نزول مسیح و مہدی علیہ السلام و
خروج دجال - نایاب مجلد اڈیشن اول

تسلیۃ المصاب در رسالہ نجات و مہلکات
فضائل صبر از قرآن و حدیث در بیان نجات
و ہلاکت مفصل از قرآن و احادیث
مولفہ نواب بھوپال اڈیشن اول نایاب مجلد

حدیث الغاشیہ - مولفہ نواب صدیق
ابتدا آفرینش دنیا سے تا قیام قیامت کے
حالات و واقعات از کتب اسلامیہ مجلد

تفسیر اردو سورہ توبہ و یونس و ہود
و یوسف مولفہ نواب صدیق حسن خان مجلد

ادلۃ الجلیۃ - اردو میں عقائد اسلامیہ کا
سائنس سے ثبوت - قابل دید

ہمارا مذہب

اس کتاب میں عاجز قاسم نے حضرت اقدس
مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام
مرحوم و مغفور کا مذہب حضور ہی کی جملہ تصانیف
مبارکہ براہین احمدیہ سے لیکر پیغام صلح تک سے
ہر ایک مسئلہ کے متعلق بلفظہ نقل کر کے جمع
کر دیا ہے جس سے تمام مخالفین و مکذبین و حق
پوشی کو آج تک جرأت نہ ہوگی کہ آپکا مذہب
آپ کی تصانیف سے بلفظہ کتاب ہذا کے خلاف
ثابت کر سکے - ۱۰ جزو کی کتاب عمدہ خوش خط
مجلد قیمت صرف ۱۰/ دس آنے -

المشتہر منیجر المکتبۃ الحجتبی دہلی

تبرک متبرک رجسٹری شدہ

عکس نامہ مبارک حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بنام مقوقس سلطان

یہ اس مبارک خط کا فوٹو ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصر میں قبط کے بادشاہ مقوقس سلطان کو حاطب بن ابی بلتعہ عمر بن عمیر سلمہ کے ہاتھ مہر نبوت لگا کر بھیجا تھا۔ آپ نے ۷ ہجری میں یہ خط روانہ فرمایا تھا۔ یہ نامہ متبرک بعض فرانسیسی سیاحوں نے ان سفروں میں جو قبط کی جانب کئے تھے۔ ایک سفر میں پایا یعنی مصر کے شہروں میں سے اخمیم کے گرجا میں ایک راہب کے پاس سے خریدا۔ اور سلطان عبد الحمید خان والئی دولت عثمانیہ کی خدمت میں اسے لیکر حاضر ہوا سلطان نے اسے نہایت حفاظت سے دیگر تبرکات نبویہ کے ساتھ قسطنطنیہ میں رکھنے کا حکم صادر فرمایا۔ وہاں سے اس مبارک مراسلہ کا فوٹو اتارا گیا۔ دریایۂ عظیم [illegible] سے نور نظر اہل اسلام [illegible] مبارک مراسلہ کی نقل موجودہ عربی میں مع ترجمہ اردو مقابل میں درج ہے میری رائے اور خواہش یہ ہے کہ ہر ایک کلمہ گو اور محمدی کے گھر میں مبارک فوٹو رہنا چاہیے۔ جو خوشنما آئینہ میں لگایا جا کر باعث نزول برکت و زینت مکان بنایا جائے چونکہ [illegible] ہتی سے کہ یہ مبارک تحفہ دوسری جگہ نہیں ملسکیگا ایک دفعہ منگا کر کم از کم اس کی زیارت سے تو مشرف ہو جاؤ۔ پھر اگر آپ کی آنکھیں منور نہ ہو جائیں۔ تو واپس بھیجدو۔ ہم فوراً واپس لے لینگے۔

ہدیہ فی عکس ۴ علاوہ محصولڈاک

مینجر الحق ایجنسی دہلی ترا بہرام خان

مصحف عثمانی رجسٹری شدہ

یعنی قرآن

حضرت امیر المومنین عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے قرآن مجید کے ایک صفحہ کا اصلی فوٹو رجسٹری شدہ جو سوائے دہلی کے کسی جگہ سے دستیاب نہیں ہو سکتا۔ قابل ہے ہر مسلمان اُس سے زینت مکان بنا دے۔

ہدیہ فی عکس ۴ علاوہ محصولڈاک

مینیجر



فی رسالہ ۲؍
عام قیمت سالانہ عصہ ۱۸؍ مع محصولڈاک۔ معاونین سے حسب استطاعت

علماؤهم شر من تحت أديم السماء من عندهم تخرج الفتنة وفيهم تعود

ان کے عالم سب لوگوں سے بدتر ہوں گے جو آسمان کے نیچے ہیں۔ ان ہی کے پاس سے فتنہ نکلے گا اور ان ہی میں لوٹے گا

ماہوار رسالہ

احمدی

نمبر [illegible]

ہر انگریزی مہینے میں بلا تعین تاریخ ایک بار شائع ہوتا ہے

مقصد اصلی

اندرونی مخالفین سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اعتراضوں کا مفصل و مکمل جواب دیکر صداقت بانی سلسلہ علیہ الصلوۃ والسلام کا بدلائل اظہار کرنا۔

اپریل لغایت جولائی سنہ ۱۹۱۱ء
فروری سنہ ۱۹۱۰ء

ایم۔ قاسم علی احمدی ایڈیٹر و پبلشر نے
[illegible] پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا

مختصر فہرست کتب نایاب موجودہ الحق ایجنسی دہلی

تہذیب الاخلاق۔ اڈیشن اول سرسید مرحوم کے ماہوار رسالہ کی آٹھ جلدیں مکمل نایاب مجلد ۵۰؏

خطبات احمدیہ اڈیشن اول سرسید کی مشہور کتاب بجواب سر ولیم میور۔ مجلد ۶؏

النذیر العریان من درکات النیران مولفہ صدیق حسن خاں۔ دوزخ و اہل دوزخ کے حالات قرآن و احادیث سے بیان کیے ہیں نایاب مجلد ۱۲؏

صفحہ ٦٥ سے ثابت ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اب اس کے بعد اربعین نمبر [illegible]
اربعین میں جو تفسیر محمدیہ خود پر نقل دیا ہے اس کو ملاحظہ کرلو اور
اہل حدیث کی دیانت پر کہہ لو

"قد سلك ثناء الله فی تفسیره غیر ما سلك المتقون
من المفسرین وخذی خذو المحرفین والمتسلین فالواجب
علی کل من له قدرة احراق مثل هذه الخرافات"
بلفظہ بقدر الحاجۃ اربعین صفحہ ٢٢

ترجمہ ثناء اللہ نے اپنی تفسیر میں سوائے طریقہ متقین مفسرین کے
اور راہ اختیار کی اور محرفین کی چال پر چلا پس مقدور والے پر ان
خرافات کا جلانا واجب ہے۔ بلفظہ عشرہ کاملہ عبد الحق غزنوی

لیجیے حضرات! جس تفسیر کو خوب گہری نظر سے بھوپالی محدث
نے دیکھکر یہ ارشاد فرمایا تھا۔ کہ جو اس کو نہ دیکھے گا۔ اس کے نزدیک اس تفسیر
دور و نزدیک کی نہ ہوگی۔ اور جو عقل و نقل سے ثابت۔ زوائد اور
فضولیات سے پاک تھی۔ وہی تفسیر اب محرفین اور غیر محققین کی چال
پر ثابت ہوگئی اور بجائے دیکھنے کے جلا ڈالنے کے قابل ثابت ہوئی
ہے۔ کیا اب بھی حدیث مرفوع علی مرتضیٰ رض کے مصداقوں کا پتہ نہیں لگا
بھی تو ہیں "شر من تحت ادیم السماء" کے مصداق۔ اور سنیئے!
حافظ عبد الہادی امام مسجد اہلحدیث شہر راولپنڈی تفسیر مذکور
کی تقریظ عربی میں لکھتے ہیں۔ اور ثناء اللہ اس کا ترجمہ بھی ساتھ

ہی کر دیتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

(سرخی حاشیہ) نواب صاحب قنوجی کی تفسیر

"خدا کا شکر ہے جس نے ہم پر تفسیر القرآن بکلام الرحمن کی وجہ سے بڑا احسان کیا۔ وہ تفسیر کیا ہے۔ اسمیں علماء کے لیئے بڑے بڑے فائدے ہیں۔ اور برگزیدوں کے لیے اسرار کریمہ و انوار عظیمہ ہیں خاکسار کا فہم اس پر مطلع ہوا۔ تو اس کو ایسا ہی پایا جیسا کہ اس کا نام ہے۔ ملخصاً الکلام المبین صفحہ ۱۲۱"

اس تقریظ میں امام اہلحدیث تفسیر کو دیکھکر پڑھ کر مطلع ہو کر یہ لکھتا ہے کہ اس میں بڑے بڑے انوار عظیمہ ہیں۔ عالموں اور متعلموں و برگزیدوں کے لیئے بڑے موتی ہیں۔ اور میں نے اس پر اطلاع پائی تو اسم باسمّےٰ پایا۔ اب امام مذکور کا فتوے ملاحظہ فرمائیے۔ اور جو عذر اس تقریظ کا اسمیں کیا ہے۔ وہ "عذر گناہ بدتر از گناہ" کے مطابق ہے آپ فرماتے ہیں۔

(سرخی حاشیہ) امام اہلحدیث کی تقریظ کا حال

"جب میں نے رسالہ مسمّےٰ بمذہب اہلحدیث مؤلفہ ثناء اللہ کا دیکھا۔ تو مجھکو حسن ظن ہوا۔ لہذا میں نے اسکی کتابیں منگالیں اور حسب استدعا و مطالبہ اس کے اس کی تفسیر کی مدح بھی لکھدی جب میں نے اس کا مطالعہ کیا۔ تو خلاف مذہب۔ اہل سنت و مخالف سلف امت و ائمہ دین کے پایا۔ بلکہ اسمیں بڑا دہوکہ

وابلہ فریبی اور مسلمانوں کے ساتھ مخادعت والحاد ہے۔ لہذا میں تمام مسلمانوں کو متنبہ کرتا ہوں کہ اس کی کتابیں خصوصاً تفسیر اس کی کہ صریح تحریف ہے۔ اور تمام اہل اسلام کے مخالف ہے ہرگز نہ دیکھیں۔ کیونکہ وہ متبع ہوائے ہے۔ نہ متبع ہدے اور تابع ملحدین و نیچرین کا ہے۔ نہ تابع مہاجرین انصار وسلف صالحین کا نہ اس کے ساتھ مجالست ومکالمت کریں۔ اور نہ اس کو سلام دیں جب تک توبہ نصوح نہ کرے اللہ تعالے اسلام واہل اسلام کو ایسے بیدینوں کے شر وفتنے سے بچائے۔ آمین!

بلفظہ اربعین صفحہ ۸

العجب ثم العجب!! کجا وہ شور اشوری اور کجا یہ منہ وری، یا تو اس تفسیر میں چھپے ہوئے موتی اور مخفی خزانے اور باریک فائدے وحقایق ودقائق واسرار کریمہ انوار عظیمہ تھے یا ان کی بجائے ایسے تناسخ کے چکر میں تفسیر ومفسر کو پھنسایا۔ کہ اس میں دہوکہ۔ ابلہ فریبی الحاد تحریف ہی نظر آیا۔ اور مفسر کو متبعین ہوی۔ وملحدین و بیدینوں کے قالب میں بدلایا۔ جب تعریف کی تو بدیں اقرار کہ میرا فہم اس پر مطلع ہوا۔ تو تفسیر کو اسم بامسمے پایا۔ کیا یہ جھوٹ ہی لکھا تھا۔ یا بغیر مطالعہ کے ہی فہم عالی اس سے اطلاع پا گیا تھا۔؟ اور مطالعہ کی نوبت آج آئی

انا للہ یہ ہیں چودہویں صدی کے علماء اہلحدیث جو ننگ اسلام اور مصداق حدیث علی علیہ السلام ہیں۔ اور سنیے!

حافظ عبدالسلام ملتانی تفسیر مردودہ کی نسبت مندرجہ ذیل بیمثل ہونے کا فتوے دیتے ہیں۔ کہ

ملتانی کی تعریف تفسیر

"تفسیر القرآن ایسی کتاب ہے۔ کہ آجتک زمانے میں اس جیسی نہیں بنی۔ پس لوگو! اگر تم اس کی خریداری کے لیے روپیہ نہ پاؤ۔ تو اپنی جانوں کو خرچ کر دو۔"

بلفظہ ملخصاً الکلام المبین صفحہ ۱۲۳

اس کے خلاف اربعین میں آپ کا فتوے ملاحظہ فرمائیے جو درج ذیل ہے۔ کہ

ملتانی کا فتویٰ برخلاف تفسیر

"کنت رایت بعض مواضع من ہذا التفسیر واستحسنتہ فقرظت علیہ لکن لما اجلت فیہ النظر و عرضتہ علی تفاسیر الاسلام وجدتہ فی اغلبہا مصادما ایاہا فحق علی ان اعترف بخطائی واستغفر اللہ مما سبق علی قلمی من قبل و واللہ ان ہذا التفسیر لشیء فری واللہ و رسولہ والمومنون منہ بری" بلفظہ اربعین ص ۲۴

یعنے میں نے بعض مقامات تفسیر مذکور کو دیکھکر اس کی تحسین کی تھی اور اس پر تقریظ لکھی تھی۔ لیکن جب بغور اس کو دیکھا اور تفاسیر اسلامی سے مقابلہ کیا۔ تو ان کے مخالف پایا۔ اس لیے مجھے اپنی

سابقہ خطا کا اعتراف فرض ہے۔ اور میں اس تقریظ کی بابت خدا تعالےٰ سے معافی چاہتا ہوں۔ اور قسم ہے خدا کی اس تفسیر الٹوکھی سے خدا ورسول ومومنین علیحدہ ہیں۔

سبحان اللہ۔ یا تو وہ تفسیر بے مثل تھی جس کے لیئے شائقینوں کو جائیں بیچکر بھی خریدنے کا حکم دیا جاتا تھا۔ اب وہی تفسیر ایسی نکلی۔ کہ خدا اور رسول ومومنین اس سے بیزار ہو گئے مگر یہ دونوں انقلاب تفسیر کے دیکھنے سے ہی ہوئے ہیں۔ پہلے بھی ملتانی ملّا نے دیکھکر ہی تعریف کی تھی۔ اور اب بھی دیکھکر ہی تردید کی ہے۔ شرم! شرم!! شرم!!!

اور سنیئے ایک دوسرے عالم مولوی عبد التواب ملتانی تفسیر مذکور کو دیکھکر کیا فرماتے ہیں۔

"میں نے تفسیر القرآن مصنفہ مولوی ثناء اللہ امرتسری دیکھی پس میں نے اس کو ایک بابرکت دفتر پایا۔ جو چمکتے موتیوں پر مشتمل ہے۔ اس کی تعریف کسی کے بیان میں نہیں آسکتی نہ اس کی خوبیوں کو کوئی کتاب گھیر سکتی ہے۔ مصنف نے اسمیں عجیب وغریب نکات بیان کئے ہیں۔"

بلفظہ الکلام المبین صفحہ ۱۲ ۱۲

اس کے خلاف ذیل کا فتوٰے مندرجہ اربعین صفحہ ۴۸ ملاحظہ ہو۔ کہ جس تفسیر میں چمکتے موتی تھے۔ اب وہ کیسی ہے۔

وکفی بقول سیدنا وھادینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال فی القرآن برایہ فلیتبوأ مقعدہ من النار ولیلاء علی غوایتہ وحیدہ عن سواء الصراط" ملخصاً بلفظہ

یعنے ثناء اللہ کی تفسیر بالرائے ہے۔ جس کے لیئے وعید شدید آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص اپنی رائے سے تفسیر قرآن کرتا ہے۔ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں کرلے۔ یہی حدیث دلیل ہے۔ ثنائی مزخرفات کے لیئے۔

اور سنیئے مولوی محمد سعید نومسلم بنارسی جس نے بہت سے رسالے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی منقصت شان میں لکھے ہیں تفسیر مردود کی اس طرح تعریف کرتا ہے۔ کہ

"واقعی تفسیر مختصر مطلب خیز ہے قرآن سے قرآن کی تفسیر کیگئی ہے آپنے بڑی جانفشانی کی ہے۔ اللہ آپ کی محنت کو مشکور کرے۔ بلفظہ کلام المبین صفحہ ۱۲۵

اس کے خلاف انکا فتوے ملاحظہ ہو۔ جو اربعین کے صفحہ ۳۳ پر ہے اور ترجمہ اس کا بالفاظ عبدالحق غزنوی حسب ذیل ہے۔

"ثناء اللہ کی تفسیر سلف کے طریقہ پر نہیں۔ بلکہ معتزلیوں کی روش پر ہے۔ اور اس کا قواعد محدثین کے طریقہ پر نہیں۔ بلکہ جمہور گمراہوں سے ہے"

بلفظہ تشحیذ [illegible] ضمیمہ صفحہ ۲

علمائے اہل حدیث کی ایمانداری کے نمونے

اسی ضمن یعنی فتوے اربعین مشتہرہ غزنویان و الکلام المبین مؤلفہ ثناء اللہ میں ہم ایک دوسرا سلسلہ نمونتاً غیر مقلدین کی ایمانداری کا شروع کرتے ہیں۔ جو گذشتہ بیانات متضادہ سے بھی دلچسپ ہے۔ حافظ عبد المنان وزیر آبادی جو آج کل ایک فوجداری مقدمہ قابل شرم میں بوجہ اپنی شامت اعمالی یا نالائق اولاد کے گرفتار ہے۔ اربعین میں تفسیر مردودہ کی نسبت فتوے دیتا ہے۔ کہ

"میں نے تفسیر عربی ثناء اللہ امرتسری کی مواضع متعددہ سے سنی۔ اکثر تفسیر سلف صالحین وخیر القرون کے خلاف ہے۔ بلکہ اکثر موقع پر تفسیر بالرائے ہے۔ اہلحدیث کو اس تفسیر پر اعتبار نہ کرنا چاہئے۔

بلفظہ اربعین صفحہ ۱۸ مصنفہ غزنویان

یہی نابینا غیر مقلد ۱۶۔ اپریل ۱۹۰۸ء کے خط میں جو بنام ثناء اللہ لکھا ہے۔ اپنی ایمانداری کا ثبوت اس طرح دیتا ہے۔ کہ

"عزیزی ثناء اللہ! (اربعین میں) جس عبارت پر مجھ سے دستخط کروایا۔ وہ نہ میرے ہاتھ میں دی گئی نہ میرے پاس چھوڑی گئی۔ فقط قاری نے قرأت کرکے مجھ سے (انگوٹھا) نگوٹھہ

یا گلے میں رسی ڈال کر زبردستی جبراً (ناقل) دستخط کروالیا"

بلفظہ الکلام المبین بجواب اربعین مصنفہ ثناءاللہ (ص ۲)

اس سے بھی ترقی کرکے نابینا صاحب الٹا مفتیان اربعین پر یہ فتوے دیتے ہیں۔ کہ ایسے مفتیوں کو نہ خدا کا خوف ہے۔ نہ قیامت کا ڈر" فرماتے ہیں۔ کہ "میں نے اربعین غور سے پڑھی اور اس کا جواب (الکلام المبین) مصنفہ مولوی ثناء اللہ امرتسری بغور سنا تو معلوم ہوا کہ اربعین کے بہت سے اعتراضات بالکل بیجا اور فضول ہیں۔ اور اربعین کے مفتیوں نے تو غضب ہی کیا ہے کہ ایک اللہ کے بندہ مولوی ثناء اللہ کو اہل سنت سے تو کیا اسلام سے ہی خارج کر دیا۔ میرے نزدیک مولوی ثناء اللہ امرتسری پکا مسلمان اور اہلحدیث ہے" بلفظہ الکلام المبین صفحہ گویا جس تفسیر کو متعدد مواضع سے مسٹر نابینا صاحب نے یہ فتوے دیا تھا کہ "وہ خیر القرون کے خلاف اور تفسیر بالرائے ہے جس پر اہل حدیث کو اعتبار نہ کرنا چاہیے۔" ۱۱ اپریل کے خط میں اس کے متعدد مواضع سننے کا انکار کرکے دوسرا رنگ بدلا کہ قاری نے فقط قرآت کرکے مجھ سے اربعین پر دستخط کروا لیے۔ میرے ہاتھ میں نہ تحریر دی گئی اور نہ میرے پاس چھوڑی گئی۔" بھلا کوئی اس بھولے بادشاہ مدعی ما انا علیہ واصحابی سے پوچھے کہ تم اندھے ہو کر اس تحریر کو ہاتھ میں لیکر کیا کرتے اور اپنے پاس رکھ کر کیا بناتے۔ کیا قاری پر تمہارا انگوٹھا یا دستخط لینے کا انتظار کر دیتے تھے۔ یا نہ پڑھ کر تم سے دستخط کرائے تھے۔ اور

اگر وہ قاری ایسا ہی نامعتبر تہا۔ کہ کچہہ کا کچہہ مضمون سنا کر دستخط کرالے تو کونسا فرض فوت ہوا جاتا تہا۔ کہ تم کو اسی وقت اس پر دستخط کرنیکی جلدی پڑی؟ اس کو کہدیتے کہ استفتا اور تفسیر چہوڑ جاؤ میں تفسیر کے ساتھا استفتا کو ملا کر دیکہہ بہال کر اور تحقیق کے بعد فتوے دونگا مگر نہیں یہ سب باتیں نابینا صاحب کی محض بناوٹ سے ہیں۔ قاری آیا۔ تو اس کے لحاظ سے اس کے مطابق فتوے جڑ دیا جب شاگرد رشید سے ٹہوکا پایا۔ تو اس کو دلاسا دیدیا۔

سبحان اللہ۔ یہی شان علما رہے۔ کیوں نہ ہو۔ آخر۔ شر من تحت ادیم السماء کی تصدیق بہی انہیں وجودوں سے تو ہوتی ہے دیکہیے ابہی ابہی نہیں ہوئی۔ ہنوز ثناء اللہ کی خیانت اور علما کی دیانت کا پردہ فاش ہوتا ہے۔ کہ یہی نابینا صاحب ایک اشتہار مطبوعہ مورخہ ۷۔ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ بعنوان "البراءة الی اللہ من ضیع ثناء اللہ" ثناء اللہ کی خیانت اور اپنی دیانت کا حسب ذیل شائع کرتے ہیں

"برادران دین کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ اربعین پر جو کچہہ میں نے لکہا تہا وہ حق تہا میں اسی پر اب تک قائم ہوں۔ یعنے مولوی ثناء اللہ کی تفسیر القرآن کو اکثر جگہ تفسیر بالرائے اور مخالف تفسیر سلف صالحین کے سمجہتا جانتا ہوں۔ اور کلام المبین پر میرے نام سے جو مضمون لکہا گیا وہ سراسر میری عبارت ہے۔ اور نہ مضمون

حاشا و کلا بلکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریف
ہے ۔ اپنی طرف سے انہوں نے جو جی میں آیا ۔ بلا اجازت
میری لکھدیا ہے ۔ کلام المبین کے شائع ہوتے ہی میں نے
اپنی برات کا اشتہار دینا چاہا تھا ۔ مگر مولوی ثناء اللہ دو بار
میرے پاس آئے ۔ اور کہا میں ان سب باتوں سے رجوع
کرکے ان کی اصلاح کرونگا ۔ اور وہ تھے میرے شاگرد
پس ان کی لیت و لعل کی وجہ سے اظہار برات میں دیر کرتے
آیا ہوں ۔ چونکہ اب رجوع کی امید نہیں رہی لہذا مجبوراً اظہار
حق کو مقدم جان کر کلام المبین کی عبارت سے جو میرے نام
سے درج ہے برات کرکے تمام اہل سنت وجماعت کو مطلع
کرتا ہوں ۔ کہ مولوی ثناء اللہ نے کلام المبین میں نقل عبارات
میں ۔ جنکو تائیداً ذکر کیا ہے ۔ بہت جگہ خیانت کرکے
ناظرین کو دہوکہ دیا ہے "

بلفظہٖ بقدر الحاجۃ اشتہار مذکور مطبوعہ مطبع احمدی وزیرآباد
ناظرین ! ایں گل دیگر شگفت آخرکار وہی فتوے اربعین
والا ثناء اللہ کے خلاف برقرار رہا ۔ اور ثناء اللہ نے جو کچھ کلام المبین میں
تائیداً نابینا صاحب کا خط منقولہ صفحہ ۱۲ و دیگر مضمون منقولہ صفحہ ۷ رسالہ
ہذا اپنے فیور میں نقل کیا تھا ۔ وہ سب غلط اور خیانت ثنائی ظاہر ہوا
اور استاد نے شاگرد کو ناخلف ثابت کردیا ۔ لیکن کیا یہ سلسلہ ختم

ہونے والا ہے؟ ہرگز نہیں! آگے سنیئے کہ شاگرد ناخلف استاد کی تکذیب کرتا اور الکلام المبین والی ہنائی تائیدوں کو صحیح قرار دیتا ہے چنانچہ اپنے رسالے "فیصلہ آرہ" میں عجیب چالاکی سے جواب دیتا ہے۔ کہ

حافظ صاحب (عبد المنان) کے دستخط العین غزنویہ پہنچا مگر ان ہی بیانوں پر بھی ہیں۔ (الکلام المبین) والے مضمون کی تحریر معہ لفافہ سربمہر بندہ کے میرے پاس موجود ہے۔ جس کی نقل حسب ان حافظ صاحب مولوی عبد القادر مجھ سے گیا اور حافظ صاحب نے اس کی صحت کا اقرار کیا۔ مگر تعجب ہے۔ کہ حافظ صاحب نے کسی خاص وجہ سے خاندان غزنویہ کے فرستادہ مولوی فقیر اللہ پنجابی کے کہنے سننے سے بلکہ اسکے بتائے ہوئے مضمون سے اشتہار دیا۔ جس کی بابت میں نے اخبار اہلحدیث ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۰۵ء میں مجمل جواب لکھا تھا۔ اور مفصل جواب لکھنے کا میں نے وعدہ کیا تھا۔ مگر حافظ صاحب نے منصف کا تقرر تو منظور نہ کیا البتہ کئی ایک خط آپ کے آئے۔ جنمیں جواب دینے سے مجھکو سخت منع کیا۔ اس لیئے میں نے بھی خاموشی اختیار کی اب جبکہ میرے کئی ایک دوستوں نے مشورہ دیا کہ حضرت یہ سنت کی طرح بریت کرنی ضروری ہے اس لیئے

میں نے مناسب جانا کہ اشتہار مذکور کے متعلق اصلیت
کا اظہار بھی کر دوں۔ اتنے دنوں تک صرف حافظ صاحب کا
پاس ادب مانع رہا۔معلوم ہوتا ہے۔کہ اشتہار مذکور آپ نے
نہیں لکھایا۔بلکہ (بقول حکیم ابوتراب امرتسری۔ناقل) اشتہار
مذکور امرتسر سے بنکر معہ خرچہ ایک آدمی مولوی فقیر اللہ لیکر
گیا ہے۔" بلفظہٖ ملخصاً فیصلہ آرہ صفحہ ۱۶ تا ۴۶

دیکھئے! استاد تو اُدہر کہتا ہے۔کہ ثناء اللہ دو بار میرے پاس آیا اور
اپنے رجوع کا وعدہ کر گیا۔اس لئے میں نے الکلام المبین والی مندرجہ
تحریروں سے اظہار برات میں توقف کیا۔ادہر شاگرد لکھتا ہے کہ
استاد جی نے کئی خطوں کے ذریعے مجھے اس اشتہار کا جواب
دینے سے منع کیا۔اس لئے میں نے بھی خاموشی اختیار کی لیکن
کیا ایک صحیح الحواس انسان بشرطیکہ وہ اہلحدیث کا ایڈیٹر نہ ہو۔ان مختلف
اور متضاد بیانات کو صحیح تسلیم کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں! یہاں
طبعاً ایک سوال پیدا ہوتا ہے جس کا جواب ثناء اللہ کے ذمے ہے
جو چاہے وہ جواب دے۔ہمارا مدعا اس کے ہر ایک جواب سے ثابت
ہوگا۔انشاء اللہ۔ اور وہ **سوال** یہ ہے۔کہ عبد المنان بھی اہلحدیث
ہے۔اور تم بھی اہل حدیث ہو۔اور بقول تمہارے عبد المنان نے تمکو
پکا مسلمان۔اور اہلحدیث مان لیا ہے۔ایسا ہی تم نے بھی کہیں عبد المنان
کو اہل حدیث سے خارج نہیں کیا۔پس اس صورت میں بتاؤ کہ

تم دونوں میں جھوٹا کون ہے؟ مگر یاد رہے۔ کہ استاد کی تکذیب کرو گے۔ تو قسم کھا کر۔ باقرار صلح کرنا۔ اور اگر اپنے تئیں کاذب قرار دو گے تو چنداں مضائقہ نہیں۔ کیونکہ بقول خود تم پھر بھی متقی رہ سکتے ہو۔ اگرچہ کاذب متقی رہو۔ سوچ کر جواب دو؟

ناظرین! یہانتک تو آپ نے امرتسری کے استاد کی زبان سے امرتسری کا کاذب اور خائن ہونا معلوم کر لیا۔ اور ساتھ ہی علماء اہل حدیث کی ایمانداری کے مختلف نمونے بھی دیکھ لیئے اب تہوڑی سی تکلیف اور گوارا فرما کر امرتسری کے روحانی باپ بٹالوی کی شہادت فرزند کے اور روحانی فرزند کی گواہی باپ کے حق میں بھی ملاحظہ فرمالیں۔ جس سے دو گواہ امرتسری کی خیانت پر گذر کر اس کو پورا خائن ماننے میں پھر شبہ نہ رہے۔ کیونکہ دونوں گواہ اہلحدیث ہونے کے علاوہ امرتسری کے بزرگ اور واجب التعظیم بھی ہیں۔ ایک اُستاد دوسرا استاد الاستاد۔ بہرحال اب آپ سینئے کہ اربعین نمبر ۴ میں محمد حسین بٹالوی نے ثناء اللہ پر بالفاظ ذیل فتویٰ جڑا تھا

"خاکسار نے امرتسری کی تفسیر عربی جو درحقیقت۔ تحریف القرآن بالالحاد و الاعتزال والہذیان والبہتان ہے۔ اُن چہالیس مقامات سے جنمیں عبدالحق غزنوی نے رسالہ اربعین میں مفسر محرّف کا تعاقب کیا ہے۔ علاوہ براں اور پانچ باترتیب اور بلاترتیب بہت سے متفرق مقامات

سے بہ نظر غائر ملاحظہ کیا۔ کسی ایک مقام میں بھی مسمیٰ کو مطابق
اسم نہ پایا۔ اس کا مصنف اس تفسیر سراپا الحاد و تحریف
میں پورا مرزائی۔ پورا چکڑالوی اور چھپٹا ہوا نیچری ہے۔ اس کا
اہل حدیث کہلانا۔ اور اپنے مطبع اور رسالہ عقائد و اخبار کا
نام اہلحدیث رکھنا۔ محض ابلہ فریبی اور دھوکہ دہی
ہے۔ جس سے اس کی غرض جہلائے اہل حدیث کو اپنے
دام میں لانا۔ اور ان کا مال مارنا اور ٹکے کمانا ہے حدیث
کا یہ شخص در پردہ منکر ہے۔ قرآن کی تفسیر رائے
سے کرتا ہے۔" بلفظہٖ ملخصاً اربعین صفحہ ۲۶

اس فتوے میں بٹالوی کا صاف بالتصریح اقرار ہے۔ کہ اربعین کے
چالیس مقامات تفسیر کے ساتھ ملا کر دیکھنے سے اربعین کی تصدیق
ہوتی ہے۔ اور تفسیر کی تکذیب۔ بلکہ چالیس سے بھی زائد مقامات روحانی
فرزند کی نالائقیوں کے پدر بزرگوار کو نظر آئے یہ تحریر تو بانیان اربعین
کے لئے تھی۔ اب خلف رشید کے نام ابو سعید کا پیام اس کے
خلاف دوسرے رنگ میں پہنچتا ہے۔ جس کو کلام المبین میں بہ شہادت
تین گواہان کے شائع کیا ہے۔ چنانچہ بٹالوی کہتا ہے۔ کہ
"میں نے کلام المبین فی جواب الاربعین کو دیکھا۔ کچھ شک
نہیں کہ اربعین کے اعتراضات کے جوابات مصنف نے
دیدیئے ہیں۔ اور اربعین کے مصنفوں کے تعاقبات سے

مصنف (ثناء اللہ) **چھوٹ گیا** گواہ شد

خواجہ حبیب اللہ و حکیم محمد الدین امرتسری و مولوی اللہ دتا

سہیل بلفظہٖ کلام المبین صفحہ ۱۳۰

لیجئے۔ جو تفسیر بموجب تعاقبات اربعین۔ سراپا الحاد و تحریف بٹالوی صاحب نے بنظر غائر دیکھکر قرار دی تھی۔ اور مفسر کو محرف دھریہ ایو چکڑالوی۔ نیچری ہونے کا فتوائے عطا فرمایا تھا۔ اب وہ تمام تعاقبات سے بری ہو کر خاصہ غیر مقلد کا غیر مقلد ہو گیا۔ اور اربعین بہ غلطبولہ کے مطابق ہی بٹالوی فتوٰے مرتب ہوا تھا۔ جو خود ہی کان لم یکن کا مصداق ہو گیا۔ اب بٹالوی صاحب کا بیان ملاحظہ فرمائیے۔ جو اپنے روحانی فرزند امرتسری کی **خیانت** مندرجہ کلام المبین کا پردہ دراور علماء اہل حدیث کی دیانت کا مزید نمونہ ہے۔ بٹالوی نے ایک بارہ صفحہ کا **الٹی میٹم** مطبوعہ خادم پنجاب امرتسر بنام ثناء اللہ شائع کیا۔ جسمیں ناخلف روحانی فرزند کو خطاب کرکے لکھتا ہے۔ کہ

"اے عزیز (خائن و بے تمیز۔ ناقل) تم نے میری نسبت یہ چھاپ دیا ہے۔ کہ میں نے الکلام المبین کو کافی جواب اربعین تسلیم کیا ہے۔ اور اس کے الزامات۔ سے تمہارا چھوٹ جانا مان لیا ہے جس پر مثل دروغگو بیم بر روئے **تو** پوری صادق آتی ہے۔ کیونکہ اسمیں ایک حصہ میری تقریر کا ہے لیا۔ اور باقی **حصوں** کو جنمیں تمہارے اہل حدیث

ہونے کی نفی نکلتی تھی چھوڑ دیا۔ اور نقل کلام میں سرقہ کیا۔ بلفظہٖ ملخصاً ص ۶ و ۷

کہئیے ناظرین۔ اب تو فیصلہ ہو گیا۔ کہ ثناء اللہ بڑا خائن اور مفتری اور سارق ہے۔ کہ حسب منشا رخود دوسرے لوگوں کے مضامین میں تحریف کر کے اپنا اُلّو سیدھا کرنا چاہتا ہے۔ اب ثناء اللہ ہداہ اللہ سے ہم پوچھتے ہیں کہ باپ بیٹے میں سے جھوٹا کون ہے۔ باپ یا بیٹا؟ ہنوز یہ قصہ شیطان کی آنت سے بھی لمبا چلا جا رہا ہے ختم نہیں ہوا۔ اور پیش گوئی مندرجہ رسالہ ہذا کہ "علماء میں سے ہی فتنے نکلیں گے۔ اور انہیں میں لوٹ جائیں گے" یہ فتنہ غزنویہ و ثنائیہ علمائے حال میں سے ہی بذریعہ اربعین نکلا۔ اور ان ہی علماء میں بذریعہ فیصلہ آرہ لوٹ کر داخل ہو گیا۔ الا اس کی کچھ شاخیں جو پھیل گئی تھیں وہ شیاطین کے ہاتھ میں رہیں۔ جس سے بدبودار گلدستے تیار ہو کر غیر مقلدین کے آرائش محافل ہوتے رہے۔ اور آخر کار ۲۴ اپریل ۱۹۱۲ء کو قضیہ ثنائیہ و بٹالویہ گویا ایک شاخ کا فیصلہ ہو کر یہ فتنہ بھی دونوں میں لوٹ کر داخل ہونے لگا جیسا کہ معاہدہ ذیل سے ثابت ہے۔ جس کو باپ بیٹے نے سیالکوٹ میں بیٹھکر تحریر کیا۔ ۲۹۔ اپریل ۱۹۱۲ء کی اخبار اہلحدیث میں شائع ہوا۔

"معاہدہ مصالحت" آج ۲۴۔ اپریل ۱۹۱۲ء کو مولوی ابو سعید محمد حسین و مولوی ثناء اللہ کے فیمابین جو ملال تھا

وہ رفع ہو کر فریقین نے باہم صفائے قلبی سے ایک
دوسرے سے معافی مانگ لی ہے۔ اور یہ فیصلہ قرار پایا ہی
کہ رسالہ اتباع سلف مصنفہ مولوی ثناء اللہ کا جواب منجانب
مولوی محمد حسین جو غیر شائع ہے۔ مولوی (محمد حسین) صاحب
اس کو شائع کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ صفحہ اول پر یہ عبارت
لکھدی جائے کہ جو جو الفاظ درشت اور دل آزار رسالہ ہذا
میں (ثناء اللہ کی نسبت) پائے جائیں ان سب کو مصنف
(محمد حسین) نے واپس لیا ہے۔ یہ معاہدہ رسالہ جواب اتباع سلف
و اخبار اہل حدیث میں شائع کیا جاوے۔ ۲۴۔ اپریل۔ العبد
محمد حسین و ثناء اللہ۔ گواہان احمد دین و ابراہیم سیالکوٹی۔
مصدقین سلطان محمد بیرسٹر و حکیم خدا بخش۔ گواہ تصدیق
مولوی غلام محمد۔ ہوشیارپوری۔ بلفظہ ملخصاً ص ۱۰

مماثلت یہود و نصاریٰ کا ایک اور ثبوت

صلحنامہ بتا رہا ہے۔ کہ باپ بیٹے میں جو ملال تھا۔ وہ رفع ہو کر دلی
صفائی کے ساتھ ایک دوسرے سے معافی ہو چکی ہے۔ مگر ہم نے
اس معاہدہ کو دیکھکر ہرگز یقین نہیں کیا۔ کہ ایسا ہو گیا ہو۔ کیونکہ حسب
پیشگوئی مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم مندرجہ رسالہ احمدی نمبر اول

جبکہ یہ لوگ مثیل یہود و نصارے ہیں۔ تو کیونکر ممکن ہے۔ کہ اصیل کے خلاف مثیل کا طرز عمل ہو۔ اور اصیل یہود و نصارے کی باہمی عداوت و بغض قرآن شریف میں منصوص ہے۔ کما قال اللہ تبارک و تعالے۔ و اغرینا بینہم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیمۃ۔ یعنے بوجہ ان کی بد اعمالی کے خدا نے یہود و نصارے یا یہود ہی کے درمیان عداوت و بغض قیامت تک کے لیے ڈال دیا ہے۔ پس اسی طرح مثیل یہود میں بھی ہونا ضروری ہے۔ سو یہ اس قدر ظاہر ہے کہ بدیہات سے بھی بڑھ کر جو عداوت آج باہمی مقلدین و غیر مقلدین کی اور پھر مقلدین کی مقلدین سے اور غیر مقلدین کی غیر مقلدین سے ہے۔ وہ مخالفین اسلام کبھی پوشیدہ نہیں۔ گذشتہ اقتباسات اس کا کافی ثبوت ہیں۔ کہ ان میں کسقدر باہمی دشمنی ہے۔ مزید تائید میں ہم ایک دو اور غیر مقلد گواہ پیش کرتے ہیں۔

جس فاغرینا بینہم العداوۃ کا پورا جلوہ نظر آجائے۔ ذرا اعتصام اشتہار یوسفی مندرجہ اہل حدیث مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۱۱ء کے الفاظ ذیل میں لو حافظ محمد یوسف کو سلسلہ عالیہ کے ممبر خوب جانتے ہیں جس نے اخفائے شہادت بمقابلہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا تھا اور اس کا ذکر کئی تصانیف مبارکہ حضرت اقدس میں ہے۔ یہ شخص اہل ثنائی پارٹی میں داخل اور غزنوی جتھہ سے روگرداں ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ

"آج کل جو ہماری جماعت اہل حدیث کا انتشار ہے

وہ سب کو معلوم ہے۔ کسقدر باعث شرم ہے
(شرم والوں کے لیئے نہ کہ آپکے۔ ناقل) چھوٹی چھوٹی قومیں یہاں تک
کہ چوہڑے چمار بھی اپنی اپنی پنچایتیں رکھتے ہیں۔ مگر ہم اہلحدیث
کی کوئی پنچایت نہیں ہے۔ یہی (اشتر بے مہار ہوکر امام الوقت
سے انکار کرنے کی۔ ناقل) وجہ ہے۔ کہ ہماری **جماعت**
میں اتفاق نہیں۔ بلفظہٖ بقدر الحاجۃ صفحہ اول کالم اول
اس پر امرتسری خبیث ایڈیٹر اہل حدیث کی تصدیق چاہو۔ تو وہ بھی اسی
ہر فہر اشتہار پر بدیں الفاظ موجود ہے کہ

"افسوس ہے۔ خصوصاً علمائے کرام اتفاق فوائد سے بیخبر ہیں۔
خدا معلوم ان کو ہر ایک بات میں علیحدگی کا سبق کس نے پڑھا دیا۔"
مماثلت یہود کا خود امرتسری یہودی کا زبانی اقبال سننے کے اگر آپ شائق
ہیں۔ تو وہ بھی حاضر ہے۔ سنیئے خود امرتسری اپنی ذات کو معہ اپنے ہم
مذہب علماء کے اس آیت کا جو یہود بے بہبود کے حق میں قرآن مجید
میں نازل ہوئی مصداق قرار دے کر ابو حمید بنارسی کے ایک مضمون قابل
توجہ جماعت اہل حدیث " پر اظہار رائے کرتا ہے کہ۔

"یہ سب باتیں (مندرجہ مضمون) موخر ہیں۔ مقدم یہ ہے
کہ علمائے کرام باہمی متفق ہوں یہاں تو یہ حال ہے کہ ایک
فریق دوسرے فریق کے ساتھ جائز کاموں میں بھی شریک
نہیں ہوتے۔ جو آیت یہودیوں کے حق میں تھی تحسبہم جمیعا

"وقلوبھم شتی وہی ہمارے حقیقی تابے"

بلفظہٖ اہلحدیث مورخہ ۲۱ ستمبر سنہ ۱۹۰۹ صفحہ ۶

اب تو اقبالی ڈگری مماثلت بہ یہود کی ثناء اللہ کے حقیقی کرنے کے ہم مجاز ہو گئے یا نہیں؟ اگر کچھہ کسر باقی ہو۔ تو آگے چل کر وہ بھی نکال دیتے ہیں۔ اور سلسلہ عالیہ کے ایک سخت دشمن کی شہادت مماثلت بہ یہود کے متعلق پیش کرتے ہیں۔

مولوی انشاء اللہ ایڈیٹر اخبار وطن زمانہ حال کا مفسر اپنے اخبار مورخہ ۵۔ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء کے کالم دوم صفحہ ۱۱ میں تفسیر القرآن کرتے ہوئے۔ لکھتا ہے۔ کہ

"بدنصیبی سے جو حال یہود کا آج سے تیرہ سو سال قبل تھا تقریباً وہی آج مسلمانوں کا ہے۔ عوام کالانعام کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ خود مقتدر و مقتدائے قوم طبقہ مسلمانوں کا بھی فقہ اور فروعی تنازعات پر مٹا ہوا ہے۔ اکثر ہمارے علماء کی سعی و ہمت جدہر زیادہ ہونی چاہئے۔ کم ہے اور جدہر کم ہونی چاہیئے زیادہ ہے۔ کورانہ تقلید عام ہو گئی ہے۔ ادہر ایک بلکہ علماء کا طبقہ بھی یہی کہتا سنائی دیتا ہے کہ جو کچھہ اسلاف لکھہ گئے وہ ہمارے لیئے بس ہے۔ شریعت ختم ہے۔ آزار اسلاف پر یہی عذر یہود کا تھا جب ان کا زمانہ گیا۔ تو پھر ہم مسلمانوں کا کیونکر بذیرا ہو سکتا ہے۔

پس انہی وجوہات پر ہم اس مصالحت ثنائی و بٹالوی کے قائل نہ ہوتے تھے۔ کیونکہ بقبیل یہود کا باہمی صفائی قلب سے ملجانا مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی تکذیب کرتا ہے۔ جو ناممکن ہے۔ سو الحمد للہ کہ ہمارا خیال صحیح نکلا۔ اور اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۰ جون ۱۹۱۱ء کے صفحہ ۲ پر ہم نے حسب ذیل خبر پڑھ لی کہ باپ بیٹا دونوں نے عہد را بشکست ڈیپاں نیز ہم پر عمل کر کے صداقت حدیث مماثلت بہ یہود والی کی ذرا ذرا بذرا یع دکھادی چنانچہ امرتسری کذاب لکھتا ہے۔ کہ

"اب ذرا میں ایک واقعہ **قابل افسوس** ظاہر کر کے اعیان اہلحدیث کی توجہ چاہتا ہوں۔ سیالکوٹ میں بموجودگی حافظ عبد المنان وزیر آبادی و مولوی ابراہیم سیالکوٹی وغیرہ وغیرہ مجمع میں اور مولوی محمد حسین میں مصالحت ہو کر اقرار نامہ ہوا۔ (جسمیں) یہ بھی تھا۔ کہ اس رسالہ نصیحت نامہ میں جو الفاظ سخت ہیں مصنف نے ان کو واپس لیا ہے۔ یہ بھی تھا۔ کہ رسالہ جب شائع ہو۔ تو یہ اقرار نامہ اس کے ساتھ لگایا جاوے۔ بزرگان قوم اہلحدیث کسقدر افسوس کے ساتھ سنینگے۔ کہ رسالہ مذکور **شایع ہو گیا۔** مگر اقرار نامہ اس کے **ساتھ نہ لگایا۔** بزرگان قوم حدیث ذیل کے معنی ہی آپ بتلا سکتے ہیں۔ جس کے الفاظ طیبہ یہ ہیں **اذا وعد اخلف**" (یعنے منافق کی علامت ہے وعدہ کر کے وفا نہ کرے) (بلفظہ صفحہ ۲ کالم اول)

العظمت للّٰہ کیسی عبرتناک حالت ہے ان علمائے حال کی
پھر اس پر ان کے یہ دعوے کہ ہم ناجی ہیں ہم اہل حدیث ہیں۔ ہم تابع
رسول ہیں۔ ہم مصلح قوم ہیں۔ ہم مسلمان ہیں۔ اگر یہی مسلمانی ہے۔ اور
یہی نجات و اصلاح کے طریقے ہیں۔ تو خدا دشمنوں کو بھی اس سے بچاوے
باپ بیٹے کا معاہدہ شرعی ہوتا ہے۔ مگر ایک مہینہ بھی قائم نہیں رہتا
کہ جانبین سے الٹی میٹم ہو کر جنگ شروع ہو جاتی ہے۔ باپ بیٹے
کو کہتا ہے۔ کہ یہ وعدہ خلافی کرتا ہے۔ اس لئے **منافق** ہے
اہل حدیث ۲۵۔ اپریل سنہ صفحہ ۹ اور ناخلف بیوفا شوخ لڑکا اپنے
بوڑھے روحانی باپ سے بیوفائی کر کے گستاخی اور بے ادبی سے
اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۲ صفحہ ۱۶۰ تمام تعلقات پدری بزرگی و استادی لاٹی کو بالائے طاق رکھ کر
مظلوم عاجز در رسیدہ پدر بزرگوار کو منافق لکھتا ہے" الحدیث
۱۶جون سنہ ۱۹ صفحہ ۱۳ اور لطف یہ کہ دونوں اہل حدیث ہیں۔ ثناء اللہ
کے ایک اور محسن اور استاد مولوی احمد اللہ امرتسری غیر مقلد اول نور العین
میں بیان خاطر غزنویان ثنائی لغویات پر حسب ذیل فتوے دیتے
ہیں۔ کہ

"ثناء اللہ کی دونوں تفسیریں عربی و اردو اور ترک اسلام اور اس کا
مناظرہ اور آیات متشابہات کا دیکھنا۔ اور پاس رکھنا **ناجائز**
ہے۔ بلکہ جو شخص ان کتابوں کے رد پر قادر نہ ہو۔ وہ ان کو
جہاں پاوے جلا دیوے نابود کر دیوے۔ بلفظہ اربعین صفحہ ۳۲

اس کے خلاف جب ثناء اللہ سے ملتے ہیں۔ تو اپنی مسجد میں امام جمعہ بنا کر اس کی اقتدا کرتے ہیں۔ اور بعد نماز بالفاظ ثناء اللہ یہ فرماتے ہیں۔ کہ

"ہم تو مولوی ثناء اللہ کو اپنے سے خارج جانتے تھے۔ مگر علمائے آرہ نے جو علم و فضل دیانت و تقوے[ملہ] میں سب سے بڑے ہوئے ہیں۔ فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ ثناء اللہ کی چودہ غلطیاں ہیں۔ مگر ان کی وجہ سے وہ خارج (از اہلحدیث) نہیں اس لیے ہم بھی منظور کرتے ہیں"۔ بلفظہٖ اہلحدیث مورخہ ۸۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء

اس پر غزنوی جرگہ نے برافروختہ ہو کر ۲۹۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء کے اشتہار میں ابوعبید احمد اللہ صاحب مذکور کے حق میں یہ شائع کیا۔ کہ

"افسوس مولوی احمد اللہ نااہل مشیروں اور جاہل ہمنشینوں کی تلقین سے کیسی غلط کاریاں کرتے رہتے ہیں۔ کہ جس سے آخر کو انہیں ناحق خجالت و ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔ حذا حذا کرتے چند روز سے اشتہاروں کی ہبیز اڑنی بند ہو گئی تھیں۔ مگر احمد اللہ کی بدولت پھر شروع ہو گئیں (یعنی علماء کی بدولت ایک فتنہ نکلا تھا۔ جو چند روز رہ کر پھر انہیں ہی غائب ہو گیا۔ احمد اللہ عالم کی بدولت پھر دوسرا فتنہ شروع ہوا۔ جو آخر وہ بھی لوٹ کر انہیں میں گھس گیا۔ ناقل)

پیارے ناظرین اس بخیر منتہی قصہ کو بھی ہم زیادہ لکھنا نہیں چاہتے

[ملہ] ان کی دیانت و تقوے ثنائی قلم سے صفحہ ۱۶ رسالہ ہذا پر جلی قلم سے ملاحظہ کرو۔ احمدی

جس قدر علمائے اہل حدیث کی دورنگی ہم نے دکھلادی ہے۔ وہ سلیم الفطرت انسان کو اس نتیجہ پر پہنچنے کے لیئے کافی ہے کہ لاریب علماؤہم شرمن تحت ادیم السماء کے مصداق آج کل کے علماء عموماً اور علماء غیر مقلد خصوصاً ہیں۔ اور جو عالم اور مولوی کہلا کر جھوٹے فتوے دیتے اور ہر ایک کی پاسداری کرتے اور دونوں جانب ٹانگیں لٹکاتے ہیں۔ کیا وہ راستبازوں کی جماعت میں داخل ہو سکتے ہیں۔ آپ نے خوب دیکھ لیا۔ کہ کس کس طرح ان علمائے حال نے اقرار اور انکار شائع کئے ہیں نہ خدا کے لیئے جنا اور نہ خدا کے لیئے موافقت۔ نفسانیت اور دھڑہ بندی سے دوستی اور دشمنی ہے۔ سے غرض کی تو اضع غرض کی مدارات حیف ہے اس مولویت پر اور تف ہے۔ ایسے تقوے پر کہ بوجہ انسانی پاسداری کے حقگوئی سے رک جاویں اور منافقانہ دونوں جانب ہاتھ ملاتے رہیں۔ ہم امرتسری اشہر الناس سے پوچھتے ہیں۔ کہ یہی وہ تیرے اہل حدیث علماء ہیں۔ جو ما انا علیہ و اصحابی کے مدعی اور جنت کے ٹھیکیدار ہیں۔ شرم اور غیرت ہے۔ تو ذرا جواب تو دے۔ کہ جن علماء کی تعریف تونے حسب ذیل کی ہے۔ کہ

"خاندان غزنویہ نے میری بدنامی کے لیئے اربعین شائع کردیا جسمیں جوجی چاہا کہا اور مجھ پر بہتان لگائے۔ نہ خود ہی بلکہ دیگر علمائے کرام سے بھی کسی کو دھوکہ دے کر کسی پر دباؤ ڈال کر دستخط حاصل کیا گیا" صفحہ حف

"خاندان غزنویہ کی طرف سے) مفتیان فتوے کو خطوط میں تاکید کی جاتی تھی۔ کہ ثناء اللہ اور اس کے کسی متعلق کو اس کی مہر نہ ہونی چاہیے جس کی تعمیل ہمارے مفتیوں نے پوری پوری کی اور کسی کے دل میں اس ظلم کا خیال نہ آیا" صفحہ ۶
"جو بقول شما مصداق آیت تخلف من بعدہم خلف" کے ہیں۔ صفحہ ۴۲۔ جو بقول بٹالوی "وہ علوم ادبیہ معانی بیان وغیرہ سے بالکل خالی ہیں حتی کہ صرف ونحو بھی نہیں جانتے" صفحہ ۴۳۔ "جو اپنے دستخطوں کی بے جا پچ کرتے ہوں" صفحہ ۵۵
"وہ جو یہ معلوم کرکے کہ یہ فتوے تو ہمارے اپنے آدمی پر پہنچتا ہے۔ فتوے میں ترمیم و تخفیف بھی کر دیتے ہوں" صفحہ ۷۰ "وہ جنہوں نے "اپنی تمام عمر ۵۵ سالہ میں (اہلحدیث بن کر صرف ناقل) بدگمانی کا سبق حفظ کیا ہو۔ کہ جہاں تک ہو سکے کسی مشہور آدمی کو بدنام کرکے کار برآری کریں" (جنہوں نے اپنے بھائی اہل حدیث) محمد حسین بٹالوی کو نیچری بنایا ہو۔ مولوی غلام علی امرتسری کو ملحد کہا ہو۔ پھر احمد اللہ امرتسری پر ہاتھ صاف کیا ہو۔ صفحہ ۱۰۴۔ جو بزعم تمہارے ایک غلط فتوے لکھ کر یہ فرمائیں کہ "یہ تحریر تو میں نے مصلحتاً لکھی تھی کہ ثناء اللہ کو دکھا کر دھمکا دینا۔ بلکہ یہ فرمایا کہ بندوق بھر کر ایک احمق کے کاندھے پر دھمکا نیکو رکھی تھی جو (غزنوی)

احمق کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ جو رسالہ پر رائے دینے
کا وعدہ کر کے ایفا نہ کریں۔ اور اپنے پہلے دستخطوں اور برادری
کی پیچ سے چپ رہیں۔ صفحہ ۱۳۴۔ جن علما کا بقول تمہارے
یہ حال ہو۔ کہ وہ فتوے بازی میں جلدی کریں۔ اور لحاظ ملاحظہ
کو مدار فتوے جانتے ہوں۔ جو غزنوی کے خط لکھنے پر معمولی
لغزش پر الحاد و بے دینی کا فتوے دیتے ہوں صفحہ ۱۴۲
وہ جو گروہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا ایک مجسم عضب ہو اور اسکے
پاس کفر کے انبار بھرے پڑے ہوں۔ اور جوش (نفسانیت
سے) ایک ہم مذہب کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتے
ہوں صفحہ ۱۶۷ وغیرہ الکلام المبین بجواب اربعین
یہی علمائے ربانی ستون دین اور وارث ختم المرسلین ہیں؟ ثناء اللہ
سوچکر جواب دے؟ اور اپنی دوسری کرتوت ذیل کو بھی دیکھکر
شرماوے۔ جو انتقامی جوش میں بقول اپنے مذہبی بھائی کے عبد الجبار
غزنوی پر فتوے لاثانی جاری کر کے شائع کیا ہے۔
ناظرین! ثناء اللہ نے بامداد حافظ محمد یوسف غیر مقلد کی اربعین
والا بدلہ غزنوی جماعت پر انہیں اربعین والے مولویوں کی قلم سے
فتوائے کفر و اعتزال و الحاد لگوا کر لیا جو بنام فتوے لاثانی بر عدم ظلم
ربانی عبد الجبار غزنوی کے خلاف مطبع ارڈر بخش امرتسر میں باہ نومبر ۱۹۰۶ء
منجانب محمد یوسف پنشنر طبع کرا کے شائع کیا۔ اس فتوی کی بنا بقول

مشتہر یہ ہے کہ۔

"مولوی عبد الجبار غزنوی کا یہ عقیدہ ہے کہ خداوند اگر مطیعوں کو جنت میں اور عاصیوں کو جہنم میں داخل کرے تو ظالم ہے چونکہ یہ اعتقادی مسئلہ خدا کی صفات کے متعلق تھا اس لئے علماء سے اُس کے متعلق بذریعہ اخبار اہلِ حدیث ۱۷ اگست ۱۹۰۶ء دریافت کیا مولوی عبد الجبار نے علماء کو جواب دینے سے روکا مگر دیانتدار علماء نہ رُکے اور جواب دیئے جو ناظرین کی خدمت میں پیش ہیں ÷ فتویٰ لاثانی صفحہ ۹

یہ وہی دیانتدار علماء ہیں جنکی تعریف ثناءاللہ نے یہ کی ہے کہ فتوے بازی میں جلدی کرتے اور لحاظ ملاخطہ کو مدار فتویٰ جانتے ہیں۔ کلام المبین صفحہ ۱۴۲۔ اور عبد الحق غیر مقلد شاگرد غزنویان نے جن کی شان میں فرمایا ہے کہ فتوے لاثانی کے مفتیوں پر سخت افسوس ہے جنھوں نے بلا تحقیق و تفتیش اس (عقیدہ جباری) کو خلاف اہلِ سنت والجماعت لکھا ہے خدانخواستہ ان بزرگانِ قوم کا اگر یہی حال رہا تو مذہب اہلِ سنت و اہلِ حدیث کا ہندمیں خاتمہ ہی سمجھو۔ رسالہ تنزیہ رب الارباب صفحہ ۵۴۔ انھیں دیانتدار علماء نے فتویٰ لاثانی میں عبد الجبار غزنوی کو ملحد وغیرہ خطاب بخشے ہیں اللّٰھم زد فزد۔ اور سب سے

اول نمبر پر ثناء اللہ نے عبدالجبار پر حسب ذیل فتویٰ دیا ہے کہ۔

اوست سلطان ہر چہ خواہد او کند عالمی را در دمی ویران کند

لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون اسکی شان ہے

ان وجوہ سے مولوی (عبدالجبار) صاحب مذکور کا

قول غلط ہے انکو اس سے رجوع کرنا چاہیئے بلفظہ

فتویٰ لاثانی صفحہ ۳

اس کے جواب میں غزنویوں کی طرف سے تنزیہ رب الارباب نام ایک رسالہ مطبع انوار الاسلام امرتسر میں طبع ہو کر شایع ہوا جسمیں ثناء اللہ کے رسالہ تزکیہ اسلام سے ایسا ہی ثنائی عقیدہ نکال کر اپنا بدلہ لے لیا اور فتویٰ لاثانی کے لفظوں سے بڑھکر معتزلی و سفلہ و خارجی۔ گندہ۔ مرتد۔ کافر وغیرہ کے ٹائٹل ثناء اللہ کو بخشتے ہیں۔ اب ذرا ثنائی اور جباری عقائد کو ملاحظہ کر لیجئے جن پر فتویٰ بازیاں ہوئی ہیں دونوں کے قول بالمقابل لکھدیئے ہیں *

جباری قول

اگر اللہ عزوجل انبیا و صدیقین کو دوزخ میں رکھے اور ابلیس و شیاطین کو بہشت دیوے تو یہ اللہ عزوجل کی عدالت

ثنائی قول

ہم دیکھتے ہیں۔ کہ سخت دل سے سخت دل آقا جو بڑا کنجوس اور نامہربان ہو۔ وہ بھی اپنے نوکر سے جس کا اخلاص اس کو کامل طرح معلوم ہو۔ تو یہ عاجزی پر

و حکمت کا خلاف اور مستلزم ظلم کا ہے۔ جس سے رب العزت پاک اور منزہ ہے۔''

بلفظہٖ فتوے لا ثانی زیر عنوان عبد الجبار کی کذب بیانی صفحہ ۱۳۱

خطا معاف کر دیتا ہے لیکن خداوند تعالیٰ عزاسمہٗ جو بندے کے اخلاص سے پورا آگاہ ہے۔ وہ نہ بخشے تو سچ سمجھو کہ ہمارے بنئے بقالوں سے بڑھ کر کنجوس اور سخت دل ہوگا۔ مختصر یہ کہ خداوند تعالیٰ جو بڑا منصف اور عادل ہے مخلص کی توبہ فوراً قبول کرتا ہے۔ اگر ایسا نہ کرے تو منصف اور عادل نہیں۔''

ملخصاً ترک اسلام صفحہ ۱۳۳ مطبوعہ بار دوم اپریل ۱۹۰۴ء

ان ہر دو بیانات میں قابل غور جن پر فتوے لگایا گیا ہے۔ دو فقرے ہیں عبد الجبار کہتا ہے۔ کہ کفار کو جنت میں اور انبیاء کو معاذ اللہ دوزخ میں رکھنے سے خدا تعالیٰ کی عدالت و حکمت پر الزام ہے۔ اور یہ مستلزم ظلم کا ہے۔ اور ثنائی فقرہ یہ ہے کہ اگر خداوند تعالیٰ نے مخلص کی توبہ قبول نہ کرے۔ تو منصف و عادل نہیں'' جباری عقیدہ سے اگر رجوع لازم ہے۔ اس لئے۔ کہ ہو اوست سلطان ہرچہ خواہد آن کند۔ تو ثنائی قول سے بھی اسی بنا پر رجوع لازم ہے کیونکہ لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون اس کی شان ہے جباری عقیدہ میں مستلزم ظلم کا اقرار ہے تو ثنائی میں بھی خدائی انصاف عدل سے صراحتاً انکار ہے پس فتوی لا ثانی

دونوں کے حق میں یکساں برقرار ہے۔ ورنہ ثناء اللہ بتا دے۔ کہ جو منصف و عادل نہیں وہ ظالم کہلائیگا۔ یا کچھ اور۔ ہاں سے بے حیا باش و ہرچہ خواہی کو پر عمل کرے۔ تو دوسری بات ہے۔ اس قضیہ کو بھی ہم چھوڑتے ہیں۔ اور ایک دوسرا فتنہ جو مثیل یہود و نصاری کے درمیان اٹھا تھا۔ مختصر سناتے ہیں۔

بنام نہاد عبد اللہ ساکن دہلی پھاٹک حبش خان غیر مقلد کے ۲۶ جولائی سنہ ۱۹۰۶ کو ایک اشتہار علمائے غیر مقلدین کی طرف سے برخلاف حنفیوں کے طبع ہو کر شائع ہوا جسمیں اٹھارہ سوالات نامعقول بالفاظ ذیل پیش کر کے علماء حنفیہ سے جواب طلب کیئے گئے تھے۔ کہ

"بخدا میں حلف سے کہتا ہوں۔ کہ اہل حدیث کی برائی سنتے سنتے تنگ آگیا ہوں۔ تب ناچار ہو کر فقہ کی کتابوں میں سے چند قطرے نکال کر میں نے اپنی یادداشت بک کے شیشہ میں بھر لئے ہیں۔ اور اسمیں سے بالفعل ۱۸ قطرے تفریح کے طور پر ہدیہ ناظرین ہیں۔ اور فقیہ صاحبان سے عرض ہے۔ کہ چونکہ آپ اس کام کے مبصر ہیں۔ اور قرآن و حدیث کے عطر فروش سو براہ مہربانی مجھکو بھی تو بتا دیجئے۔ کہ یہ قرآن و حدیث کے کون کون سے پھول کا عطر ہے۔ اور اس کو ملاحظہ فرما کر مجھپر کسی قسم کی ناراضگی نہ فرمائیے گا۔ کیونکہ یہ جو کچھ ہے۔ آپ ہی کا خانہ ساز عطر ہے۔ میں تو صرف آپ کے عطر دان سے

نکال کر آپ کے لباس اور چہروں پر مل دینے والا ہوں"
بلفظہٖ عن موضع الحاجۃ (اور وہ مسائل یہ ہیں۔ ناقل)

۱۔ حنفیہ کے نزدیک سؤر کے بال سے نفع اٹھانا درست ہے۔ ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۳۹

۲۔ امام ابو یوسف کے نزدیک سور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے منیۃ المصلی صفحہ ۳۵

۳۔ حنفیہ کے نزدیک ماں بہن سے جماع کرنے سے حد زنا نہیں آتی۔ ہدایہ صفحہ ۴۹۱

۵۔ حنفیہ کے نزدیک مشت زنی سے تسکین شہوت کرنا گناہ نہیں قاضیخان جلد اول صفحہ ۱۰۰

۶۔ قرآن شریف شفا کے لیئے پیشانی پر خون اور پیشاب سے لکھنا جائز ہے۔ قاضیخان جلد ۴ صفحہ ۳۶۵

۷ حنفیہ کے نزدیک شراب جو اناج سے بنائی جائے حلال ہے۔ ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۴۸۰

۱۰۔ حنفیہ کے نزدیک عورت صغیرہ یا مردہ یا چارپایہ سے صحبت کرے اور انزال نہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ درمختار صفحہ ۲۴

۱۱ حنفیہ کے نزدیک خرچی رنڈی کی حلال ہے چلپی صفحہ ۸۶ ۳ شامی

۱۲۔ حنفیہ کے نزدیک کتے کی کھال کا ڈول اور جانماز درست ہے درمختار صفحہ ۲۰

۱۴۔ حنفیہ کے نزدیک رطوبت شرمگاہ عورت کی پاک ہے ایضاً ۱۶

۱۶۔ حنفیہ کے نزدیک اگر عورت کا خاوند ایک برس کی مسافت پر رہتا ہو۔ اور اس کی عورت چھ مہینے میں بچہ جنے۔ تو یہ بچہ اس خاوند ہی کا ہے۔ غایۃ الاوطار جلد ۲ صفحہ ۴۲۔

۱۷۔ حنفیہ کے نزدیک اگر کوئی اپنے ذکر پر کپڑا لپیٹ کر روزے کی حالت میں عورت سے جماع کرے۔ اگر کپڑا سخت ہے۔ تو روزے کی نہ قضا لازم ہے۔ نہ غسل۔

فتاوے برہنہ صفحہ ۱۸

۱۸۔ حنفیہ کے نزدیک کوئی شخص کسی عورت پر دعوے کرے۔ کہ یہ میری جورو ہے۔ اور جھوٹے گواہ پیش کرکے مقدمہ جیت لے۔ تو وہ عورت حلال ہے۔ خدا کے نزدیک بھی کچھ مواخذہ نہیں۔" ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۵" بلفظہ اشتہار مذکور کالم ۲

ناظرین! آپ نے یہ عطر مجموعہ تو جس کو غیر مقلد عطر فروش نے پیش کیا ہے۔ ملاحظہ فرمالیا۔ اب ذرا مقلد عطار کی دوکان سے بھی چند معجون جو غیر مقلدین کی صحت دماغی کے لیئے تیار ہوئے ہیں۔ دیکھ لیجئے۔ اور یہ بھی عرض کردیتا ہوں۔ کہ دوبارہ ایک دوسرے گلاب گندھی بھاگن داتا پور جھوٹے حنفی سچے غیر مقلد نے اس سڑے ہوئے متعفن مردود مجموعہ عطر کو امرتسری غیر مقلد کی دوکان میں رکھکر ۶۔ اپریل سنہ ۱۹ کے اخبار اہل حدیث کے ذریعہ دور تک انسانی دماغوں کو پریشان کیا ہے۔ جس کا علاج امرتسر کے ہی مقلدین نے فوری کردیا ہے

جو آگے آتا ہے۔ البتہ عبداللہ غیر مقلد دہلوی کے پُر از نجاست
اشتہار کے جوابات جو مقلدین کیجانب سے شائع ہوئے ہیں وہ
بھی تفنن طبع ناظرین کے واسطے ہم نقل کر دیتے۔ مگر رسالہ طویل
ہو گیا ہے۔ اس لیئے ان سب کو چھوڑ کر ہم امرتسری تاجران فقہ کے
وہ جواب جو ۶۔ اپریل سنہ ۱۹۱۶ء کے اہل حدیث کے متعلق شائع
ہوئے ہیں مختصراً نقل کر دیتے ہیں۔ پہلا جواب "غضب حق بر
جاہل مطلق" نام سے طبع ہوا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ
"ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ ۶۔ اپریل کے اخبار اہل حدیث میں
کسی غیر مقلد نے اپنے آپ کو حنفی ظاہر کر کے کچھ سوالات
کئے تھے۔ فرقہ غیر مقلدین کے اکثر افراد جس طرح کہ ایمان
سے بے بہرہ ہیں اسیطرح قرآن و حدیث فقہ و
اصول فقہ سے جاہل محض ہیں عقل کے اندھو اور اسلام
کے دشمنو! اگر عقل تمہاری دماغوں میں بارہ کوس کے فاصلہ
پر بھی ہوتی تو تم لوگ سمجھتے۔ کہ جس طرح امام بخاری کی
حدیث میں وطی فی الدبر کی اجازت پر تم لوگوں نے اس کی توجیہ
بیان کی تو کسی حنفی نے کیوں نہیں کہدیا۔ کہ غیر مقلدوں نے
تسلیم کر لیا۔ کہ فعل خلاف وضع فطری کی اجازت
بخاری میں موجود ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱

آگے چل کر اسی اشتہار کے صفحہ ۲ میں تین سوال مشتہر نے بغرض

حصول جواب علمائے اہل حدیث سے کئی ہیں۔ جنکا ذکر خالی از دلچسپی نہیں۔

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص بتہ منڈا حاصل کرنے کے لیئے سفر میں چلا گیا۔ اس کے بعد پسّو کے کاٹے سے اس کی زوجہ نے ایک بچہ جنا۔ اور وہ مولود مسعود سن شعور کو حاصل کرنے کے بعد علم و فضل سے بھی مزیّن ہو گیا۔ تو ایسا شخص مقتدائے قوم یا امام بن سکتا ہے۔ یا نہیں۔؟

(۲) چند ایسے اشخاص جو بچپن میں ناجائز امور کے مرتکب ہوں۔ اور ان کے استاد یا دوسرے دوست ان سے ناجائز افعال کے ارتکاب کے متہم ہو چکے ہوں۔ کیا ایسے اشخاص یا منجملہ ان کے کوئی شخص ادعائے نصرت اسلام میں صادق ہو سکتے ہیں۔ یا نہیں؟"

(۳) اگر کسی شخص کا نام ثناء اللہ ہے۔ وہ عالم و فاضل بھی ہو گیا۔ تو کیا یہ نام شرعاً جائز ہے۔ یا نہیں؟"

بلفظہ صفحہ ۴ اشتہار مذکور

آگے چل کر مشتہر مذکور مفتیان اربعین فرقہ وہابیہ کے علماء کی نسبت جنہوں نے ایک طرف فتوے دیا۔ دوسری جانب اس سے رجوع کیا۔ تحریر فرماتے ہیں۔ اپنے فرقے کی طرف غور کرو۔ کہ پہلے تو بلحاظ ملاحظہ بعض آکر کتابوں کے جلانے اور قسم قسم کے احکام صادر کئے گئے

مگر بعد ازاں مولوی ثناء اللہ نے اپنا الفاظ سے رجوع
کر لیا اور بعض نے تو اپنی بیوقوفی اور نادانی کا اقرار کیا کہ
غلام علی اور اسی (غیر مقلد ناقل) جماعت اقرار کر لیا ایسے
بلا سمجھے بوجھے پہلے کہدیا تھا۔ اب رجوع کرتے ہیں اپنی
تشہیر کرو" بلفظہ

آخر اشتہار میں الفاظ ذیل بحصہ فرقہ غیر مقلدین کا خاتمہ کیا ہے کہ
یہ فرقہ [illegible] سے [illegible] اور نا شائستہ
الفاظ کا [illegible] ہے اور ان غیر مقلدوں میں سے بعض
مردود [illegible] اولیاء اور بزرگان دین کو برا بھلا کہتے ہیں اور وقتوں
سے تو [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] زبان شیاطین
کی زبان درازی سے نہیں بچے تو ہم کیا رنج کرسکتے ہیں"
بلفظہ صفحہ ۲ اشتہار مذکور مطبوعہ خادم پنجاب پریس امرتسر

یہ فتنہ ابھی ختم نہیں ہوا کہ ایک اور اشتہار اسی محمد شاہ سابق مشتہر
کی جانب سے ۲۵ - جون ۱۹۰۶ء کو دو ورقہ شائع ہوا جس کی سرخی
وہی پہلی والی "غضب حق بر جاہل مطلق نمبر ۲" ہے۔ اس میں جہد
مشتہر نے اپنے اخلاق کا پہلے سے بھی بڑھ کر ثبوت دیا ہے۔ چنانچہ
لکھتا ہے۔ کہ

وہ ہمارے نامعلوم مخاطب ہی نہیں۔ بلکہ فرقہ تنویہ کے
جمیع افراد سخت پریشان ہیں میرے پہلے اشتہار

غضب حق کے جواب میں میرے نامعلوم مخاطب نے پھر بیچارے بھولے بھالے **علم الدین** کے نام پر ایک اشتہار شائع کیا ہے۔ ہم ایڈیٹر اہل حدیث ثناء اللہ پر افسوس کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے ہمارے دوستانہ مشورہ پر عمل نہ کیا۔ اور پھر اشتہار اپنے مطبع میں چھپوا دیا۔ کم از کم علم الدین سے حلفاً دریافت کر لیا ہوتا۔ تو ان کو معلوم ہو جاتا۔ کہ فی الاصل بیچارہ علم الدین نہیں لکھتا۔ بلکہ اور کوئی **نطفۂ ناتحقیق** لکھ رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بخاری کی حدیثوں سے جسقدر شراب پینے کی اجازت پائی جاتی ہے۔ اس سے زیادہ اس نے **پی لی ہے**۔ جس کے نشے میں وہ مضمون اشتہار لکھ رہا ہے۔ ملخصاً صفحہ ۱ و ۲ نیشنہ

اسی صفحہ میں آگے چل کر علم الدین مصنوعی مشتہر کو ایک واقعہ مندرجہ اشتہار کی بابت بالفاظ ذیل چیلنج دیتا ہے۔ کہ

"اگر تم فی الواقع پسرو کے کاٹھے سے پیدا نہیں ہو اور سچ مچ اپنے باپ کے بیٹے ہو۔ تو میرے اشتہار سے ثابت کردو۔ کہ میں نے ایسا لکھا ہے" صفحہ ۲ سطر ۱۸

پھر صفحہ ۳ پر علم الدین مصنوعی مشتہر کے اس سوال کا۔ کہ وہ کسی عورت سے ناجائز تعلق رکھنے والے کا کیا حکم ہے۔" یہ جواب دیا ہے کہ "جو شرعی طور پر ثابت ہوتے ہے ہمارے مذہب میں

زانی اور زانیہ کو سَو سَو دُرّہ مارنے کا حکم ہے۔ لیکن اگر کوئی زنا زادہ کسی پر افترا کرے۔ تو اسی ملعون کو سزا دینے کا حکم ہے۔ پھر تمہارے نزدیک ولد الحرام کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے۔ کیونکہ جس شخص کی پیدایش کو کٹڑہ مہان سنگھ و کٹڑہ اہلوالیان روغن منڈی وغیرہ کے باشندے جانتے ہوں۔ وہ شخص کس طرح امام بن سکتا ہے"

اسی صفحہ پر محمد شاہ مشتہر مکرر سوال نمبر ۲ مندرجہ صفحہ ۹۸ رسالہ ہذا کا علم الدین سے جواب طلب کرتا ہے۔ اور مزید وضاحت کر کے کچھ اتا پتا بھی حل سوال کے لئے مجیب کو بتاتا ہے۔ جو بطور معمہ یا پہیلی کے ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے۔ کہ

"(علم الدین) راقم اشتہار کی طرف سے دوسرے سوال کا جواب ابھی تک تسلی بخش اہل کٹڑہ اہلوالیان کو نہیں ملا کہ ہر وقت اگر کسی شخص کا یہ حال ہو۔ کہ نئے بازار کے خانوں میں دوپہر کا آرام گاہ یا بوڑھے معلم استاد کا منظور نظر ہو۔ تو اس کی نسبت کیا حکم ہے کٹڑہ بگھیاں و کٹڑہ اہلوالیان کے زندہ دلوں سے شہادت سے لو بھلا صرف اتنا تو بتا دو کہ اشخاص مفصلہ ذیل سے مسئول عنہ کو کیا کچھ تعلق تھا۔ ا۔ کرم بخش رفوگر ۲۔ جان و جمال الدین

رنگریزان جنکی آپس میں چل چلا تو قینچیاں چلی تھیں۔ اس بیان کے
متعلق حضرت مولوی ثناء اللہ کی شہادت ہم زیادہ معتبر
سمجھتے ہیں۔ اگر وہ انکار کریں۔ تو پھر اوروں کی۔ ۱۔ حاشیہ
۳۔ سلطان کوچہ خراسیان۔ ۴۔ شمس الدین صحاف مرحوم
۵۔ علی بخش۔ دریائی باف ۶۔ سائیں عبداللہ قصاب
۷۔ سہارنپور کا ٹالفروش ۸۔ لال شاہ ۹۔ احمدی
پہلوان ۱۰۔ اب بے چارہ بوڑھا معلم استاد۔ باقی فہرست
آیندہ بوقت ضرورت کسی کی جدائی میں یہ لوگ تمہارا
لکھا ہوا شعر افسوسناک آواز اور دردناک لہجہ میں پڑھتے ہیں
اور حقیقت میں آپ ان کو قدردانی کا زمانہ یاد دلانے
کے لیے یہ شعر لکھتے ہیں سے ان حسینوں کا لڑکپن
ہی رہے یا اللہ ٭ ہوش آتا ہے تو آتا ہے ستانا دل کا

تیسرے سوال۔ زنانے اللہ نام کے جواز عدم جواز کا جو جواب علیم الدین نے دیا
اس پر محمد شاہ جرح کر کے استفسار کرتا ہے۔ کہ

"سوال نمبر ۳ کا جواب دیتے ہو۔ کہ نام بدل دینا چاہیے
بشرطیکہ عادت بد چھوڑ دے سو یہ معلوم نہیں ہوا۔ کہ کسی شخص
کا نام زنانا اللہ کسی بدعادت کے باعث ہے۔ یا عرف عام اگر
عرف عام ہے۔ تو کوئی نیا حکم فرماؤ۔ کم از کم اتنا نتیجہ تو نکال دیتے
کہ خر سیاہ زنانا اللہ سے بھی افضل ہے۔ یا زنانا اللہ خر سیاہ؟

کے بھی نیچی ہے "

آگے صفحہ ۴۴ پر علم الدین کے مطاعن بطلب سند یونیورسٹی پر محمد شاہ جواب دیتا ہے۔ کہ

"اس کا شاید یہ مقصود ہو۔ کہ ثناء اللہ نے یونیورسٹی کا امتحان دیا ہے۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکالنا چاہتا ہو۔ کہ جو مولوی یونیورسٹی کا ڈگری یافتہ نہ ہو۔ وہ بے علم ہے۔ تو بتاؤ۔ کہ امام بخاری کس یونیورسٹی کے ڈگری یافتہ تھے اور قاضی شوکانی اسمٰعیل دہلوی نواب بھوپالی۔ نذیر حسین دہلوی ابراہیم آردی محمد حسین بٹالوی۔ اور سب سے بڑھ کر اپنے محبوب شاگرد کو سردیوں میں ہریسہ و نان کھلانے والا قہوہ قلیہ پلانے والا اور گرمیوں میں برف شربت نوش کرانے والا کسی یونیورسٹی کے ڈگری یافتہ تھے۔" بلفظہٖ ملخصاً صفحہ ۴۴

اسی سلسلہ میں ایک اور اشتہار موسوم بہ "اعلام برائے رفع تردد خاص و عام" ابو یوسف شہاب الدین حنفی کی طرف سے مطبع انوار پر کاش امرتسر میں طبع ہو کر شائع ہوا جس میں مشتہر لکھتا ہے کہ

"عورت کی دبر میں وطی کرنا اہل حدیث کے نزدیک جائز ہے۔ قسطلانی جلد ۷ صفحہ ۲۷۔

"اہل حدیث کے نزدیک سور کی کھال دباغت سے پاک ہوتی ہے۔ اس کے چمڑے سے مشک ڈول وغیرہ

بنانا جائز ہے۔ ترمذی و مسلم" بلفظہٖ صفحہ ۴

ان اشتہارات کو پڑھ کر کونسی آنکھ ہے جو علمائے حال کی حالت زار پر آنسو نہ بہائے۔ اور کونسا دل ہے۔ جو یہ حالت سنکر درد نہ محسوس کرے۔ افسوس اُن بدقسمت مسلمانوں پر جنکے ہادی اور پیشوا یا مقتدا مذہب ایسے اخلاق اور ایسے افعال کے مرتکب ہوں۔ کیا اب بھی حدیث مرفوع حضرت علی کرم اللہ وجہ کی تصدیق نہیں ہوئی جبکہ علماؤ ھم شر من تحت ادیم السماء کے مصداق اس کثرت سے ہمارے زمانے میں موجود ہیں؟۔ اور پھر یہ نہیں کہ ایک فریق ہی دوسرے فریق کی پردہ دری کرتا ہے۔ بلکہ اہل حدیث اہل حدیث کا اور حنفی حنفیوں کا اور شیعہ شیعہ کا پردہ در ہے۔ اسجگہ ہم اہل حدیث کے ایک مشہور واعظ کا حال اہلحدیث ہی کی شہادت سے نقل کرتے ہیں۔ محمد علی بھوپڑی غیر مقلد کو ہمارے ناظرین خوب جانتے ہیں۔ کہ یہ شخص نہایت بدزبان اور اشد یہودی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مکذب ہے۔ اس کا وعظ ہی مامور من اللہ کو گندی گالیاں دینے کا ہوتا ہے اس کی سزا اس یاوہ گو ہرزہ درا کو ایسی ملی۔ کہ اگر باحیا ہوتا۔ تو ڈوب مرتا۔ مگر افسوس سے آپ سُنیں گے۔ کہ وہ اسی طرح بیحیائی کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ ع نہ اس کو شرم کچھ آئی نہ اس کی قوم شرمائی۔ اس بدبخت کے متعلق محمد حسین بٹالوی نے اشاعۃ السنۃ میں ایک شرمناک واقعہ لکھا تھا جس کو اس کے بھائی محمد الدین سنگ زرد برادر مشتعال

نے بذریعہ ایک اشتہار مطبوعہ اہل حدیث پریس امرتسر مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۰۶ء

حسب ذیل مشتہر کیا۔ کہ

ہم نے پچھلے اشتہار میں لکھا تھا۔ کہ میر جی اگر گالیاں بکنے سے باز نہ آئے۔ تو ہم بھی ان کے پاکیزہ حالات پبلک کو سنا دینگے۔ کیونکہ محدثین کا یہی اصول ہے۔ کہ نالائق اور بدکار راویوں کے حالات پبلک کو دکھایا کرتے ہیں۔ اور قانون سرکاری بھی ہمکو اجازت دیتا ہے۔ کہ ایسے بدمعاشوں کی بدمعاشی سے مسلمانوں کو مطلع کریں۔ جو دین کے لباس میں بے دینی کیا کرتے ہیں۔ اس لیئے ہم مولوی محمد حسین کی اشاعت السنتہ سے ایک واقعہ بتلاتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔ کہ میر جی اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔ مولوی محمد حسین کی تحریر صاف لفظوں میں یہ ہے۔ کہ محمد علی واعظ میرے مکان پر ایک جوان عورت کو لے آیا۔ اور کہا۔ کہ یہ میری منکوحہ ہے۔ آپ اسے رکھنے میں تاڑ گیا۔ کہ یہ اس کا شکار ہے۔ اس لیئے مینے اس کے رکھنے سے انکار کیا۔ آخر وہ اس شکار کو شیخ نورالدین صوفی کے مکان پر چھوڑ کر کسی اور شکار کی تلاش میں چلا گیا۔ اتنے میں اس عورت کے وارث آن پہونچے اور اس کو اپنے ساتھ لے گئے۔ میر جی کہو۔ تو۔ کیا یہ بات

سچ ہے؟ ہم نہیں چاہتے۔ آپس کے جھگڑے کو طول دیں
جو مخالفوں کی خوشی کا موجب ہو۔ ورنہ اگر یہی صورت رہی
تو ایک ایک کے حالات شایع ہو گئے ؛ بلفظہ ملخصاً
امرتسر و بیرونجات کے غیر مقلدو! اپنے اِن علماء کے حالات پڑھکر
یہ تو بتلاؤ کہ کس کے شایع کردہ یہ حالات ہیں اور کس کے خلاف
ہیں اور راوی اِن کا کون ہے؟ اگر راوی صادق ثقہ ہے تو
ایسے مردود عالموں کو کیوں مقتدا بناتے ہو۔ اور اگر راوی
فاسق ہے تو اِس سے بیزاری کر کے کوئی روایت اسکی تسلیم
نہ کرو کیونکہ وہ اپنے ایک بھائی پر بہتان باندھتا ہے۔ کچھ تو
بولو۔ کچھ تو شرماؤ اليس فيكم رجل رشيد۔
حکیم ابو تراب عبد الحق غیر مقلد امرتسری نے بجواب الکلام المبین
ایک رسالہ حق الیقین ثناء اللہ کے رد میں لکھا۔ اسمیں حکیم صاحب
نے اپنے کلاس فیلو ثناء اللہ کی مختصر سی سوانح عمری بھی لکھی ہے
جسکو ہم اپنے ناظرین کی معلومات کیلئے نقل کرتے ہیں :-
"مولوی ثناء اللہ صاحب ساکن امرتسر ہے۔ اِن کا باپ
صاحب علم نہ تھا ایک عامی شخص تھا۔ سن طفولیت
میں انکا والد فوت ہو گیا۔ کشمیری ہونیکے باعث یا کسی اور
وجہ سے رفوگری کا کسب سیکھا۔ مدتوں یہی کام کرتا رہا
اسی اثناء میں لکھنے پڑھنے کا شوق بھی پیدا ہوا۔ مولوی

احمد اللہ صاحب رئیس امرتسر کے شاگردوں میں داخل ہوا۔ چونکہ ذہین فہیم نہ تھا۔ بمشکل شرح جامی اور قطبی تک پہنچ پایا۔ امرتسر سے وزیر آباد حافظ عبد المنان سے کچھ پڑھا۔ سہارنپور۔ دیوبند۔ کانپور سے پڑھ کر امرتسر کے مدرسہ تائید الاسلام میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہوا۔ زمانہ ملازمت میں تالیف تصنیف کا شوق ہوا۔ متعدد رسائل اردو میں لکھے اس سے ذرا اور آگے بڑھے تو تفسیر القرآن کا شوق ہوا۔ اردو تفسیر لکھنی شروع کی۔ حصہ اول کا ایک نسخہ برائے ریویو کبیر پاس بھیجا مطالعہ سے معلوم ہوا۔ کہ مصنف نے بڑی غلط تفسیر لکھی ہے۔ ابھی تفسیر اردو کا تذکرہ ہو ہی رہا تھا۔ کہ یکایک ایک تفسیر عربی ملک میں شائع ہو گئی۔"

ملخصاً حق الیقین صفحہ ۴ تا ۸

اب ہم ثناء اللہ کے ایک بیان پر علم کے حالات کو ختم کر کے تھوڑا سا حال صوفیا سجادہ نشینان حال کا گوش گذار کرتے ہیں۔ تا کہ عالم صوفی ہر دو کی قلعی اتر جائے۔ امرتسری خبیث علماء کے حق میں گواہی دیتا ہے۔ کہ

"جتنی رسوم شرکیہ اور بدعیہ مسلمانوں میں آجکل ہو رہی ہیں وہ مولویوں ہی کی مہربانی کا اثر ہے۔ جو قرآن و حدیث پڑھے ہوئے ہیں۔ اور حدیث بھی ان کے

خرابیوں کا باعث ان ہی علماء کو قرار دیتی ہے

"شر السمٰی شر العلماء"

بلفظہ اہل حدیث ۔ مورخہ ۲۳ ۔ فروری ۱۹۰۶ء

الحمد للہ کہ علمائے خلف کا مضمون نہایت اختصار کے ساتھ ہم نے علمائے حال کی ہی شہادتوں سے نقل کر کے پیش کر دیا ہے۔ اور پیشگوئی مندرجہ رسالہ ہذا کی مطابقت پورے طور پر اس مقدس گروہ سے ہو گئی ہے۔ اب صوفیوں کا تھوڑا سا حال سنو۔ اس کے لئے بھی ہم امرتسری خناس من الناس کی تحریر پیش کرتے ہیں۔ ثناء اللہ اپنے اعمالنامہ مورخہ ۴۔ مارچ ۱۹۶۱ء میں بجواب سوال ۱۰۶ حسب ذیل فتویٰ دیتا ہے۔

"آج کل کے مشائخ تو عموماً بدعات میں مبتلا ہیں۔ اس لئے ان کی بابت تو وہی حکم ہے۔ جو آج سے بہت پہلے بزرگان دین نے کہہ رکھا ہے۔ قرب خدا جوئید از دوری ایشاں۔

بلفظہ صفحہ ۱۲۔ اہل حدیث۔

یہ حال تو عام طور پر مشائخ زمانہ کا ہے۔ اب خاص خاص مشاہیر کے متعلق عرض کرتے ہیں۔ جماعت علیشاہ سیالکوٹی کے نام سے ناظرین خوب واقف ہونگے۔ اس بداخلاق و مکار کی جسقدر تعریفیں اس کے مرید کرتے ہیں۔ ان کو سنکر ایک ناواقف انسان خیال کر لیتا ہے۔ کہ العظمت اللہ بڑے ہی بھاری عالم اور صوفی بزرگ اور ولی اللہ ہونگے۔ مگر آپ کی حقیقت

سے واقف لوگ۔ تو گولر کے پیٹ کی طرح کیڑوں سے بھرا ہوا۔ آپ کا اندرون پاتے ہیں۔ سو یہ سب سے بڑے صوفی و شیخ نومبر ۱۰ء میں ٹکے کماتے دورہ کرتے قصور لاہور فیروز پور وغیرہ پہونچے۔ اور اپنے حریفوں غیر مقلدوں سے کہیں الجھ پڑے بھڑ کیا تھا۔ دیہات میں ہی تکفیر سازی و اشتہار بازی شروع ہو گئی حتّٰے کہ پیر صاحب نے قلم و زبان سے کار برآری نہ دیکھکر ہاتھ و پاؤں سے کام لینا شروع کیا۔ کیونکہ آخر یہ اعضا بھی تو داخل ثواب ہوں پس اس پُر لطف داستان کو بھی اہلحدیث امرتسری نے اپنے اخبار مورخہ ۹ دسمبر ۱۰ء میں بصفحہ ۲۰ غیر مقلد نامہ نگار کی طرف سے زیر سرخی "پیر جماعت علی شاہ سے ایک عجیب مباحثہ حسب ذیل شائع کیا ہے۔

"موضع میر محمد تحصیل قصور میں جماعت علی شاہ کے مریدوں نے اہل حدیث کو تنگ کیا۔ کہ ظہر احتیاطی کے واسطے اپنے علما بلا لو۔ ہمارے پیر کل یہاں آئیں گے۔ ہمارے علماء آگئے تو پیر صاحب نے مباحثہ سے فرار و انکار کیا۔ اور ایک اشتہار لکھا۔ کہ ظہر احتیاطی کی ممانعت میں اگر کوئی آیت یا حدیث پیش کرے۔ تو اس کو ایک ہزار انعام دیا جائیگا۔ اس کے جواب میں مولوی عبدالحق سیالکوٹی جو وہاں حاضر تھے۔ یہ لکھا۔ کہ جو کوئی ظہر احتیاطی کا ثبوت آیت یا حدیث سے دے۔ تو اس کو دو ہزار انعام دیا جائیگا۔ اس کا جواب بجز خاموشی پیر صاحب نے

کچھ نہ دیا۔ بعد اس کے سو ضلع پھیڈی میں بھی پیر صاحب کی آمد شروع ہوئی۔ وہاں کے اہل حدیث نے مولوی عبد الحق سے وہی اشتہار انعامی دو ہزار والا لکھوا کر اس مسجد میں جہاں پیر صاحب کا مقام تھا چسپاں کرا دیا۔ جب پیر صاحب نے وہ اشتہار دیکھا طیش میں آکر میزبان سے کہنے لگے۔ کہ تیرے گھر کا کھانا ہمارے واسطے حرام ہے اسکی روٹی بھی پکائی رہ گئی۔ صبح اٹھتے ہی بالارادہ فیروز پور اسٹیشن پر آئے۔ پیر صاحب کے مریدوں نے کہا۔ کہ مولوی عبد الحق اکیلے آئے ہیں۔ پیر صاحب نے کہا۔ کہ اس کو اٹھا لاؤ۔ وہ اٹھا لائے (گودمیں۔ یا کندھے پر۔ ناقل) بس مارنا پیٹنا شروع کیا۔ اور مریدوں سے کہا۔ کہ اس کو جان سے مار ڈالو۔ میں اس کا خون بھر دونگا۔ بے چارہ عبد الحق اکیلا تھا۔ اور صبح کا وقت تھا۔ اسٹیشن کے جمعدار چار اور سکھ نے پیر صاحب کو بہت گالی گلوچ کی۔ اور پیر صاحب کو دھمکایا۔ اور کہا۔ کہ ہم تمہارا انتظام کرتے ہیں۔ اتنے میں گاڑی آگئی۔ اور پیر صاحب سوار ہو گئے۔ یہ ہیں۔ آپ کے اخلاق فاضلہ اور بزرگانہ اطوار۔ افسوس صد افسوس" بلفظہ ملخصاً صفحہ ۲۱

یہ تو ہیں پیر صاحب و مولوی صاحب کے حال اب ایک دوسرے مولوی صاحب پیر صاحب بلکہ مجدد صاحب کا حال سنئے جنکو مجدد مائۃ

(مارہرہ) کا خطاب شیاطین کیطرف سے ملا ہوا ہے۔ اور کفر کی منڈی کے آپ ٹھیکہ دار ہیں۔ بریلی جہاں پر پہلے پاگل بھیجے جاتے تھے آپکا مقام ہے اور احمد رضا خیر سے نام۔ آپ مارہرہ کے عرس پر تشریف لے گئے تھے۔ وہاں کا قصہ اُسترہی فاتحہ ناظرین نے اہل حدیث مورخہ ۸ اگست ۱۹۱۰ء میں زیر عنوان "عرس مارہرہ شریف اور دو مولوی صاحبوں کا دنگا" اپنے غیر مقلد نامہ نگار کی طرف سے شائع کیا ہے جو اس طرح ہے کہ

"مارہرہ ضلع ایٹہ میں ۲۱ جولائی ۱۹۱۰ء کو شاہ ابو الحسن صاحب کا عرس ختم ہوا ہے۔ جس میں حسب معمول مولویوں صوفیوں مریدوں تمام مسلمانوں کو دعوت دی گئی تھی۔ مولوی احمد رضا بریلوی بھی مع پچاس ساٹھ بریلوی اشخاص کے رونق افزائے عرس تھے۔ مولانا عبد المقتدر بدایونی مع مولوی دیانت حسین صاحب مدرس بدایوں بھی شریک تھے۔ دوران عرس میں مغرب کے بعد مسجد میں ایک پشاوری طالب علم نے بطور مختصر اسپیچ وہابیوں پر معمولی تبرا کہا۔ مجدد بریلوی اور مولوی ہدایت رسول اس اسپیچ پر پیش باد کہنے کے لیئے انتظار کے پیش نظر تھے اس نے وہابڑا وہابڑا کہکر ظاہر کیا کہ اُن کے منہ کالے ہوجاتے ہیں۔ مولوی دیانت حسین نے بھی واعظ کی کسیقدر تائید کی اور بطور تردید کہا

کہ جو وہابی بد مذہب یہ کہتے ہیں کہ مولوی احمد رضا بریلوی کا منھ لنگور کیطرح کالا ہوگیا ہے۔ دیکھ لیجئے اُن کا منھ کالا نہیں اسپر جماعت حاضرین مولوی احمد رضا کے چہرہ کی طرف متوجہ ہوگئی۔ معلوم نہیں کہ کیا مشورہ ہوچکا تھا کہ دیانت حسین کے اتنا کہنے پر ہدایت رسول نے حکم دیا کہ مارو مارو حضرت کی شان میں گستاخی کرتا ہے یہ کہنا تھا کہ دیانت حسین کی بہا تنک گت بنائی گئی کہ خدا کی پناہ۔ جوتوں گھوسوں کی حد شمار نہیں رہی۔ بیچارہ مسجد میں لوٹا لوٹا پھرتا تھا اور کوئی یار و یاور نتھا کہ مدد کرے کچھ دیر تک معرکہ کربلا سب کو یاد آگیا۔ اس شور و غل کی آواز سنکر مولنا عبد المقتدر بدایونی گوشہ سے بر آمد ہوئے اور للکارا بریلوی رخصت ہوچکے تھے ہدایت رسول منکر ہوئے کہ میں نے نہیں مارا اسپر مولانا کو تاب نرہی جو حقیقت میں ایک حلیم الطبع شخص ہیں خود اپنے دست مبارک سے غیظ و غضب میں ہدایت رسول کے کئی چپت رسید کئے اسکے بعد بدایونی مولوی صاحب کی جماعت جو مسجد میں موجود نہ تھی اکھٹی ہوکر بغرض انتقام آئی بریلوی مولوی نے اندر سے مکان کا دروازہ بند کرلیا تھا

ہزاروں فحش گالیاں سننے پر بھی دروازہ نہ کھولا ۔

بلفظہ ملخصاً صفحہ ۵۸

اس اقتباس میں صوفی و مولوی دونوں کے اخلاق فاضلہ و کرامات صادقہ کا بیان ہے ۔ سبحان اللہ و بحمدہ کیسے کیسے پاک نفوس اس زمانہ میں ہیں جن پر اسلام اور مسلمان جتنا بھی فخر کریں تھوڑا ہے ۔ اب آخر میں ہم انشاء اللہ کے ممدوح اور خدا تعالی کے مردود انسان لایعقل کا ذکر سنا کر ختم کرتے ہیں ۔ اس بدقسمت انسان کا نام پیر مہر علیشاہ ہے جسکو تکذیب المسیح کی اسی دنیا میں دست بدست ایسی سزا ملی جو دیکھنے والوں کے لئے بھی عبرت اور نشان ہے ۔ بشرطیکہ انسان باایمان اور قرآنی متقی ہو نہ ثنائی ۔ پیر مذکور کی جس قدر پردہ دری آج اسکے مصدق دیار اہل حدیث کے ذریعہ ہوئی ہے ۔ وہ ایک ۴۰ صفحہ کی کتاب میں طبع ہو کر راولپنڈی سے شائع ہو چکی ہے جسکا معمولی نام فتوح الہی بر قلعہ مہر شاہی ہے اور مصنف اسکا عبدالاحد غیر مقلد خانپوری ہے ۔ لہذا ہم اس کتاب میں سے چند اقتباس ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جس سے مہر شاہی حقیقت بخوبی واضح ہوجاوے ۔ عبدالاحد مذکور لکھتا ہے ۔ کہ

پیر (مہر علیشاہ) صاحب کے باپ کا جو نظام محمد سنتوں میں بموافقا اگر وہ پورا ہوتا تو آج پیر صاحب

قسم قسم کے فتنے اور شرارتیں نکرنے اور نہ وجود ہیں ہی تشریف فرما ہونے تمام اہل گولڑہ و بادیہ میرا وغیرہ کے خورد و کلاں جانتے ہیں کہ پیر مہر شاہ کے والد پیر نذر دین صاحب ایک ہندو عورت برہمنی سے بہ تہمت زنا پکڑے گئے تھے اور گیلی لکڑیوں میں رکھے گئے تاکہ آگ میں جلائے جاویں۔ اُسوقت گولڑہ وغیرہ کے لوگوں نے زر کثیر صرف کر کے انکو خلاص کیا تھا۔ اگر شک ہو تو ہم گواہ پیش کر دیتے ہیں۔ اور خود پیر صاحب انکار نہیں کر سکتے"۔ بلفظہ ملخصاً صفحہ ۶۳

پیر صاحب کو دین کی کتابوں کا شوق نہیں اور باپ دادا اور نسل اُنکی میں کوئی اہل علم ہوا ہی نہیں صفحہ ۶۲

بعض علماء اعزہ نے میری طرف خط لکھا کہ تم نے اچھا ہنس کیا کہ گولڑی کا جواب لکھا وہ سجادہ نشین ہے اور اس زمانہ کے اکثر سجادہ نشین جو ولی ہوتے ہیں۔ راولپنڈی اور گولڑھ کے متعدد شخصوں نے بطور خیر خواہی کے کہا کہ تم اپنی بخوبی حفاظت رکھو کیونکہ چور اور بدمعاش اکثر پیر صاحب کے قبضہ میں ہیں۔ صفحہ ۵

پیر صاحب بالکل جاہل ہی عین اور غین میں بھی فرق نہیں کر سکتا صفحہ ۱۲۵

میاں قادر بخش پیر صاحب کے خاص مرید ہیں کنجریوں کی ڈومی اور مجالس میں صدر نشین ہوتے ہیں۔ پیر صاحب اُنہی کے گھر میں اکثر دفعہ شب باشی فرماتے ہیں۔ دیانتداری اور تقویٰ میں ضرب المثل

ہیں بارہا سراپا بھی ہو چکے ہیں لیکن باز نہیں آتے۔ صفحہ ۳۶
پیر صاحب نے مولوی ثناء اللہ کو باوجود سخت تردید تر غیر مقلد
ہونے کے اہل سنت میں داخل کیا۔ سبحان اللہ پیر صاحب خاکسار کو غیر
مقلد اور وہابی اور اہل سنت سے خارج فرماتے ہیں اور ثناء اللہ کو سنی
یہ ہے تقویٰ و دیانت اس زمانہ کے منڈے خوروں۔ رکابی مذہب
پیروں کی۔ گولڑی نے باوجودیکہ ایک ملنگ اور قلندر۔
تکیہ نشین ہے نہ علم کی پوری تحصیل کی اور نہ علماء راسخین سے
استفادہ کیا۔ صفحہ ۴۵

اس کتاب پر جو گولڑی کے خلاف خانپوری غیر مقلد نے شائع کی تھی۔
امرتسری نے ۲۴۔ دسمبر ۱۹۰۹ء کے اہل حدیث میں گولڑی کو مظلوم قرار
دیا تھا۔ مگر ۲۱ جنوری ۱۰ء کے اخبار میں عبدالاحد غیر مقلد کو بدیں الفاظ
مظلوم ظاہر کیا ہے۔ کہ

"راولپنڈی کے مذہبی دنگل میں ایک طرف پیر مہر علی شاہ
گولڑی ہیں دوسری طرف قاضی عبدالاحد خانپوری مقیم راولپنڈ
ہیں قاضی صاحب عقیدتاً تو اہلحدیث ہیں۔ مگر بقول مولانا
شمس الحق محدث عظیم آبادی زبان اور قلم میں تلخی بہت رکھتے
ہیں۔ کتاب کے مطالعہ سے ہم نے پیر صاحب کو مظلوم پایا
تھا۔ اس لئے ان کی طرف سے سینہ سپر ہوئے تھے اشتہار
کے ملاحظہ سے (جو من جانب گولڑی بجواب خانپوری شائع ہوا ہے)

ہم قاضی صاحب کو مظلوم پاتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ قاضی عبدالاحد صاحب وہی شخص ہیں جنہوں نے اپنے پیر و مرشد مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی کی ایما سے میرے حق میں نہایت سخت الفاظ استعمال کئے تھے۔ مگر میں نے ان کی ہرزہ سرائی ذرہ بھی خیال نہ کیا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ سخت گو اہل اللہ کی نگاہ میں عزت نہیں پا سکتا۔ اس لئے میں نے اس شعر پر عمل کیا۔ کہ ؎ ولقد مررت علی اللئیم یسبنی۔ فمضیت ثمت قلت لا یعنینی۔

بلفظہ ۱۲ جنوری ۱۵ء صفحہ ۱۱ تا ۱۲

اس سارٹیفکیٹ میں ایک غیر مقلد عالم کو دوسرے غیر مقلد مولوی نے لئیم سے تشبیہ دی ہے۔ اس نامراد نے حضور مغفور مسیح موعود علیہ السلام کے الصلح خیر والے اشتہار پر نہایت گندہ پر از نجاست گالیوں کا مجموعہ رسالہ شائع کیا تھا جس کا نام مخادعت کادیانی ہے۔ اسی نجاست خوری کا بدلہ ہے۔ کہ اس کے ہم مذہب مولوی اس کو سخت گو اور ناقابل عزت اور لئیم قرار دیتے ہیں۔ ایسا ہی گولڑی کی بیہودہ دری میں [illegible] آرہا ہے۔ فافہم۔

اہل حدیث اور عامل ثبت جہو کا ایک اقرار

امرتسری یہودی اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۶ اپریل ۱۵ء میں

علماء اہل حدیث کو مثیل یہود اس طرح قرار دیتا ہے۔ کہ

"قرآن مجید میں یہودیوں کی مذمت کی گئی ہے۔ کہ کچھہ حصہ کتاب کا مانتے ہیں۔ اور کچھہ نہیں مانتے۔ افسوس ہے۔ کہ آج ہم

اہلحدیثوں میں بالخصوص یہ عیب پایا جاتا ہے"

بلفظہٖ کالم اول صفحہ ۹

اب ہم امرتسری دجال کو اس کا مسلمہ قاعدہ جو اہلحدیث مورخہ ۵۔ مارچ سنہ ۱۹۰۹ء صفحہ ۴ کالم دوم سطر ۱ پر بدیں الفاظ مندرج ہے۔ کہ "یوخذ المرء باقرارہٖ آدمی اپنے اقرار سے پکڑا جاتا ہے۔ یاد دلا کر پوچھتے ہیں۔ کہ کیا اب بھی تیرے اور تیرے ہم مذہبوں کے مثیل یہود ہونے میں کسی مزید ثبوت کی ضرورت ہے؟ سو ہنگا اپنے بستہ و قلم لیجئے حضرت + جلدی سے جواب اس کا مجھے دیجئے حضرت

حدیث مرفوع حضرت علیؓ کا ایک اور نظارہ

حضرات! مضمون "علماء خلف" تو ختم ہو چکا تھا۔ کہ یکایک اہلحدیث مورخہ ۱۷۔ فروری سنہ ۱۱ء پہنچا جس میں ثنائی غزنوی و بٹالوی وغیرہ تینوں کاذب کذابوں میں صلح صفائی ہو جانے کا ذکر درج تھا۔ اس کو پڑھ کر تو مجھے عین الیقین سے پیشگوئی مندرجہ رسالہ کہ "علماؤہم شر من تحت ادیم السماء من عندہم تخرج الفتنة وفیہم تعود" کی تصدیق ہو گئی۔ اور وہ لاجواب تصدیق ہوئی کہ تمام گزشتہ بیانات و واقعات منقولہ رسالہ ہذا پر

مہر صداقت لگ گئی۔

ناظرین آپ صفحات گذشتہ میں یہ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ کہ غزنوی جرگہ نے بوساطت دیگر علماء غیر مقلدین ثناء اللہ کی تفسیر عربی کو مردود قرار دیکر اربعین نام سے فتوے شائع کیا جسمیں ثناء اللہ کو ملحد دجال زندیق وغیرہ خطابات بخشے تھے وہ فتنہ بہت ترقی کرتا گیا۔ بہت سی شاخیں اسکی پھیلکر نزاعات بڑہتی گئیں۔ درمیان میں ہر طرح سے اس فتنہ کو اپنے اندر لپیٹنے کی کوشش ہوتی ہے۔ مگر حدیث مذکور کے مطابق جب تک یہ کامل فتنہ نہ ہوجاتا اس وقت تک مفتنوں میں اس کا واپس لوٹ جانا ناممکن تھا۔ بالآخر وہ گھڑی آگئی جس سے ثناء اللہ کی ذلت پایہ تکمیل تک پہنچتی تھی۔ سو الحمد للہ یہی ہوا۔ قبل از اظہار ذلت ثنائی ہم شہادت علماء مقلدین ثناء اللہ اس نزاع کا فتنہ ہونا نقل کرتے ہیں۔ تاکہ الفاظ حدیث کی لفظاً بھی تائید و تصدیق ہوجاوے۔ مولوی عبدالعزیز غیر مقلد فیصلہ آرہ میں لکھتے ہیں کہ

"ہر چند جانبین کے جانبدار اس محاکمہ سے بہرہ مند نہ ہونگے۔ اور بلکہ حکموں سے انکو خلش ہو جائیگی۔ مگر جو لوگ جانبداری سے پاک ہیں انکو فائدہ ہوگا۔ اور فتنہ دور نہ ہوگا۔ تو کم ضرور ہو جائیگا" بلفظہ فیصلہ آرہ ص ۱۲ و ۵

اس تحریر سے ثابت ہوگیا کہ یہ فتنہ تھا۔ اور علماء ہم میں سے ہی یہ فتنہ نکلا تھا اب اگر یہ لوٹ کر انہیں میں نہ واپس جاتا تو حدیث مرفوع کے جزو ثانی کی تصدیق نہ ہوتی۔ اب دیکھئے یہ کس طرح ان میں لوٹ کر جاتا ہے۔ مگر پہلے تھوڑا سا بیان علم اختلافات مسائل کے متعلق ثناء اللہ کا سن لینا بھی ضروری ہے

کہ امرتسری خناس اختلافی مسائل میں جنکا تعلق فہم سے ہو اپنا مذہب۔ حسب ذیل لکھتا ہے۔کہ

(۱) میں ایسے لوگوں کی رائے سے نہ صرف اختلاف رکھتا ہوں بلکہ انکی رائے کی تحقیر شان کے لیئے میرے پاس الفاظ نہیں۔ جو مذہبی منازعات میں مصالحت کے لیئے یہ شرط کیا کرتے ہیں کہ فلاں اپنے خیال سے رجوع کریگا۔ تو ہماری صلح ہوگی" بلفظہ۔

اخبار اہلحدیث ۱۰ فروری سنہ ۱۹۱۱ء [illegible]

(۲) "ایک عالم کو اس قید کا مقید کرنا کہ وہ اپنے فہم کو دوسرے کے فہم کے مقابلہ میں چھوڑ دے۔ ایمان بالجبر سے بڑھ کر نہیں تو کم بھی نہیں"۔ بلفظہ بقدر الحاجۃ اہلحدیث ۱۰ فروری سنہ صفحہ ۲

ان دونوں اقتباسوں کا مطلب صاف ہے۔ کہ مذہبی منازعت میں صلح کیلئے یہ شرط قرار دینی کہ مخالف اپنے عقیدے سے جس کو اس نے مدلل طور پر صحیح قرار دے لیا ہے۔ رجوع کرے۔ تو صلح ہوگی یا اپنے فہم کو مخالف کے فہم کے مقابلہ میں چھوڑ دے یہ نہایت جبر ہے۔ اور سخت قابل نفرت۔ اس ثنائی خیال کو محفوظ رکھکر اصل فتنہ غزنوی وثنائی پر ثناء اللہ کا اظہار سنو۔ جو درج ذیل ہے۔کہ

"ناظرین۔ اہل حدیث کو معلوم ہوگا۔ کہ میرے ساتھ جو امرتسری خاندان غزنویہ وغیرہ کو اختلاف بلکہ شقاق ہے۔ جو آجتک کئی سال گذرنے سے بھی رو باصلاح نہیں ہوا اس کی وجہ کیا ہے اختلاف کیا ہے؟ اور کیوں رو باصلاح نہیں ہوتا۔ یہ دو سوال ہیں الخ

جنکو میں مختصر لفظوں میں حل کر دینا مناسب جانتا ہوں۔ اختلاف تو یہ ہے۔ کہ میری تصنیفات میں چند مقامات (غزنویہ) کے نزدیک غلط ہیں۔ جن کی غلطی کا انکو تو یقین ہے۔ مگر میرے علم میں وہ غلط نہیں۔ حضرات غزنویہ سے جب کسی مصلح نے درخواست صلح کی۔ تو جواب ملا۔ کہ ان مقامات کی اصلاح ہمارے حسب منشاء (یعنی جسطرح انہوں نے صحیح سمجھا ہے۔) کر دے تو ہماری صلح ہوگی۔ ورنہ نہیں چونکہ میرا علم۔ میری دیانت۔ میرا فہم ایسا کرنے کی مجھے اجازت نہیں دیتے اس لئے نہ میں ایسا کرتا ہوں نہ کر سکتا ہوں۔ اگر دفع الوقتی کے لئے کر بھی دوں تو چونکہ وہ طبعی حرکت نہ ہوگی۔ اس لئے آج نہیں تو کل ضرور یہ وعدہ ٹوٹیگا۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ایسی صلح بھی شبے ماند شبے دیگر نمی ماند کی مصداق ہوگی۔ مثال کے طور پر میں امرتسر ہی کا واقعہ بتاتا ہوں غزنویہ کی مسجد کے بانی مرحوم نے مولوی احمد اللہ صاحب کو جمعہ کا امام مقرر کیا تھا۔ مولوی صاحب موصوف خطبہ میں وعظ فرمایا کرتے تھے حضرات غزنویہ اس کو بدعت کہتے تھے۔ آخر جانبین میں اس پر نزاع ہوا۔ دور تک پہنچا۔ یہانتک کہ افسران پولیس اور حکام ضلع بھی دست انداز ہوئے۔ آخر مولوی صاحب ممدوح کو اس بات پر مجبور کیا گیا۔ کہ خطبہ میں وعظ نہ کیا کریں۔ مولوی احمد اللہ صاحب نے دفع شر کے لئے اسوقت تو (اس بدعت غزنویہ کو)

منظور کیا۔ لیکن وہی اوپر والا اصول لیس الطبع کا التطبع ظہور ہوا آہستہ آہستہ قرار داد قائم نہ رہ سکی۔ اور رہ بھی کیسے سکتی تھی سبحان اللہ یہی گُر ہے۔ فرمان خداوندی کا "لا اکراہ فی الدین"۔ بلفظہ اہلحدیث

عبارت منقولہ سے ذیل کے چند امور صریح طور پر ثابت ہوتے ہیں

(۱) ثنائی تصنیفات کے چند مقامات کو غزنوی فرقہ یقیناً غلط جانتا ہے جنکی بنا پر ثناء اللہ کو ملحد گردانتا ہے

(۲) ثناء اللہ ان مقامات کو برخلاف غزنویاں علم الیقین سے صحیح مانتا ہے

(۳) غزنوی اس شرط پر صلح کرتے ہیں۔ کہ ثناء اللہ ان مقامات کی حسب منشاء غزنویہ اصلاح کر دے۔ ورنہ نہیں کرتے۔

(۴) ثناء اللہ کہتا ہے۔ کہ میرا علم و تقوے۔ فہم و دیانت مجھے ایسا کرنیکی نہ اجازت دیتا ہے نہ میں ایسا کر سکتا ہوں۔

(۵) اگر دفع شر کے لیئے میں غزنویہ کا ہم آہنگ ہو بھی جاؤں۔ تو اضطراراً ہونگا نہ طبعاً۔

(۶) اضطراری فعل جو طبعی نہیں محض دفع الوقتی کے لیئے ہوگا جس کا اثر شبہ دیگر نیست ماند۔

(۷) جیسا کہ مولوی احمد اللہ امرتسری نے خلاف طبع دفع شر کے لیئے حسب منشاء غزنویہ وعظ خطبہ کو ترک کر دیا تھا۔

(۸) اور پھر وہ اپنے اقرار پر قائم نہ رہا اور صلح ٹوٹ گئی

(۹) اسی طرح اگر ثناء اللہ بھی غزنویہ کا منشاء پورا کر کے صلح کرے

تو یہ خلاف دیانت ہونے کے علاوہ قائم بھی نہ رہے گی۔

(۱۰) ان سب امور کے علاوہ یہ بھی ثابت ہوگیا کہ علمائے زمانہ حال حق کا خلاف و سنت نبوی کا ترک بھی دفع الوقتی کے لیے منظور کر لیتے ہیں اور پر تنائی زبان و قلم سے اس امر کا ثبوت دیدیا گیا ہے۔ کہ ثناء اللہ ایسے طریق صلح کو جسمیں منشاء مخالف کی تقلید کرنی پڑے اپنے علم و دیانت و فہم کے نہ صرف خلاف ہی سمجھتا ہے بلکہ اس کو ایمان بایبہتر کے مساوی قرار دیتا ہے۔ اب آپ سنکر حیران ہونگے۔ کہ اسی طریق اکراہ وجہ والے کو عمل کر کے ثناء اللہ نے اپنے دیانت و علم و فہم کو رخصت کر دیا۔ اور بد دیانتی کی صلح کر لی چنانچہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۱۱ء میں زیر سرخی ”دورہ اہل حدیث امرتسر اور لاہور میں“ لکھتا ہے۔ کہ۔

”مولانا حافظ عبد اللہ صاحب اور حاجی عبد الغفار صاحب دہلی سے تشریف لاکر شامل وفد ہوئے۔ آتے ہی سلسلہ مصالحت شروع کیا گیا ہیں نے وفد کی دعوت کی جسمیں علماء شہر کو بھی دعوت دی خصوصیت سے دونوں بھائیوں مولوی عبد الجبار و عبد الواحد غزنوی کو۔ مگر نہ آئے پر نہ آئے۔ عین کھانا کھانے کے وقت شیخ عبد الرحیم امرتسری و حاجی عبد الغفار دہلوی کے ساتھ میں۔ در دولت (غزنویہ) تک پہنچا مگر قریب مکان پہنچکر دونوں صاحبوں نے کہا۔ آپ ذرا گاڑی میں ٹھہریں۔ ہم دریافت کر آویں۔ ڈیڑھ گھنٹہ سے زیادہ عرصہ کے بعد جواب لائے۔ کہ وہ نہیں مانتے۔ ہاں ایک خط

بنام حافظ عبد اللہ و مولوی عبد العزیز دیا جس کا مختصر مضمون یہ تھا۔ کہ مولوی ثناء اللہ ہمارے پیش کردہ مقامات تفسیر وغیرہ کو سلف کی تفسیر سے مطابق کر دے نہ کرے تو رجوع کرے تب ہماری صلح ہے۔"

میری درخواست ہے۔ کہ کسی عالم صاحب علم و دیانت کو منصف مان کر میرے ساتھ اس نزاع کا فیصلہ کرلیں۔ یا اپنے دعوے کے اگر غزنویہ کسے زور پاتے ہیں۔ تو اس اربعین والے فتوے کو واپس لیں۔" صفحہ ۴ اس کے بعد حضرات غزنویہ سے مصالحت ہو گئی۔ حاشیہ صفحہ ۴

امرتسری کی بددیانتی بے علمی ناہمی کی تازہ مثال

ثناء اللہ اخبار مذکور کے صفحہ ۶ پر امرتسر میں مصالحت" کی سرخی دے کر اپنی بددیانتی اور بے علمی و نافہمی کا اس طرح ثبوت دیتا ہے۔ کہ "۱۰ فروری کو برائے نماز جمعہ گئے۔ تو مولانا عبد العزیز رحیم آبادی نے بڑی رقت آمیز تقریر میں فرمایا کہ اختلاف مٹانے کے لیئے مولوی ثناء اللہ ہی (اپنی دیانت و علم کے خلاف۔ ناقل) مان جائیں یا مولوی عبد الجبار صاحب ہی (اپنی رائے کی تخفیف شان منظور کرکے ایمان بانجبر کی ثناء اللہ کو تکلیف نہ دیں۔ اہلحدیث ۱۸۔ فروری و ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء۔ ناقل)

اپنے فتوے کو واپس لے لیں تو کیا اچھا ہو۔ میری کیفیت اس وقت ایسی ہوئی کہ میں نے (انشاء اللہ) نے چاہا۔ کہ سنتبلر بڑھنے سے پہلے ہی کھڑا ہو جاؤں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ موت آجائے (واقعی آپ ایسے ہی دیندار اور متقی صاحب خشیت ہیں۔ ناقل) بہر حال میں نے کھڑے ہو کر کہا کہ میری نسبت سخت سے سخت فتوے لگائے گئے۔ ملحد زندیق۔ شیطان۔ دجال۔ لکھا گیا۔ یہانتک کہ مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے (یہ بدلہ ہے تکذیب مسیح موعود علیہ السلام کا۔ کہ نادان تو نے جہالت و رذالت سفاہت سے یہودیانہ معاندانہ تکذیب مسیح الموعود کی کر کے یہی الفاظ خدا کے برگزیدہ کی شان میں لکھے تھے۔ دیکھیے قدرت خداوندی کہ اس کا عوض یہ ملا کہ خاص تیرے ہم مذہب اور بزرگ اور استاد وغیرہ علماء غیر مقلد سے تجھکو وہ ٹائیٹل عطا ہوئے جنکا تو واقعی مستحق تھا۔ سو سنبھل اور ہوشیار ہو اے بے حیا کچھ وقت باقی ہے۔ ناقل) اس قدر ظلم مجھ پر (نعوذ باللہ) پر ہوئے۔ تاہم میں محض رفع فساد کے لیئے مولانا کا ارشاد (برخلاف اپنے علم و دیانت و فہم کے۔ ناقل) مان کر اعلان کرتا ہوں کہ جن مقامات پر مصنفان آرہ نے فریق ثانی کے اعتراضات قائم رکھے ہیں۔ ان مقامات میں (بد دیانتی بعلمی۔ نافہمی سے ناقل) فریق ثانی (عزنویہ) کے معنی درج تفسیر کر دونگا۔ اس پر سب لوگوں نے اظہار مسرت کیا۔ اور جلسہ برخاست ہوا کہ

اتنے میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی تشریف لے آئے تو میں نے بموجودگی علماء مولوی صاحب (بٹالوی) کے سابقہ قلمی و مطبوعہ معاہدات پیش کر کے کہا۔ (کیا یہ سب تقویم پارینہ آپ سامنے ہی رکھتے تھے۔ ناقل) کہ ان معاہدات کی پابندی کریں۔ یا بوجہ مشغول رہنے کے مباحثہ کے بجائے تصفیہ منصفانہ کے سپرد کیا جائے۔ آخری چیلنج میں مولوی محمد حسین کی بابت اب بھی یہی شائع کرتا ہوں۔ کہ میں ان سے اختلافات کو مناظرانہ طور پر تصفیہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے کہ ان کے نزدیک ہندوستان میں خصوصاً اہلحدیث میں کوئی عالم نہیں ہر ایک ان کی زبان و سنان کا مورد ہو چکا ہے جن کی بابت وہ عامیانہ الفاظ آپ نے لکھے ہیں۔ کہ کسی تھرڈ کلاس کے آدمی کے حق میں بھی وہ الفاظ نہیں لکھے جاتے (یہ وہی عذاب اور وبال ہے۔ جو تکذیب مسیح موعود علیہ السلام کی وجہ سے تم لوگوں پر آرہا ہے اور انشاء اللہ اس سے زیادہ بہت کچھ دیکھو گے۔ ناقل) (بٹالوی) کے علم کلام میں شکل اول ان ہی دو لفظوں سے مرکب ہے۔ اَنا ولا غیری لہذا میں مولوی (بٹالوی) صاحب کو چیلنج دیتا ہوں۔ کہ وہ اپنے مطالبات کا تصفیہ میرے ساتھ بذریعہ تلوار (مناظرہ) کرانے کو امرتسر یا لاہور کوئی جگہ مقرر کر کے اطلاع دیں۔ (مضمون ہذا کی بعد مصالحت ہو گئی حاشیہ صفحہ ۷ اور

مصالحت نامہ بدرجہ ذیل تجویز ہوا جس طریق سے درمیان مولوی عبد الجبار و ثناء اللہ کے صلح ہوئی ہے۔ اسی طریق سے میں (بٹالوی) نے بھی صلح کی۔ دستخط محمد حسین۔ میں نے دعوے جنگ واپس لیا۔ دستخط ثناء اللہ" بلفظہ ص۱

اس مصالحت کو پڑھ کر تھوڑی سی عقل کا انسان بھی بآسانی سمجھ لیگا۔ کہ لاریب پیشگوئی حدیث مرتضےٰ کرم اللہ وجہ کے مصداق یہی علماء ہیں۔ کیونکہ انہیں سے ہی اربعین کا ایک فتنہ نکلا۔ تو من عندہم تخرج الفتنۃ کی تصدیق ہوئی۔ اور آخرکار جب فتنہ کامل ہوگیا۔ تو بلا لحاظ شرعی فوراً انہیں ہی ٹوٹکر جا داخل ہوا۔ جس سے فیہم تعود پر عمل ہوا۔ اب ہم امرتسری خناس اشر الناس مصداق علماؤہم شر من تحت ادیم السماء سے دریافت کرتے ہیں۔

(۱) تیری تفسیر پر تزویر پر تجھ کو تیرے ہم مذہب علماء نے۔ دجال۔ ملحد زندیق۔ شیطان وغیرہ کہا یا نہیں؟

(۲) اگر کہا تو تو نے الکلام المبین لکھکر حق الیقین سے منہ پھیر کر نصیحت نامہ کو پس پشت ڈال کر الٹی ہٹیم سے روگردانی کر کے۔ فیصلہ آرہ شایع کیا۔ یا نہیں؟

(۳) اگر کیا۔ تو آجتک سالہا سال سے کیوں اس فتنہ کو چار و ناچار پھیلایا۔ اور پہلے ہی سے جو آج جھک مارلے ہے۔ کیوں نہ مارلیا؟

(۴) کیا تو نے یہ نہیں کہا تھا۔ کہ غزنویہ کے حسب منشاء تفسیر وغیرہ کی مقامات کی اصلاح کردینی خلاف دیانت و علم و فہم ہے۔؟

۵ بالآخر جس بات کو تو نے خلاف علم و دیانت وفہم قرار دیا تھا۔ پھر اسی کو کر کے تو بددیانت اور بے علم و نافہم ثابت ہوا یا نہیں؟

(۶) اگر ہوا۔ تو بتلا کہ احمد اللہ نے جو دفع شر کے لیئے خلاف حکم رسول و احادیث مقبول وعظ خطبہ کو ترک کیا تھا۔ تو نے بھی ویسا ہی کر دکھلایا یا نہیں؟ اور یہ واقعہ اسی تنازعہ اور فتنہ کے متعلق مثالاً تو نے بیان کیا تھا۔ یا نہیں؟

۷ جبکہ فعل احمد اللہ اور فعل ثناء اللہ یکساں ہیں۔ تو جو نتیجہ احمد اللہ کے فعل کا بوجہ خلاف شریعت ایک امر کو مان لینے کے ہوا تھا۔ وہی نتیجہ تیری اس بے علمی اور بددیانتی کا بھی ہونا چاہیئے یا نہیں؟ یعنے یہ مصالحت بھی مصداق شبے دیگر نیمے ماند کی ہوگی یا نہیں؟

(۸) اگر ہوگی۔ تو اس فعل عبث سے جو ناجائز مصالحت کر کے سرزد ہوا ہے کیا فائدہ ہوا بجز اس کے کہ تیری بددیانتی ظاہر ہو گئی؟

(۹) کیا کسی آیت و حدیث میں یہ آیا ہے۔ کہ دینی منازعات کی مصالحت میں اُس حق کو جس کا تمکو دلائل اور علم یقین ہو چکا ہو چھوڑ کر ناحق اور خلاف ملت باتوں کو مان کر صلح کر لیا کرو؟

(۱۰) اگر ایسا شریعت میں نہیں اور ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ ہرگز نہیں! تو بتلا اب بھی حدیث مرفوع کی تصدیق میں کوئی احتمال باقی رہا ہے۔ کہ تم میں سے ہی جوش نفسانیت سے ایک فتنہ نکلا تھا۔ اور تم نے ہی باتباع نفس و ہوی اس فتنہ کو وہیں جہاں سے نکالا تھا۔ وہاں پہنچا دیا؟ نہ خدا کیلئے وہ مخالفت تھی۔ اور نہ خدا

تنبیہ السفیہ

اب آگیا ہے وقت ہزیمت جناب کا
طوطا اُڑے گا عقل فضیلت مآب کا

اترے گا وہ غرور کا جن جو سوار ہے
یکلخت نشہ ہوگا ہرن اب جناب کا

مدت سے تھی جو آپ کے تخمیر میں پڑی
گوشہ اُلٹنے ہی کو ہے اب اس نقاب کا

اے دوستو یہ روئے سخن اس کی سمت ہے
جو مستحق نہیں کبھی اچھے خطاب کا

کہتا ہے بوالوفا ہوں مگر بیوفا ہے وہ
لپکا سا ہے اُسے سخن ناصواب کا

ہاں ہوشیار! ثناء اللہ ہوشیار
اظہار ہوگا اب ترے حال خراب کا

تکذیب انبیاء میں ہے ایسا تجھے کمال
پیچھے رہا ہے جس سے قدم بولہب کا

لاریب تو یہود کی ایک یادگار ہے
بیشک عدو ہے دین رسالت مآب کا

تجھ کو نہیں ہے معنی و مطلب سے کوئی کام
حمال خر کی طرح ہے بار کتاب کا

جو منہ میں آئے وہ تجھے بکنے سے کام ہے
پاس و لحاظ کچھ نہیں صدق و ثواب کا

صادق کی عقل میں تو یہ آنا محال ہے
کاذب رموز داں ہو خدا کی کتاب کا

قرآن کے فہم کے لیئے تطہیر چاہیئے
اک یہ بھی خاصہ ہے اس اطہر کتاب کا

سچ ہے کہ لا یمسہ الا المطہرون
کلب و حمار کب ہو مفسر کتاب کا

بنتا ہے جب کہ آپ سگ و خر کا تو مثیل
مظہر ہے خود ہی حال تباہ و خراب کا

پھر کیوں نہ تیری صورت ہو صوت حمیری
پھر کیوں نہ ڈر ہو تیرے دہن کے لعاب کا

او بدخصال تجھ کو مبارک یہ نام شل
جو سب سے بڑھ کیا ہوا اُمّ الکتاب کا

رسوا کیا ہے خود تجھے تیری کلام نے
مصداق خود بنا تو حمار و کلاب کا

سمجھا نہ ہو بلید تو تفسیر اپنی دیکھ
اب حق جو ہے تو اپنے ہی پر ہے عتاب کا

کر لے اُس اشتہار کا بھی پھر معائنہ
آئینہ جسمیں حال ہے تیرے شباب کا

وہ سفلہ خوئی اور وہ آوارگی تری
وہ لت وہ مشغلہ حرکات خراب کا

جو کچھ بھی تجھ پہ گذری ہے سب اسمیں درج ہے
پڑھ کر اسے جواب تو ہوگا کیاب کا

اُس اشتہار کا جو پتا چاہتا ہو تو
تو حاشیہ پڑھائیں میری دید کتاب کا ۵۲

خود با شئے تو کہ کلام مجید میں
مصداق ایسا شخص ہے شر الدواب کا

ہاں تو تو شمار ہو ہاں انہو حبیب جا
لازم تجھی ہے تجھ پہ ڈبونا حجاب کا

ہیں ہم تو آشکار تری بیحیائیاں
شاہد جہاں ہے تیرے ہی حال خراب کا

یہ حال اور اسی پہ یہ انداز شر مرہ
تجھ کو لحاظ چاہئے تھا شیخ و شاب کا

جو کچھ ہوا تھا وہ تو لڑکپن میں ہو چکا
تھا ایک دن کا ابتو وقت حصول ثواب کا

اس کو بھی کھو رہا ہے ستمگار کس لئے
آتا نہیں خیال تجھے کیوں حساب کا

پیری تو تھا میں خدا کے لئے گزار
آوارگی میں وقت کٹا ہے شباب کا

پیری تری ہے تیرے لڑکپن سے بھی بتر
مستحق بنا ہے زیادہ عذاب کا

آوارہ جب تھا اور ہوا اب تو شریر تو
دشمن مسیح و مہدی عالیجناب کا

حیرت اب اسی میں تاسیہ ہے جلد تو
تجھ کو بھی اگر ہے خوف شدید العقاب کا

حیرت یہ ہو کہ ہے تجھے انکار کس لئے
آئینہ جبکہ حال ہو اس کامیاب کا

کیوں استقدر ہے تجھکو صداقت سے دشمنی
کیوں راہزن ہو نور صدق و ثواب کا

کیوں گمرہی میں تو نے ہے ڈھالا ہے پانو
کیوں خوف اڑ گیا ترے دل سے عذاب کا

[illegible]

کیوں وقف کذب ہو گئی ظالم تری زباں
کیوں نبگیا عدو سخن باصواب کا

قہر خدا سے کیوں نہیں ڈرتا تو او خبیث
کیوں تیرے دل سے محو ہوا دن حساب کا

اتنی بھی تو تمیز نہیں تجھکو اے سفیہ
موقع سوال کا ہے کہ موقع جواب کا

عاقل پکار اٹھتے ہیں سن کر ترا بیان
مجنوں کی ہے یہ بڑ کہ اعادہ ہے خواب کا

اس پر تو بات بات میں کرتا ہے اعتراض
رہتا ہے منتظر بھی تو اسکے جواب کا

جو بات ہے وہ بہکی ہوئی ہے زبان پر
خبطی ہے تو کہ نشہ ہے تجکو شراب کا

حضرات کا قول کچھ ہے ترا اعتراض کچھ
کلھڑ یہ بول کا ہے وہ شیشہ شراب کا

میں تجھسے پوچھتا ہوں تمہی ناک کیا ہوئی
جو امتیاز ہی نہیں بول و گلاب کا

حد سے گذر گئیں تری یاوہ سرائیاں
کرتا نہیں علاج دماغ خراب کا

گستاخیاں بھی کس کے مسیح زماں کیساتھ
بدگو بھی کس کا مہدی عالی جناب کا

وہ مہر نیم روز ہے ناداں ہو ہوشیار
آتا ہے منہ پہ تھوکا ہوا آفتاب کا

لازم تجھے بھی ہے کہ تائب ہو جلد سے
ورنہ ہدف بنے گا سہام عذاب کا

باز آ اس اپنی یاوہ سرائی سے باز آ
یہ جا غلام امام تقدس مآب کا

اٹھتا ہے ورنہ اب تری خدمت کیواسطے
اک محمدی غلام شہ بوتراب کا

قاسم پھر آج تیری اڑاتا ہے دھجیاں
ہے حوصلہ تو قصد کر اس کے جواب کا

انجمنوں وغیرہ کے انجام

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ زمانے کی انجمنوں اور مدرسوں کا حال بھی کچھ بیان کر دیا جاوے کیونکہ یہ بھی اصلاح مسلمانوں کے ذرائع ہیں۔ انکی کیفیت معلوم ہو جانے سے انجمنوں کی ریفارمری کی حقیقت بھی کھل جائیگی۔ اسکو بھی ثنائی بیانات سے شروع کرینگے۔ سب سے بڑی انجمن حمایت اسلام لاہور ہے۔ اُس کے اندرونی حالات بہت کچھ اخباروں میں نکل چکے ہیں۔ تغلب وغیرہ کے قضیے جو آخر عدالتوں تک پہنچے کسی سے مخفی نہیں ہیں۔ اُسی کے متعلق ثنائی بیان یہ ہے:

"لاہور کی انجمن حمایت اسلام میں جو اختلاف [illegible] ہے دنگل کی صورت اختیار کرنا چاہتا ہے نہایت افسوس ہے کہ مسلمانوں کی پبلک جیسی اصلاح طلب ہے ویسے ہی ان کے مصلح بھی اصلاح طلب ہیں۔ [illegible] کا نمونہ بھلا کیسے نہیں۔ اسی انجمن کے متعلق [illegible] پارٹی کی [illegible] لیا ہے کہ وہ ان کا رد [illegible] معاندانہ پہلو تک پہنچ چکا ہے۔ ہمیں کسی فریق سے غرض نہیں مگر واقعات ہم کو بتلاتے ہیں کہ معاملہ اخلاص سے نکل کر عناد تک پہنچ گیا ہے۔" بلفظہ ملخصاً (اہلحدیث مورخہ ۱۱ فروری [illegible])

اس سے آگے دہلی کے متعلق آپ کی تحقیق حسب ذیل ہے جو اسی مضمون میں ہے کہ "اس (انجمن کے) رونے کو ہم یہاں ہی چھوڑ کر دہلی پہنچتے ہیں تو افسوس یہاں اس سے بھی زیادہ خرابی پاتے ہیں۔"

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ زمانے کی انجمنوں اور مدرسوں کا حال بھی کچھ بیان کر دیا جاوے کیونکہ یہ بھی اصلاح مسلمانوں کے ذرائع ہیں۔ انکی کیفیت معلوم ہو جانے سے انجمنوں کی ریفارمری کی حقیقت بھی کھل جائیگی۔ اسکو ہم بھی ثنائی بیانات سے شروع کرینگے۔ سب سے بڑی انجمن حمایت اسلام لاہور ہے۔ اس کے اندرونی حالات بہت کچھ اخباروں میں نکل چکے ہیں۔ تغلب وغیرہ کے قضیے جو آخر عدالتوں تک پہنچے کسی سے مخفی نہیں ہیں۔ اس کے متعلق ثنائی بیان یہ ہے:

"لاہور کی انجمن حمایت اسلام میں جو اختلاف ہے وہ اب دنگل کی صورت اختیار کرتا جاتا ہے۔ نہایت افسوس ہے کہ مسلمانوں کی پبلک جیسی اصلاح طلب ہے ویسے مصلح بھی اصلاح طلب ہیں۔ ہم خود کا تذکرہ کیا کرتے ہیں کہ انجمن کے متعلق متعدد پارٹیوں کی جانب سے جو تحقیقات ہوئی ہے کہ دونوں کا رد یہ تنازعہ کمیٹی سے بڑھ کر معاندانہ پہلو تک پہنچ چکا ہے۔ ہمیں کسی فریق سے غرض نہیں مگر واقعات ہمکو بتلاتے ہیں کہ معاملہ اخلاص سے نکل کر عناد تک پہنچ گیا ہے" بلفظہ ملخصاً (اہلحدیث مورخہ ۱۱ فروری)

اس سے آگے دہلی کے متعلق آپ کی تحقیق حسب ذیل ہے جو اسی مضمون میں ہے کہ

"اس (انجمن) کے رونے کو ہم یہاں ہی چھوڑ کر دہلی پہنچتے ہیں تو خصوصاً وہاں اس سے بھی زیادہ خرابی پاتے ہیں۔"

مسلم لیگ کے جلسہ مین پر ایک پارٹی کے ممبر نے دعوت لیگ نام کتاب شائع کی کتاب کیا ہے اچھی خاصی مسٹریز آف دہلی ہے دلّی کے سربستہ رازون کا افشاء۔ اس کتاب مین دہلی کی ڈہیرہ بندیان اور خودغرضیان دکھاکر لیگ سے التماس کیگئی ہے کہ ان پارٹیون مین مصالحت کرائے۔ لیکن ہمین سنکر ادر افسوس ہوا کہ لیگ یا لیگ کے کسی ممبر نے اسطرف توجہ کی واللہ اعلم کیون ایسا کیا۔ بلفظ صفحہ مذکور

دار السلطنت لاہور و دار العلوم دہلی کی یہ حالت زار بیان کرنیکے بعد امرتسر جس نتیجہ پر پہنچا۔ اُس کو وہ بالفاظ ذیل ظاہر کرتا ہے کہ

"ہم نے جو اس (لاہور و دہلی کے حالات) سے نتیجہ پایا وہ بالکل صاف اور سیدھا مذہبی رنگ کا ہے کہ فرشتون نے جو نبی آدم کے حق مین قیافہ سے کہا تھا۔ اتجعل فیھا من یفسد فیھا حضور ایسے لوگون کو خلیفہ بناتے ہین جو ملک مین فساد کرینگے۔ خدا رحم کرے اُن فرشتون پر اُن کا قول کیسا سچا نکلا کبھی مذہبی رنگ مین ہے تو کبھی قومی حلیہ مین۔ کبھی ملکی جلوے مین ہے تو کبھی ذاتی حُسن مین۔ غرض ہر طرح جنگ و جدل ہی سنتے ہین۔ ہم کسی کو کیا کہین جب ہم دیکھتے ہین کہ ہمارا مقدس طبقہ علماء بھی اسی ہودی کا شکار ہو رہا ہے

نامردان روپیہ صلح جو آن پیام تو [illegible] — [illegible] و بیکار مرد او دبیر [illegible]

بلفظہ صفحہ مذکور کالم آٹھ

ندوۃ العلماء

دہلی میں ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ اواخر مارچ سنہ ۱۹۱۰ میں ہوا تو اسمیں امر زہری شیطان بھی داخل تھا چنانچہ جو ریمارک ندوہ اور جلسہ پر اُس نے کیے ہیں وہ اہل حدیث مورخہ ۱۵/۲۲ اپریل سنہ ۱۰ سے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں +

ندوہ اپنے خیر خواہوں کی قدر نہیں جانتا - اس کے ہاں قدر کے قابل وہی لوگ ہیں جو خلاف اپنے ضمیر کے ندوہ کی تعریف کریں اور اُس کے عیب چھپاویں - مگر اہل حدیث ایسوں میں نہیں - مولانا شبلی باوجود صدر جلسہ ہونیکے بعض اوقات صدر پر بھی حکمرانی کرتے تھے - یہی وجہ ہے کہ سلطان عبد الحمید کی طرح آپکے خلاف بھی ینگ پارٹی بڑھی جاتی ہے جسکو آپکے رسالہ الکلام نے اور بھی تقویت پہنچائی ہے - طلباء کی نالیش جو ندوہ نے مولوی سلیمان مدرس کو بھی پیش کردیا جنکو بیشتر کبھی موقع پر ایام طالبعلمی میں پیش کیا گیا تھا - ندوہ کو مستقل مجلس علماء ہونیکا دعویٰ ہے - لیکن اہل دانش کے نزدیک اپنے استقلال پر قائم نہیں (علیگڈھ) کانفرنس میں دستور ہے کہ جب کوئی قرآن مجید کی تلاوت کرے تو حاضرین کھڑے ہو جاتے ہیں - ندوہ نے

بھی اس علیگڈھی (بدعت) پر خوب عمل کیا گیا۔ کیا ندوہ کے علما
بتلا سکتے ہیں کہ اس میں اور مولود کے قیام میں کیا فرق ہے۔ یہ
نہایت افسوس ہے کہ علماء کی طبیعتوں سے اہل اسلام کو سخت
نقصان ہو رہا ہے۔ ندوہ اس غرض سے قائم ہوا تھا کہ اہل اسلام
خصوصاً علماء اسلام کی اصلاح کر کے ان کو پابند اتباع سنت
تسلیم ہے کہ علمائے اسلام گزشتہ ہو سکتے ہیں۔ ندوہ گو مغربیہ
کی پیروی میں مادی ترقی چاہتا ہو۔ لیکن ندوہ سبب کم اپنے
اصحاب کرام کو اسوہ حسنہ نہ بنا دیگا اپنے اصلی منصب سے گر جائیگا
بلفظہ ملخصاً صفحہ ۱۰ تا ۱۱

شبلی نعمانی



مولوی شبلی کے نام سے عموماً ناظرین واقف ہیں۔ یہ حضرت ندوۃ العلماء
کے حقدار ہیں۔ آج کل ان کی نزاع اخباری دنیا میں وبا کی طرح پھیلی
ہوئی ہے۔ چنانچہ امرتسری معاصر اپنے اہلحدیث مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۱۰
میں ان کے متعلق حسب ذیل بیان کرتا ہے۔

"اخباری دنیا میں یہ نزاع شبلی اور شبلی پارٹی کی منازعت

اب نظر آئی ہے۔ مگر ہمیں اس کا علم برسوں سے ہے
ہم نے اُس مخالفت کے وجوہات ظاہر جو پائے ہیں یہ
ہیں (۱) مولانا شبلی کے عقاید اہل سنت کے برخلاف
ہیں۔ (۲) مولانا شبلی احکام اسلامیہ حتٰی کہ نماز روزے
کے بھی پابند نہیں۔ (۳) مولانا شبلی کو اسلام
پر بھی اعتقاد اور ایمان نہیں (۴) مولانا
شبلی سرسید سے بدتر ہیں۔ ان کے علاوہ انتظامات پر
بھی کچھ اعتراضات ہیں۔ یہ الزامات ہیں۔ جو ارکان ندوہ
کی طرف سے عرصہ دراز سے ہمارے کانوں میں پہنچتے
رہے ہیں۔ یہ تو ہیں واقعات شنیدہ۔ اب ہم اپنی رویت
اور چشم دید علم بھی پیش کئے دیتے ہیں۔ ہمیں بہت دیر
تک تو کبھی مولانا شبلی سے مصاحبت کا موقعہ نہیں ملا۔
تاکہ معلوم ہو سکے۔ کہ وہ نماز روزے کے پابند ہیں یا
نہیں۔ ہاں اجبقدر موقعہ ملا۔ ہم نے ان کو اسی نوع
کا عالم پایا جس نوع کے عالم کی آج کل ضرورت ہے
معتقدات اور اعمال کا ہمیں علم نہیں۔ ایک وجہ شبلی کے
کام پر بھی اعتراض کی ہے۔ کہ شبلی کے اثر صحبت سے
طلباء میں اتباع سنت کا اثر نہیں۔ یہانتک کہ خط میں
السلام علیکم کے بھی روادار نہیں۔ مولانا شبلی

سے نے ایک دفعہ مجھے خط لکھا جسمیں سلام نہ تھا میں نے اعتراض کیا۔ جواب میں دوسرا خط آیا۔ تو "السلام علیکم" تھا۔ خود ندوہ کے دفتر سے جو زیر اثر ایک دیندار مولوی سید عبدالحی کے مراسلات جاتے تھے۔ ان میں بھی۔ السلام علیکم نہ ہوتا تھا۔ مختصر یہ کہ ارکان ندوہ میں جو آجکل اختلاف ہے۔ بظاہر تو یہ دینداری پر مبنی ہے۔ آیندہ اس کا علم خدا کو ہے۔ ظاہر کے خلاف باطنی نیت کی تعیین کرنے سے ہمیں خوف لگتا ہے۔ بلفظہ ملخصاً صفحہ ۲۲ و ۲۳ اخبار اہلحدیث

بس اقتباس سے بلا دقت ندوۃ العلماء کے رکن اعظم کی بھی حقیقت معلوم ہو گئی۔ اور امرتسری خبیث نے بھی ان جملہ الزامات کی بنیاد دینداری پر قائم کی ہے۔ آگے اس سے انجمن ہدایت الاسلام دہلی کا حال بزبان امرتسری دجال سن لیجئے جسکو اہلحدیث مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۱۱ء میں بالفاظ ذیل درج کیا ہے

"انجمن ہدایت الاسلام تو اسی غرض کے لیئے قائم ہوئی ہے کہ ناواقف مسلمانوں کو واقف بنا دے۔ قوم نے اس کو بڑی خوشی سے لبیک کہا۔ مگر ہم بکمال افسوس اور ہمدردی سے اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ انجمن کے واعظ عموماً انہیں مقامات پر دورہ کرتے ہیں جہاں سے چندہ کی امداد مل سکے انجمن کے متعلق ہمیں کئی ایک مخلصانہ شکایتیں ہیں۔ مگر خوف ہے

کہ کوئی صاحب بدگمانی سے ہماری شکایت کو معاندانہ اعتراض سمجھیں۔ اس لئے آجتک انکا اظہار نہیں ہوا۔ انجمن موصوف کا آرگن "الہدایت" عام اجازت دیگا۔ تو عرض کیا جائیگا

بلفظہٖ صفحہ ۲

ابو محمد و ابو المنصور

انجمن ہدایت الاسلام دہلی کے متعلق اخبارات میں بہت کچھ شکایت بجا و جائز شائع ہو چکے ہیں۔ لیکن امرتسری کی ہدایت اور تنبیہ کے لئے اسی کے اخبار سے ثبوت دینا ضروری سمجھکر باقی کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اس سے پہلے سرپرست انجمن مولوی ابو محمد عبد الحق مفسر تفسیر حقانی کا ذکر خیر ملاحظہ ہو۔ دہلی میں بقیۃ الخلف یہی بڑے مولوی ہیں۔ آپ نے جب تفسیر حقانی شائع کی تو حسب ذیل فتوے و تردید تفسیر منجانب دیگر علماء احناف جواب تفسیر حقانی و "پنج گنج" نام سے شائع ہوا جنمیں سے چند اقتباس ہدیہ ناظرین ہیں۔

> "چونکہ تفسیر حقانی کی عبارت سے مفسر کی سخت تر بے دینی اور دین اسلام کی کمال فضیحت ظاہر ہو مسلمانوں کو ضرور ہے۔ کہ بموجب حکم خدا اور رسول ایسا سخت کفر بکنے والے مفسر کے سایہ سے بھی بچتے رہیں"۔ مولوی محمد عبد الواسع حنفی

مفسر تفسیر حقانی کے کفر پر خود تفسیر حقانی کی عبارات فتویٰ دے رہے ہیں۔ کیونکہ جو اُسے دیکھیگا بے تحاشا نفرین اس کی زبان پر جاری ہوگی۔ ہر ایمان دار کو ضرور ہے۔ کہ وہ مفسر موصوف سے بعد المشرقین اختیار کرے "

مولوی محمد یسین حنفی

بلفظہ ملخصاً جواب تفسیر حقانی مطبوعہ نصرۃ المطابع دہلی ۱۳۰۵ھ صفحہ ۲۹ و ۳۰

اندنوں تفسیر حقانی مصنفہ مولوی ابو محمد عبد الحق دلہمیرا رانگہڑ کا میں نے دیکھا۔ یہود و نصاریٰ اس تفسیر پر قہقہہ لگاتے ہیں۔ اور مضحکہ اُڑاتے ہیں۔ رسالہ جواب تفسیر حقانی کے جسمیں اس کے کفریات ظاہر کیئے گئے ہیں کسی ایک بات کی بھی تردید نہ کر سکنے سے ابتک لوگ مفسر کو بے لیاقت جانتے تھے۔ مگر گالیاں بکنے اور بپٹسٹ مشن کا کرسٹان بن جانیسے سب نے جانا کہ وہ کمینہ اور بدمعاش بھی ہے۔

بلفظہ ملخصاً ریویو تفسیر حقانی مشمولہ تیغ کج ص اوے

از مولوی جمیل احمد حنفی

حاجی حکیم مولانا بدر الحسن صاحب کا ایک خط ریویو ندوہ کے صفحہ ۸ پر بنام

مولوی ابو المنصور دہلوی بالفاظ فارسی درج ہے۔ اسمیں مولانا حکیم وحاجی صاحب موصوف اپنے اخلاق فاضلہ کو ان الفاظ میں رقم فرماتے ہیں۔

"مخدومنا ابو المنصور لاریب مصنف تفسیر حقانی را مالیخولیا

مرافقست اگر پیشم بودے بجلد از دوکوب شدے

بلفظہ عن موضح الحاجۃ

مولوی نور الہدے صاحب حنفی کی شہادت مولوی عبد الحق مفسر تفسیر کے متعلق مولوی ابو المنصور مذکور کے حاشیہ تحفہ پر بایں فقرات نقل کرتے ہیں۔ کہ

"حضرت مولانا نور الہدے صاحب فرماتے ہیں۔ کہ الہٰی زبانیں تو سے اس رانگھڑ بدلگام کے منہ میں کیڑے پڑ جاینگے۔ اور بُری موت مریگا۔ اس کی لیاقت کفریات تفسیر حقانی سے اور اس کی اصالت گالیاں بکنے سے سب پر کھل گئی۔ ایسا بدمعاش جو ابھی سر عدالت جہان بحلف کہنا پڑتا ہے جورو کے نکاح اور اپنی تحریر سے برملا انکار کر گیا۔ اور آخر کو اسی جورو کے مہر وغیرہ میں تین سو روپیہ ادا کیئے۔"

بلفظہ حاشیہ پر تفسیر حقانی مشمولہ صحیح

یہیں! ناظرین علمائے حال اور ان کی انجمنیں۔ اور انجمنوں کے سرپرست اور مفسر وغیرہ اس کے آگے مفسر حقانی کا فتوے بھی مولوی ابو المنصو

ا؎ مفسر حقانی کے ایک مقدمے کی طرف اشارہ ہے۔ احمدی

امام فن مناظرہ مولوی ابو المنصور پر حقانی فتوے

کے حق میں ملاحظہ فرمالیں. ابو المنصور دہلی میں امام فن مناظرہ اہل کتاب کے خطاب سے مشہور تھے اور ردّ نصاریٰ میں کئی تصانیف شائع کرکے فوت ہو چکے ہیں. انکی ہی کوشش سے جواب تفسیر حقانی و پنج گنج وغیرہ مرتب ہو کر شائع ہوا. اس لیئے حقانی قوت انتقامیہ بحسب ذیل فتوائے ان پر جڑا تاکہ عوض معوض گلہ ندارد والا معاملہ پورا رہے

"حیرت کا مقام ہے بڑے تاسف کی جا ہے. کہ میاں ابو المنصور صاحب جو دالی پور کے مومن تھے. ابتداءً لکھنؤ میں شیعہ غالی بنکر تبرہ میں ایک رسالہ بھی لکھ چکے ہیں. اور پھر فرخ آباد مشن میں کرسٹان ہوئے پھر بعد ان و فرزند الہ آباد میں مسلمان ہوئے پھر مخدوم کی [illegible] میں ملازم ہوئے - وہاں سے دہلی آکر پادری ونٹر صاحب سے دس روپیہ ماہوار پاتے رہے پھر کسی مصلحت سے مسلمانوں سے مکر امامت کے مدعی ہوئے - یہ شخص گو جاہل اور محض بے لیاقت اسلام میں کوئی چیز نہیں مگر لفظ امام سے اپنے منہ میاں مٹھو شہرت پاچکا ہے - یہ شخص علاوہ جاہل محض ہونے کے خفیہ نصرانی معلوم ہوتا ہے پیرایۂ اسلام میں اپنا کام کرنا چاہتا ہے مسلمان کو کرسٹان سے بچنا چاہیئے"

بلفظہ [illegible] اعلان لاہل الایمان مشمولہ [illegible]

اس قضیۂ احناف کو بھی ثنائی انصاف پر چھوڑ کر آگے اہلحدیث کی نموۃً چند کذب بیانیاں پیش کر کے مضمون علمائے خلف کو ختم کر دیتے ہیں

اہلِ حدیث کی کذب بیانیاں

تا اہلِ دروغگویوں پہ لعنت خدا کی ہے
باور نہو وے جسکو وہ قرآن دیکھ لے

امرتسری کاذب نے ایک انجمن قائم کی اور اس کا نام انجمن صادقین رکھا۔ اور اُسکی غرض یہ بتائی کہ مسلمان میرے سامنے سچ بولنے کا عہد کریں بظاہر تو یہ کام معمولی شہرت حاصل کرنیکے لئے اُس نے خاصہ سوچا ہے۔ لیکن احمدی جبکہ اسکو کاذب ثابت کر دینے کا ذمہ لے چکا ہے پھر بھلا کہیں کاذب بھی انجمن صادقین کا سکرٹری بن سکتا ہے اور جسکے کاذب و خائن ہونے پر اُسی کے ہم مذہب اُستاد و بزرگ گواہی دیں۔ جیسا کہ ہم بٹالوی و وزیرآبادی و غزنوی مولویوں کی شہادتیں اُسکے متعلق رسالہ ہیں نقل کر چکے ہیں۔ کیا وہ صادق ہونیکا دعوی کر نہیں کاذب نہیں ہے ہے اور ضرور ہے۔ پس ؎

خبر مکین ہے کہ کاذب صادقوں میں ہو شمار
کیا کبھی دیکھا ہی روشن تم نے بے روغن چراغ

لہذا امرتسری کذاب کا انجمن صادقین بنانا۔ دنیا کو فریب میں پھنسانا۔ اور جھوٹے طور پر کُونُو مَعَ الصَّادِقِیْنَ کا اپنے آپ کو مورد قرار دینا ہے

معزز ناظرین اگر آپ امرتسری خبیث ایڈیٹر اہلحدیث کے کاذب ہونے پر گذشتہ شہادتوں کو جو اُسکے بزرگان کی ہیں مطبوعہ ناکافی سمجھیں اور خود اسکا اقبال اُسکے کاذب ہونے پر سننا چاہیں تو خدا کے فضل سے **احمدی** کے پاس وہ بھی موجود ہے۔ لیجئے ملاحظہ فرمایئے جسکی تفصیل یہ ہے کہ بدر جنوری ۱۹۰۶ء میں حضور مغفور مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تقریر شایع ہوئی تھی جسمیں ایک شخص کی غلط فہمی پر وہ "احمدی و غیر احمدی میں فرق" کے متعلق بتایا گیا تھا کہ یہ یہ فرق احمدیوں اور غیر احمدیوں میں ہیں مگر انجمن صادقین کے سکنڈ کذاب اکبر نے حضرت اقدس کی جوابی تقریر کو مقرر غیر کے قول کو ہی حضرت مسیح موعود کا قول قرار دیکر بیحیائی سے اسپر زیر عنوان "کرشن قادیانی سے ہمارا فیصلہ شد" مندرجہ ذیل نوٹ ۹ فروری ۱۹۰۶ء کے اہلحدیث میں شایع کر دیا کہ

آج ہم ناظرین کو خوشخبری سناتے ہیں کہ مرزا صاحب "کرشن قادیانی گو اتنی مدت خفا رہے ہیں لیکن اب موت کے خوف سے سیدھے ہو چکے ہیں۔ آپ نے ۲۷ دسمبر کے روز جو اپنی سبھا کے بیچ میں لیکچر دیا ہے وہ قادیانی اخبار بدر ۱۲ جنوری ۱۹۰۶ء میں چھپا ہے۔ آپ نے اسمیں احمدی اور غیر احمدی میں فرق بتاتے ہوئے فرمایا ہے کہ۔ اِس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اسکے اور کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ (احمدی) وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ (غیر احمدی) لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں ہیں۔ اور بس باقی سب عملی حالت مثلاً نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور حج

وہی ہے" لو صاحب کوہ کندن و کاہ برآوردن پورا ہو گیا۔
ہم چاہتے تو اچھی طرح ثابت کرتے کہ آپ نے اس بیان میں کہاں تک
راستی سے کام لیا ہے اور اس حصر کر ہمیں آپ نے کہاں تک سچ
بولا ہے۔ لیکن چونکہ آپ بخوف موت مصالحت کیطرف جھکے
ہیں اس لئے ہمیں بھی اس کرید کرنے سے کیا مطلب۔ اب اگر
آپکا ہمارا اتنا ہی فرق ہے تو یہ کیا فرق ہے؟ پس مہربانی کر کے
اپنا غصہ پی جایئے اور اپنے قدیمی دوستوں سے گلو گیر ہو جایئے
مرزائیو۔ کرشن پنتھیو اب تو بڈھے میاں نے فیصلہ کر دیا ہے
اور تمھیں کوئی مزید ڈگری نہ دی۔ بلفظہ عن موضع الحاجۃ اہلحدیث صفحہ ۳ و ۴

یہ عبارت کسی شرح کی محتاج نہیں۔ بالصراحت اسمیں کہا گیا ہے کہ مرزا صاحب ع
نے احمدی و غیر احمدی میں صرف اقرار و انکار وفات مسیح کا فرق بتایا ہے دگر
نہیں چنانچہ بدر کی عبارت کو بھی امرتسری نے اس نوٹ میں نقل کیا ہے۔
جسپر نمبر بھی خط دیدیا ہے۔ اسمیں کوئی ایچ پیچ نہیں۔ کوئی ہیر پھیر نہیں
صاف صاف الفاظ میں اسکو مصالحت کیطرف جھکنا بتایا گیا ہے اور اس حصر
کر دینے کو دروغ بیانی وغیرہ کہا گیا ہے اور مرزائیوں کو اس فیصلہ کیطرف
خاص توجہ دلائی گئی ہے کہ دیکھو بڈھے میاں نے تمھیں کوئی ڈگری نہیں دی
وغیرہ۔ آپ انجمن حمایۃ المسلمین کے کاذب مدعی کا یہ کذب یاد رکھیں اور ذیل میں
پیشگوئی انکی اصل مضمون کو جسپر یہ کذب بیانی امرتسری نے ازراہ بے ایمانی کی ہے
ملاحظہ فرمائیں۔

"تقریر حضرت مسیح موعود - ۲۷ دسمبر ۱۹۰۵ء - اسوقت میری طبیعت علیل ہے اور زیادہ بول نہیں سکتا - ایک ضروری وجہ سے چند کلمات بیان کرتا ہوں کل میں نے سنا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسری لوگوں میں سوائے اسکے اور کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں ہیں اور بس باقی سب عملی حالت مثلاً نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور حج وہی ہے - سو سمجھنا چاہیئے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیات مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے - اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کیواسطے ضرورت نہتھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور ایک جماعت الگ بنائی جاتی اور ایک شور بپا کیا جاتا -"

بلفظہ بقدر الحاجۃ بدر مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲ کالم اول

کذاب امرتسری کی تکذیب کیلئے اصل تقریر مندرجہ بالا ہی کافی ہے اس سے زیاد[ہ] کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہر مذہب و ملت کا انسان مضمون مندرجہ بال[ا] کو پڑھکر جب خبیث امرتسری کی تحریر اہلحدیث مورخہ ۹ فروری ۱۹۰۶ء وال[ی] سنیگا تو صدق دل سے اُسپر لعنت بھیجیگا - کہ ایسے نام کے مولوی بھی دنیا میں موجود ہیں جو مخالف کے ذمہ بہتان صریح لگاتے ہوئے ذرا نہیں جھجکتے او[ر] سیاہ جھوٹ بول کر بھی انجمن صادقین کے خودبخود بانی اور سکرٹری بن جاتے ہیں

ہم امرتسری سے پوچھتے ہیں کہ یہودیوں کے حق میں جو قرآن مجید نے یحرفون الکلم عن مواضعہ فرمایا ہے تیری تحریف اُن سے بڑھکر ہے یا کم یا برابر ہے؟ اگر تو انجمن صادقین کا سکرٹری ہے تو سچ بول کر بتا دے کہ یہودیوں سے تیری مماثلت نقل بالفعل ہو گئی یا نہیں؟ ناظرین آپ تعجب کرتے ہونگے کہ اس اشر الناس نے کیوں اتنا جھوٹ بولا اور کیوں روسیاہی حاصل کی یا شاید آپ میں سے کسی کا اگر یہ خیال ہو کہ ثنا اللہ کی غیر حاضری میں کسی سگ زرد نے بحیثیت نائب ایڈیٹر ہونیکے ایسا لکھدیا ہو اور ایڈیٹر صاحب کو اسکا علم ہی نہو تو انکے خیال کی تردید میں ہم خاص امرتسری کا اس کذب بیانی کے جرم سے اقبال پیش کر دیتے ہیں تاکہ پھر کوئی حالت منتظرہ باقی ہی نرہے سُنیئے۔ جب کاذب مذکور کو اپنا کذب ظاہر ہونا معلوم ہوا تو انجمن کاذبین میں بڑے سوچ بچار کے بعد ایک ریزولیشن پاس کر کے اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۰۶ء میں بالفاظ ذیل شایع کیا کہ۔

"مرزا صاحب قادیانی سے فیصلہ ہونیکے متعلق گذشتہ پرچہ میں ہم نے ایک نوٹ لکھا تھا اسکے متعلق ایک راز افشا کرنا باقی ہے مگر قادیانی اخبار بدر کا مضمون دیکھکر ہم لکھنے لگے ناظرین ذرا صبر کریں" بلفظہ صفحہ ۹ کالم اول

مجرم کا جُرم سے اقبال

دیکھیئے امرتسری کی چالاکی کہ جس دروغ سے ۹ فروری کے اخبار میں اپنے اعمال نامہ کو سیاہ کر چکا ہے اب اس کو فروغ دینے کیلئے بغلیں جھانکتا ہوا ناظرین سے ایک راز کے افشا کا وعدہ کر کے صبر کراتا ہے۔ مگر اسمیں جو راز افشاء کیا وہ اپنا ہی راز نکلا کہ کذب بیانی کے جرم سے خود ہی اقبال کر لیا ہمیں سے امرتسری کو واقعی حسب قرار خود روسیاہ الہٰ الوفا بنا پڑا دیکھو اہلحدیث مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲ کالم دوم جہاں یہی نام اس بیحیا نے اپنا تجویز کیا ہے سو خدا نے اسکو اسم با مسمیٰ ہی کر دکھلایا آپ ذرا متوجہ ہو کر سنیں کیونکہ اب ثنائی راز کا افشاء اور امرتسری ہرزہ درا کا موںھ سیاہ ہوتا ہے۔ بدر کے صادق ایڈیٹر سلمہ الرحمٰن نے جب ۱۶ فروری ۱۹۱۱ء کے بدر میں کاذب مذکور کا کذب ظاہر کیا تو دو ہفتہ بعد ۹ مارچ ۱۹۱۱ء کے اہلحدیث میں مندرجہ ذیل جواب امرتسری کذاب نے دیا جو عذر گناہ بدتر از گناہ کا پورا مصداق ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ

"کرشن قادیانی سے فیصلہ اور کی اپیل"

۹ فروری کے پرچہ (اہلحدیث) میں عنوان بالا پر کچھ لکھا گیا تھا جسکے متعلق قادیانی اخبار بدر نے اعتراض کیا ہے کہ یہ تقریر مرزا صاحب کی نہیں بلکہ کسی دوسرے کا مقولہ ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے یہ الفاظ ہیں مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ کل میں نے سنا تھا کہ ایک شخص نے کہا تھا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں

سوائے اس کے کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل
ہیں ہم مانتے ہیں۔ کہ یہ کلام دراصل اسی طرح
ہے ہا ہا
بلفظہ اہل حدیث ۹ مارچ سنہ ۱۱ء ص ۲ و ۳
ذرا اس تحریر میں امرتسری خناس کی اچھینگے حواس تو ملاحظہ فرمایئے کہ اپنے
کذب صریح و دروغ فتیح کو چھپانے اور صادق سلمہ سے جان چھڑانے
کی غرض سے جھوٹ پر جھوٹ بولتا ہے۔ مگر مجال کیا ہے۔ کہ جھوٹ سچے
کو چھوڑ سکے۔ دیکھئے تو سہی ؎

بے حیا لکھتا ہے گھبرا کے یہ کیا بات عجب۔
جھوٹ کا اپنے تو خود کرتا ہے اقرار یہ اب
بازپرسی پدر سے ہوئی وہ خشکی لب
عاجز آیا تو سراپا ہوا۔ فی۔ نار غضب
ایک بھی جھوٹ کو دکھا نہ سکا بھاگ گیا
للہ الحمد کہ خناس کا کھڑاگ گیا

او شہد یو او دیکھو تمھارا ایڈیٹر اور مولوی اپنے قلم سے اقرار کرتا ہے
کہ ہاں میں نے دانستہ اور عمداً اخلاف واقعہ جسکا دوسرا نام جھوٹ ہے
لکھا۔ بھوا اس کا ذب مفتری کی کیا سزا ہے ؟ اور بتاؤ کہ یہ انجمن
صادقین کی سکتری شپ کے قابل ہے یا انجمن کاذبین کا پیشرو ؟
اور یہیں حق ہے یا نہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہیں۔ اللہم انجمن
تو زود سے کہدو۔ کیونکہ آئین یا کہو گے تو تم بڑے شائق ہو۔

امرتسری سے استفسار

سُن امرتسری کاذب " مذہبی اختلاف ہوتا چلا آیا ہے اور ہوگا مگر مذہب کی حمایت میں جھوٹ بولنے والا دو حال سے خالی نہیں ہوتا یا تو اسکا مذہب ہی اسکو ہدایت کرتا ہے کہ جھوٹ بولنا جائز ہے یا وہ شخص (کاذب) عملی طور پر دکھاتا ہے کہ میں جس مذہب کی حمایت میں ایسا کر رہا ہوں۔ باوجودیکہ اس میں دروغ کو بے فروغ کہا گیا ہے لیکن میں عملی طور پر دکھاتا ہوں۔ کہ میں اس مذہب کا پابند نہیں۔ یہ دونتیجے ایسے ہیں۔ کہ ذرا سی عقل والے کو بھی ان کی صحت میں شک نہ ہوگا"

بلفظہٖ اہلحدیث مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ اول کالم ۱

یہ تیرا اپنا مسلمہ اصول ہے اس کے مطابق اب بتا کہ اِن دونوں نتیجوں میں سے تیری کذب بیانی کس کے ماتحت ہے؟ کیا تیرا مذہب تجھکو اجازت دیتا ہے کہ جھوٹ بول۔ یا تو اپنے عمل سے دکھاتا ہے کہ تو لامذہب ہے۔

ہاں ہوش کرکے دیجئے اس کا جواب آج
اہلحدیث کی ابھی جاتی ہے ورنہ لاج

جھوٹ کی جھوٹی وجہ

دروغگوئی کا جرم تو باقرار مجرم ثابت ہو گیا۔ اب دروغگوئی کی وجہ موجبہ بھی سن لیجئے جو بعد اقبال جرم حماقت مآب امرتسری کذاب نے بتائی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ

"ہم نے کیوں اس کو مرزا صاحب کی طرف نسبت کیا؟ اسکی دو وجہ ہیں۔ ایک تو یہ کہ ثابت ہو۔ کہ مرزا صاحب کے مرید خاصکر اڈیٹران اخبار مرزا صاحب کے کہانتک پابند احکام ہیں۔ گذشتہ اپریل کی ۱۰ تاریخ کو الحکم میں لکھا گیا تھا۔ کہ

حضرت حجۃ اللہ (مرزا) نے حکم دیا کہ اہل حدیث وغیرہ کے جواب مت دیا کرو۔ اس لیے ہم آیندہ اہل حدیث کا جواب کبھی نہیں دینگے

شاباش ہے۔ الحکم کے اڈیٹر کو کہ اس نے آجتک گیارہ ماہ میں خود تو اہلحدیث کی نسبت کچھ نہیں لکھا۔ مگر افسوس کہ بدر صاحب اسمیں کامیاب نہ ہوئے ۱۶ فروری کے پرچہ میں اہلحدیث کے جواب کیطرف آخر متوجہ ہوئے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ مرزا صاحب کے دل سے پورے تابعدار اور منقاد نہیں"

بلفظہ اہلحدیث ۹۔ مارچ سنہ صفحہ ۳ کالم اول

ماشاءاللہ اس نادر توجیہ پر تو جسقدر بھی غیر مقلد بغلیں بجائیں بجا ہے۔ اور جسقدر بھی اپنے پیر کی رُخ مولوی کے قربان جائیں۔ روا ہے۔ آج تو ابن سبا اور نجدی کی روح بھی اپنے خلف الرشید کی تقریر اور فاضلانہ تحریر پر تبریدیہ پر نازاں و فرحاں ہو ہو کر اچھل رہی ہوگی یہ بات تو یہود بوں کے

باپ کو بھی نہ سوجھتی۔ جو اُسکے روحانی فرزند نے آج چودھویں صدی میں کر دکھلائی
انصاف تو یہ چاہتا ہے۔ کہ فرقہ نجدیہ وہابیہ اس یادگار سلف فخر خلف کو
معلم الملکوت کا خطاب دیکر شیاطین میں منادی کرا دیں کہ آیندہ بجائے
رجیم کے یہ تمہارا اُستاد واجب التعظیم ہے۔ بھلا کوئی اس مجدد زمان
سے پوچھے۔ کہ او نابکار! کیا قرآن مجید میں۔ یا کسی حدیث میں تو نے یہ
سُنا اور دیکھا ہے۔ کہ پرائی بدشگونی میں اپنی ناک کٹوانی
بجا ہے؟ اور دوسروں کی منقادی اور تابعداری معلوم کرنے کے لئے
ہر ایک بے ایمانی روا ہے۔ بول تو سہی ؎

جواب مفتیٔ صادق لکھا کاذب یہ کیوں ایسا؟
کہ جسکو دیکھ کر شیطان بھی لاحول پڑھتا ہے

پیارے ناظرین! آپ نے سن لیا۔ کہ امرتسری بدانجام یہ تو مان گیا۔ کہ
بدر والا مضمون سچ ہے۔ اور اہلحدیث نے جھوٹ لکھا ہے۔ مگر وہ جھوٹ
کیوں لکھا سہواً یا عمداً؟ نہایت شوخی سے بیان کرتا ہے۔ کہ سہواً
نہیں قصداً ہم نے مرزا صاحب کیطرف اس کو منسوب کیا ہے۔ تاکہ
مریدان مرزا صاحب کی آزمایش کریں۔ اب اس نامعقول وجہ کے متعلق
ہمارا جواب ملاحظہ فرمائیے۔

دروغگو را حافظہ نباشد

ا۔ اسی بداعمال ثانی دہرمپال نے اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۵ اپریل ۱۹۱۱ء میں زیر عنوان "کم اپریل کا جھوٹ" مرزا حیرت کے اپریل فول پر نصیحت کرتے ہوئے حسب ذیل حدیث کو نقل کر کے ہر قسم کے جھوٹ سے ممانعت پر استدلال کیا ہے۔

"حدیث شریف میں سرور کائنات نے فرمایا ہے لا یصلح الکذب جداً و لا ھزلاً یعنی جھوٹ نہ قصد سے نہ مخول سے کسی طرح بھی جائز نہیں"

بلفظہٖ عن موضح الحاجۃ صفحہ ۶ کالم اول

بھولی جی مہاشہ ثناء اللہ! حدیث میں تو ہر طرح سے جھوٹ بولنے کی ممانعت تھی۔ اور قصداً جھوٹ بولنا ناجائز تھا۔ پھر تم نے کس حدیث پر عمل کر کے قصداً جھوٹ بولا۔ یا قرآن کی کوئی آیت تفسیر کرتے ہوئے ایسی ہاتھ لگ گئی تھی۔ جسکا منشا یہ ہو کہ دوسروں کا ایمان برباد کرنے کے لئے پہلے اپنا ایمان برباد کر دیا کرو۔ یہ ممکن نہیں کہ آپ نے بغیر سند حدیث و قرآن کے ایسا مبارک اور نیک عمل کیا ہو کیونکہ جس اخبار میں تمہاری یہ کذب بیانی ہے۔ اس کی پیشانی پر یہ شعر درج ہے۔ جو اہلحدیث کا مذہب بتایا جاتا ہے

اصل دیں آمد کلام اللہ معظم داشتن

پس حدیث مصطفےٰ بر جان مسلم داشتن

اس لئے ضرور کوئی نہ کوئی حیلہ تمہارا کیا ہوگا؟ اگرچہ اسی پرچہ اہلحدیث کی پیشانی کا دوسرا شعر یہ ہے کہ

ما اہل حدیثیم و دغا را نہ شناسیم صد شکر کہ در مذہب ما حیلہ و فن نیست

ہمیں تو تمہاری اس بے ایمانی پر رونے کے افسوس آتا ہے۔ کہ ایک صادق کی مخالفت اور ضد و تعصب سے صداقت کے انکار نے تمہاری فطرت کو ایسا مسخ کر دیا۔ کہ لعنتوں کی بارانی جو رات دن تم پر ہو رہی ہے اسکا احساس تک نہیں ہوتا۔ خود سوچکر دیکھو۔ کہ ایک جھوٹ کو ثابت کرنے کے لیئے تمنے کسقدر اور جھوٹ بولنے شروع کر دیئے!

پہلا جھوٹ

تو یہ بولا کہ مرزا صاحب کی طرف غیر کے کلام کو منسوب کر کے۔ اس پر بطور تفریح ۲۰ فروری ۱۹۰۶ء کے اخبار میں بہت کچھ لکھ مارا۔

دوسرا جھوٹ

پہلے جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لیئے یہ بول دیا۔ کہ مرزا صاحب کے مریدوں اور ایڈیٹران اخبار کی آزمائش کے لیئے کہ کہانتک وہ مرزا صاحب کے پابند احکام ہیں۔ ہم نے یہ جھوٹ لکھا ہے۔ حالانکہ علاوہ خلاف قرآن و حدیث ہونے کے تمہاری کرتوت کی واقعات سے بھی تردید ہوتی ہے۔ دیکھو اپنے اعمالنامہ مورخہ ۲۳ جون ۱۹۰۵ء کا حسب ذیل مضمون!

وہ قادیانی کرشن کی توبہ ٹوٹ گئی۔ ہمارے ناظرین آگاہ ہونگے کہ کرشن جی مہاراج نے ۱۰ اپریل کے الحکم میں اپنے ایڈیٹروں

اور مریدوں کو اہلحدیث وغیرہ مخالفین کے جواب دینے سے روک دیا تھا۔ اس پر قدیمی فرمانبردار۔۔۔۔۔۔ الحکم نے لکھا تھا کہ اہل حدیث ہو۔ یا کوئی اور اخبار جو اس سلسلہ عالیہ پر اعتراض کرتا ہے ہیں اس کو مخاطب نہ کرونگا آج سے یہ سلسلہ الحکم میں بند کیا جاتا ہے لیکن افسوس کہ ایڈیٹر الحکم نے اس عہدِ واثق کو نہ نبھایا تھوڑے ہی دنوں بعد ۱۰۔ مئی کے الحکم میں پیسہ اخبار کو جوابات دیئے گئے۔ اخبار وطن کے ایک مضمون کا جواب دیا۔ ۲۴ مئی صفحہ ۱۱۔ پر پیسہ اور پرکاش کو جواب دینے کی کوشش کی۔ غرض اسیطرح کئی ایک مخالفوں کو جوابات دیئے میں مضامین لکھے ہیں"۔

بلفظہٖ ملخصًا اہلحدیث ۲۳۔ جون ۱۹۰۵ء صفحہ ۱ و ۲

کیوں جی مولوی فاضل! جو وجہ تم نے جھوٹ بولنے کی آج بتائی ہے وہ تو مندرجہ صدر اقتباس سے بالکل اڑ گئی۔ کیونکہ یہ آزمائش۔ تو تم جون میں ہی کر چکے تھے۔ کہ الحکم کا ایڈیٹر اور دیگر مریدان مرزا صاحب تمہاری محققانہ تحقیق کی رو سے مرزا صاحب کے احکام کے پابند نہیں ہیں۔ پھر اس جھوٹ کی سخلصتہ پر منہ مارنے کی ضرورت کیوں پڑی؟ اگر کہو کہ ایڈیٹر صاحب بدر سلمہٗ کی آزمائش کرنے کو یہ جھوٹ لکھا تھا۔ تو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ ایڈیٹر صاحب بدر بھی بدر مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۰۵ء میں زیر عنوان "اہلحدیث کا نمونہ" تمہارے خلاف لکھ چکے تھے۔ لہٰذا یہ عذر بھی صحیح

نمبر ۷۔ اگر کہو کہ دیگر مریدان مرزا صاحب کا حال معلوم کرنے کو کہ وہ بھی احکام مرزا صاحب کے پابند ہیں یا نہیں؟ تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ

۹۔ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء کے اسی دروغ آمیز مضمون میں تم مان چکے ہو کہ دوستانہ باش ہے۔ الحکم کے ایڈیٹر کو اس نے آجتک گیارہ ماہ میں خود تو اہلحدیث کی نسبت کچھ نہیں لکھا۔ گو اتنا تو اس نے بھی کیا۔ کہ کسی ایرے غیرے نامہ نگار کا مضمون اہل حدیث کے برخلاف درج کر دیا صفحہ ۲ کالم اوّل

ان ایرے غیرے نامہ نگاروں کے نام یہ ہیں۔ حضرت مخدوم الملت مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم رحمتہ اللہ علیہ جنہوں نے ۱۰۔ جولائی سنہ ۰۲ء کے الحکم میں تمہارے قوت باز و سیالکوٹی میرحی کو وہ کفر بالرسول کی عبرت انگیز سزا دیکر ایک اہل حدیث کی پردہ دری کی پھر ۲۴ ستمبر سنہ ۰۵ء کے الحکم میں فخر قوم خواجہ کمال الدین صاحب۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی نے خواجہ غلام الثقلین شیعہ کو نیچا دکھایا۔ پھر ۱۷۔ جولائی کے الحکم میں تمہارے برونسایک لاہوری شیعہ کو مخدوم الملت مرحوم نے ایسا پچھاڑا کہ دوبارہ اس خناس نے سر نہیں ابھارا۔ خود ایڈیٹر صاحب الحکم نے ۱۰۔ اگست سنہ ۰۵ء کے پرچہ میں تم پر لعنت بھیجکر تمہارا جواب دیا جس سے تمہارا یہ لکھنا بھی کذب ثابت ہوا کہ وہ ایڈیٹر الحکم نے گیارہ ماہ میں خود تو اہلحدیث کی نسبت کچھ نہیں لکھا۔ دیکھو او شیطان! ہم نے بفضل الٰہی یہ دکھا دیا۔ کہ ۱۰۔ اپریل سنہ ۰۵ء والے اعلان الحکم کے بعد اور تیری کذب بیانی

مندرجہ اہلحدیث ۹۔ فروری ۱۹۱۱ء والی چھپنے سے پہلے بدر و الحکم و دیگر اکابرین سلسلہ نے نہ صرف مخالفین سلسلہ کے ہی جوابات دیئے۔ بلکہ خود تیری پردہ دری بھی کی۔ علاوہ ازیں جبکہ تو "قادیانی کرشن کی توبہ ٹوٹ گئی" والے مضمون میں پہلے معلوم کر چکا تھا۔ کہ مریدان مرزا صاحب بزبان ثنائی پابند احکام مرشد نہیں ہیں۔ تو پھر یہ وجہ جھوٹ بولنے پر آمادہ ہونیکی تو نے کیوں قرار دی؟ اور واضح ہو کہ اس جگہ ہمنے صرف تیرا کذب ہونا تیرے ہی پیشکردہ دلائل و واقعات و مسلمات سے ثابت کرنا ہے۔ اس امر کا جواب کہ آیا ایڈیٹران اخبار سلسلہ و مریدان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام آپ کے احکام کے پابند ہیں یا نہیں؟ اور ان کو ایسے خبیثوں کے جواب دینے ضرور تھے یا نہیں؟ اور کیا وہ مخالفین کے جوابات ضروری دینے سے عدول حکمی آقائے نامدار کے مرتکب ہوئے؟ اپنے محل پر انشاء اللہ دیا جائے گا۔ یہاں پر ایک معمولی سی ضرب جیسا منہ ویسی چپیڑ لگا دیتے ہیں۔ اس کو سہلا تارہ اور ضرب شدید کا انتظار کر۔ سن! اگر بقول کاذب۔ مریدان حضرت مسیح علیہ السلام نے خلاف منشاء حضور مغفور بھی کیا ہے۔ تو ان کے فعل کو پیشکرنا اپنی ہی بددیانتی اور بے ایمانی کا اقرار کرنا ہے۔ دیکھ اپنا اصول مندرجہ ذیل جس سے تیری ذلت و خواری ظاہر ہے۔

"جو شخص کسی مذہب پر اعتراض کرتے ہوئے۔ اہل مذہب کی کمزوری اور بد اخلاقی کو پیش کرتا ہے۔ اس جیسا دوسرا

کوئی بد دیانت دنیا میں نہ ہوگا۔ گو ایسا بد دیانت اور بے ایمان ناواقفوں کی آنکھوں میں مٹی ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ بلکہ ایک حد تک کامیاب بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن اہل بصیرت کی نگاہ میں وہ ذلیل و خوار ہے"

بلفظہٖ بقدر الحاجۃ جنٹر اسلام صفحہ ۶ ۷

بول او ذلیل و خوار امرتسری نابکار! کہ تو نے اہل مذہب کی کمزوری کو پیشکر کے بقول خود بددیانتی کی یا نہیں؟ اب دوسرا جواب سن کہ اگر صحابۂ مسیح موعود علیہ السلام سے واقعی ہی کوئی غلطی ہوگئی ہو۔ تو محل تعجب نہیں۔ کیونکہ صحابہؓ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی وقوع غلطی ثابت ہے پڑھ! اپنی تفسیر اردو کا حاشیہ ذیل کہ

"صحابہ سے ایک موقعہ پر بوجہ غلطی کے یکم رجب میں (جو حرام کا مہینہ تہا) جنگ واقع ہوئی۔ اس پر مشرکین عرب نے آنحضرت اور آپ کے صحابہ پر (امرتسری شریر کی طرح۔ ناقل) طعن کرنے شروع کئے۔ کیونکہ ان مہینوں میں لڑنا پہلے سے منع چلا آیا تھا۔ اور عرب میں دستور عام تہا"

بلفظہٖ تفسیر ثنائی جلد اول مطبوعہ بار دوم کا حاشیہ صفحہ ۱۵۰

آگے بڑھ دیکھ اپنی اسی تفسیر کا حاشیہ جلد دوم کہ

"حضرت اقدس نے جنگ احد میں ایک پہاڑ کے درہ ازے پر چند آدمی مقرر کئے تھے۔ اور ان سے فرمایا تھا۔ کہ ہماری

فتح ہو یا شکست تم نے اس جگہ کو نہ چھوڑنا۔ جب
انہوں نے دیکھا۔ کہ مسلمان غالب آگئے۔ اب تو ہمارا یہاں
ٹھہرنا فضول ہے۔ ہر چند کہ ان کے سردار نے سمجھایا اور
حضرت کا فرمان عالی یاد کرایا۔ مگر ظاہر داری سے وہ غلطی کھا گئے
صرف دس بارہ آدمی ٹھہرے رہے (اور سب چلے گئے)
بلفظہٖ ملخصاً تفسیر ثنائی جلد دوم صفحہ ۱۰۱ شان نزول

پس جیسا کہ اصل صحابہؓ سے قابل عفو خطائیں واقع ہوئیں۔ ایسے ہی مثیل صحابہ مورد آیت کریمہ و آخرین منہم لما یلحقوا بہم یعنے خدام مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ سے بھی اگر کوئی خطا ہو جائے تو عجب نہیں۔ مگر یہ سب بطور تنزل مان کر ہمنے تمہارے مسلمات پر جواب دیا ہے۔ ورنہ کسی مرید و خادم حضور مغفور مہدی معہود و مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے ارشاد کیخلاف نہیں کیا۔ جس کو ہم انشاء اللہ اس کے موقعہ پر ثابت کریں گے فانتظروا!

اب ہم پھر اپنے اصل کلام کیطرف رجوع کر کے کہتے ہیں۔ کہ حضرت امرتسری نے علاوہ خلاف شریعت ہونے کے جھوٹ بولنے کی بیان کی تھی وہ بھی بجائے خود صحیح نہ نکلی۔ اور واقعات سے نہ صرف ہباءً منثورا ہی ہو گئی۔ بلکہ ایک اور دروغگوئی کا سیاہ داغ ابو الوفا کی روسیاہی کیلئے چھوڑ گئی۔ اور ثبوت نے جن تنکوں کا سہارا لیا۔ ان تنکوں کو بھی توڑ گئی۔ اس سے آگے

تیسرا جھوٹ

انجمن صادقین کے سکرٹری کا ملاحظہ فرمائیے۔ جو صادق سلسلہ کو دروغگو ثابت کرنے کی غرض سے لکھا ہے چنانچہ ایڈیٹر صاحب بدر کو لکھتا ہے۔ کہ

"آپ کی دروغگوئی کا ثبوت یہ ہے۔ کہ آپ اسی مضمون کے شروع میں لکھتے ہیں۔ کہ غزنوی صاحبان و مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ثناء اللہ کو کافر کہتے ہیں۔ آپ کے اس دروغ بے فروغ کو میں کیا رد کروں۔ جو بالکل ہی بے فروغ ہو۔ اس کو فروغ کیا دوں؟ اصل میں آپ کو اپنے بھائی ایڈیٹر الحکم کی صحبت کا اثر ہو گیا ہے۔ کیونکہ اس نے بھی ۲۴ جون ۱۹۱۰ء کے پرچے میں لکھا تھا۔ کہ مولوی ثناء اللہ پر جو کفر کا فتویٰ لگا ہوا ہے۔ وہ چھاپ کر نگینہ میں پیش ہوا۔ حالانکہ یہ مضمون سراپا غلط ہے۔ نہ کوئی فتوےٰ کفر کا چھپ کر لگایا۔ اور نہ نگینہ میں پیش ہوا۔ یہ تو محض مرزائی دروغ بے فروغ ہے۔ کہ ذرا سا بھی کوئی مضمون کسی کے برخلاف کہیں نکلے جھٹ سے اپنے تکفیر کا فتوے بنا لیتے ہیں۔

ملفوظہ از اخبار اہلحدیث ۱۰ مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۲

اس عبارت میں شدت زور سے یہ کہا گیا ہے۔ کہ غزنویوں نے کوئی

فتوے کفر کا ثناء اللہ کے خلاف نہیں لگایا۔ جواب کہتا ہے وہ دروغگو ہے یعنے بدر و الحکم کا اس کو فتوے کفر کہنا مرزائی دروغ بے فروغ ہے۔ ناظرین اس کو آپ یاد رکھیں۔ اور ذیل کے اقتباسوں کو جو ثنائی قلم سے شایع ہو چکے ہیں۔ ملاحظہ فرما کر امرتسری کذاب سے فتوے لیتے جائیں۔ کہ جنکی یہ تحریریں ہیں۔ وہ بھی کاذب اور دروغگو ہیں۔ یا نہیں؟ سب سے اول ہم برادر شغال قوت بازوئے امرتسری بد خصال کے خط مندرجہ الکلام المبین صفحہ ط سے دکھلاتے ہیں۔ کہ العلوہ غزنویہ میں تکفیر ثنائیہ بھی ہے۔ خط ۲۰ جون ۱۹۰۸ء میں ابراہیم سیالکوٹی بجواب استفسار امرتسری کے حسب ذیل لکھتا ہے۔ کہ

"میں نے اس تمہاری تفسیر والے معاملہ میں تین تحریریں ان (غزنویوں) کی طلب پر لکھی ہیں۔ جنکا خلاصہ یہ ہے۔ کہ میں بے شک ثناء اللہ کے ساتھ وجوہ تفسیر میں متفق نہیں ہوں۔ لیکن باوجود ایسے امور کے پھر انکو ایسا ہی نہیں کہتا جیسا کہ آپ کہتے ہیں۔ آپ (یعنی غزنوی) خوب جانتے ہیں وجوہ تفسیر میں اختلاف امر دیگر ہے۔ اور اس اختلاف پر تکفیر تفسیق تضلیل غیر مندرجہ اربعین امر دیگر ہے"

بلفظہ ملخصا الکلام المبین صفحہ ط

یہ تو پہلا دروغگو ہے جس کے دروغ کو خود ثناء اللہ نے اپنی برأت کے لیے الکلام المبین میں چھاپ کر فروغ دیا۔ اس ثنائی دروغگو نے

نے لکھدیا۔ کہ انجمن غزنویہ میں ثناء اللہ کی تکفیر بھی کی گئی ہے۔ یہ راوی غیر مقلد ہے۔ اور امرتسری کا سہارا۔ لہذا بہت جلد وہ فتوے جو ایڈیٹر ان بدر والحکم پر دروغگوئی سے مرزائی دروغ بے فروغ ہونے کا رکگایا ہے واپس لیکر اپنے برادر عزیز پر لگاکر انجمن صادقین کے سکرٹری ہونے کا ثبوت دے۔ اور اس کا نام وہابی دروغ بے فروغ رکھکر آگے دوسرے دروغگو پھلواری کا دروغ بے فروغ سنیئے۔ جس کو اہلحدیث مورخہ ۷۔ جولائی ۱۹۰۵ء میں زیر عنوان "عذر بدتر از گناہ" فروغ دیا ہے حسن خلف شاہ سلیمان پھلواری حنفی صوفی امرتسری کذاب کو لکھتا ہے۔ کہ

"آپ کو تو میری تحریر سے ہرگز خفا اور ناراض نہ ہونا چاہیئے آپ ہی کے فرقے کے بڑے بڑے پیشوا و مقتدا حضرات نے آپ کی تفسیر کیوجہ سے آپ کی تکفیر کی ہے"

بلفظہ بقدر الحاجۃ صفحہ ۳

بول او امرتسری دجّال! یہ کس کا دروغ بے فروغ ہے۔ قلم اٹھا کر اس کو بجائے مرزائی دروغ بیفروغ کے حنفی اور صوفی دروغ بیفروغ لکھ۔ ورنہ تو جھوٹوں کا گرو کہلائے گا۔ اب تیسرا دروغگو تیرا استاد وزیر آبادی نابینا ہے۔ اس کی دروغگوئی بھی سُن لے۔ جسکو تو نے خود ہی بلا انکار کلام المبین کے صفحہ ۱۲۹ میں حسب ذیل نقل کیا ہے۔ اسمیں وزیر آبادی لکھتا ہے۔ کہ

اربعین کے مضمون نے تو غضب ہی کیا ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ کو اہل سنت سے تو کیا اسلام سے بھی خارج کردیا ایسے شخص کو اہل حدیث اور اہل سنت بلکہ اسلام سے خارج کرنیکا فتوےٰ دینا صریح عنادا ور ہٹ دھرمی نہیں تو کیا ہے۔

بلفظہ بقدر الحاجۃ صفحہ ۱۲۹

کہئے مفسر صاحب! اب بھی کچھ تسلی ہوئی یا نہیں۔ جبکہ ہم نے تیرے استاد کی زبان سے ہی کہلوا دیا کہ اربعین میں ثناء اللہ کو کافر اور اسلام سے خارج بتایا گیا ہے۔ اب تو بدر و الحکم کے صادق ایڈیٹروں پر مرزائی دروغ بیفروغ کا الزام ہرگز باقی نہیں رہا اب تو خدا تعالیٰ نے خود تیرے بھائیوں پڑوسیوں اور بزرگوں میں ہی بہت سے دروغگو نکال دیئے۔ لہذا بجائے مرزائی دروغ بیفروغ کہنے کے اسکا نام مثالی دروغ بیفروغ رکھ کر آگے چو تھا دروغگو آتا ہے اُسکی بھی سُن۔ جسکا نام نامی اور اسم گرامی کلام المبین کے صفحہ ۱۶۷ کا زیب دہندہ ہے یعنی مولوی سید محبوب علی شاہ ضلع ہزارہ والا۔ جو حسب ذیل دروغگوئی کرتا ہے کہ۔

رسالہ اربعین غزنویہ میری نظر سے گذرا جسمیں اربعین والوں نے مولوی ثناء اللہ پر گویا کفر کا فتویٰ لگایا ہے ایک اہم مذہب کو دائرہ اسلام سے خارج کردیا عجیب لطف ہے

ہے۔ ثناء اللہ کو اسی وجہ سے کافر قرار دیا گیا ہے کہ وہ
ہر جلسہ میں وعظ و نصیحت کرتا رہتا ہے شاید غزنویہ کو در پردہ
اسلام سے کچھ شکر رنجی ہے۔ اسی واسطے مسلمانوں
کو کافر بنانیکی فکر میں مشغول رہتے ہیں بلفظہ صفحہ ۱۶۷

کیوں جی بیوفا!۔ اس دروغ کا کیا نام رکھو گے ہم تو وہی کہینگے
کہ بجائے مرزائی دروغ بیفروغ کے اسکو محبوب شاہی دروغ بیفروغ
کا نام عطا کر کے پانچویں نمبر پہ ثنائی دروغ بیفروغ بھی ملاحظہ
کر لو جس سے تمہارا خاتمہ ہی ہو جائے۔ اور آئندہ نہ اسکو مرزائی
دروغ بیفروغ کہو نہ وہابی دروغ نہ حنفی دروغ نہ ثنائی دروغ نہ
محبوب شاہی دروغ بلکہ ابد الآباد تک اسکا صحیح نام ثنائی دروغ
بیفروغ رکھو تا حق کسی کسی کے ذمہ اسکو کیوں تھوپتے ہو یہ تو
طویلہ کی بلا بندر کے گلے ہی رہیگی ذرا کانوں میں سے
تیل نکلوا کر اور آنکھوں میں سلائی پھروا کر اپنی نادر روزنگوئی سنو
جو الکلام المبین کے صفحہ ۱۶۳ پر بایں الفاظ درج ہے کہ
خاندان غزنویہ نے غضب تو یہ کیا کہ ثنا کسار پر فتوی
ہی شایع کر دیا کہ مصنف تفسیر القرآن اہل سنت اور اہلحدیث
سے تو کیا بلکہ بقول بعض اسلام سے بھی خارج ہو
کلام المبین میں میرا کوئی لفظ ان لفظوں سے برابر بھی نہیں
جو خاندان غزنویہ نے میری نسبت شایع کئے ہیں۔ مثلاً

دجال (یہ بھی داخل اسلام ہے؟) ...... دھریہ
(یہ بھی مسلمان کا نام ہے۔ احمدی) یہودی (مسلمان
ہی کہلاتے ہیں۔ احمدی) نصاری (یہ بھی اہل
اسلام ہی کا فرقہ ہوگا۔ احمدی) معتزلی۔ جہنمی
گمراہ۔ مبتدع غیر قابل سلام " ملحد (مسلمان)
زندیق (مسلمان) انبیاء شہدا۔ صلحا
کا دشمن (مسلمان) شیطان کا شاگرد۔
(مسلمان) محرف قرآن (مسلمان) دضال۔
مضل۔ مرزائی چکڑالوی چھٹا ہوا
نیچری ملخصا بلفظہ کلام المبین صفحہ ۱۶۳ و ۱۶۴

او بد انجام امرتسری ناکام! اپنا مندرجہ بالا اقبال پڑھکر جواب تو
دے کہ جس قول کو تو مرزائی دروغ بیفروغ کہتا تھا۔ امر ہی نے تیری
تکذیب و تذلیل وایڈیٹر الحکم کی تصدیق و تائید کیلئے تیری ہی
قلم اور زبان سے تیرے کفر کا اقرار کرا دیا اور بڑی وضاحت سے منوایا
کہ فتوی غزنویین تجکو اسلام سے بھی خارج کیا گیا ہے اور وہ الفاظ
جو غزنویوں کے عطیہ تھے اُن سب کو نقل کرکے تو نے خود ظاہر کردیا
کہ مرزائیوں کا دروغ بیفروغ نہ تھا بلکہ حق اور صدق اور راستی
کا بیان تھا کہ ثناءاللہ پر تکفیر کا فتوی غزنویوں نے لگایا ہے۔ کیا دجال
اور یہودی۔ نصاری۔ دہریہ۔ ملحد۔ زندیق۔ انبیا کا دشمن محرف قرآن

وغیرہ بھی اہلحدیث ہیں داخل اسلام اور مسلمان ہی سمجھے جاتے ہیں یا خارج از اسلام۔ دیکھو او ظالم! اسکو کہتے ہیں کہ تھا نہ کا تھوکا منہ میں آتا ہے۔ تو نے صادقوں کو کاذب کہا گویا چاند پر تھوکا تھی تیرے حلق میں پڑا اور منہ پر گرا اگر حیا دار ہے تو اب بھی سمجھ اور ؎

حقکی نافرمانیوں سے بیوفا تو باز آ — افترا و کذب ظلم و جور کیوں پیشہ کیا
ناصح مشفق کا ظالم مان لے اب بھی کہا — تا بکے چنگیزی بدکار زارت باخدا
ای اسیر باطن بترس از خشم رب العالمین

ثلث کذبات ثنائی تو بیان ہو چکے آگے چوتھا جھوٹ آتا ہے اسکو بھی سن لیجے۔ بدلگام امرتسری نے جن دو جھوٹوں کو جھوٹ بولنے کی بناء ظاہر کیا تھا اسمیں سے پہلے وجہ تو جھوٹی ثابت ہو چکی۔ اب دوسری وجہ یہ بتاتا ہے کہ مرزا صاحب نے چونکہ ازالہ اوہام میں عیسائیوں کو مغلوب کرنیکے لئے وفات مسیح کے مسئلہ کو ہی بہتر حربہ کسر صلیب کا قرار دیا ہے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ احمدیوں اور غیر احمدیوں میں بجز حیات و وفات مسیح کے اقرار و انکار کے کوئی دوسرا فرق نہیں۔ یہ ہے دوسری وجہ کہ ہم نے غیر کے قول کو مرزا صاحب کیطرف نسبت کیا تھا چنانچہ ثنائی عبارت حسب ذیل ہے کہ

جو مضمون ہمنے مرزا صاحب کیطرف نسبت کیا تھا۔ وہ مرزا صاحب کی تصنیفات سے ملتا ہے۔ اتنا تو تم مانتے ہو

اور تحریر ہے کہا کرتے ہو کہ مسیح موعود کسر صلیب کیلئے آیا ہے اور کسر صلیب سے مراد تم عیسائیت کی مغلوبی کہا کرتے ہو اب ہمنے یہ دیکھنا ہے کہ عیسائیت کے مغلوب کرنے کا طریق تمھارے مسیح موعود نے تمکو کیا بتلایا ہے"

بلفظہ اہل حدیث ۹ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۲

کیا خوب - دعویٰ تو یہ کہ احمدی اور غیر احمدی میں بجز وفات وحیات مسیح کے اقرار و انکار کے اور کوئی فرق نہیں اور ثبوت اس امر کا دینے بیٹھ گئے کہ "عیسائیت کے مغلوب کرنے کا طریق تمھارے مسیح موعود نے تمکو کیا بتلایا ہے" او فن مناظرہ سے بیخبر۔

بحث کس امر میں تھی ذکر تو کس کا لایا
سر یہ شیطان کا کیوں تیرے ہے سایہ آیا

دوسری حماقت یہ کہ جس مضمون کو اپنی فطرتی کذب بیانی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف نسبت کرکے استدلال پیش کیا ہے اسمیں تو کہیں اور کسی جگہ یہ نہیں لکھا کہ میرا یہ جھوٹ اور دروغ بفروغ مرزا صاحب کی تصنیفات سے ملتا ہے۔ بلکہ وہاں تو صاف وصریح طور پر یہ درج ہے کہ کرشن قادیانی "۲۷ دسمبر کے روز جو اپنی سبھا کے بیچ میں لکچر دیا ہے وہ قادیانی اخبار بدر ۲۶ جنوری ۱۹۰۶ء میں چھپا ہے آپ نے اسمیں احمدی اور غیر احمدی میں فرق بتلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس فرقہ میں اور دوسرے

لوگوں میں سوائے اسکے اور کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ قائل نہیں ہیں باقی سب عملی حالت وہی ہے" اہلحدیث ۹ فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۳ بتا اس زیر خط عبارت کا کیا مطلب ہے؟ آیا یہ کہ ۲۷ دسمبر والی تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احمدی و غیر احمدی میں صرف حیات و وفات مسیح کا فرق بتایا ہے یا یہ کہ مرزا صاحب کی دیگر تصانیف سے اسکا ثبوت ملتا ہے یا یہی ہے فہم عالی تو بڑھی اسلام کی شوکت ادا خدمت ہوئی خوش ہو چھپی گئی ہمت خیر کچھ ہی ہو بہرحال ہم آپ کے شیطانی قیاس اور لایعنی استنباط پر بھی نظر کرتے ہیں کہ کہاں تک اس نامعقول اجتہاد سے آپکا جھوٹ سچا بن سکتا ہے۔ ناظرین مندرجہ ذیل عبارت کو امرتسری نے اپنی دوسری وجہ میں اثبات مدعا کے لیئے پیش کیا ہے۔

"غور سے سنو! مسیح موعود تمکو کیا کہتا ہے۔ اے میرے دوستو میری آخری وصیت کو سنو اور ایک راز کی بات کہتا ہوں۔ اسکو خوب یاد رکھو کہ تم اپنے اُن تمام مناظرات کا جو عیسائیوں سے تمھیں پیش آتے ہیں پہلو بدل لو اور عیسائیوں پر یہ ثابت کردو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کیلیے فوت ہو چکا ہے۔ یہی ایک بحث ہے جسمیں فتحیاب ہونے سے تم عیسائی مذہب کی صف لپیٹ دوگے تمہیں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے لمبے لمبے جھگڑوں

میں اپنے اوقات عزیز کو ضائع کرو۔ صرف مسیح ابن مریم کی وفات پر زور دو اور پر زور دلائل سے عیسائیوں کو لاجواب اور ساکت کرو۔ بلفظہٖ ازالہ طبع اول صفحہ ۵۶۰

منقولہ بالا عبارت کو نقل کر کے اس پر کاذب امرتسری اپنا مندرجہ ذیل حاشیہ چڑھاتا ہے۔

"بتلایئے اس عبارت کا کیا مطلب ہے۔ بس یہی کہ مسیح موعود جس کام کے لئے آیا تھا یعنی کسر صلیب کیلئے اسکا یہی آلہ ہے کہ مسیح کی وفات ثابت کرو۔ پس تم جیت جاؤ گے بلفظہٖ صفحہ ۴"

یہ ہے ثنائی علم کلام اور ایک فاضل کی اپنے مدعا پر تقریب تام سچ ہے خدا کے ماموروں انبیاء و شہداء کا دشمن ممسوخ الفطرت والعلم ہو جاتا ہے۔ ماشاء اللہ کیا دعویٰ اور دلیل میں مطابقت ہے۔ دعویٰ تو یہ کہ "۷؍ دسمبر کے روز مرزا صاحب نے احمدی و غیر احمدی میں صرف حیات و وفات مسیح کے انکار و اقرار کا فرق بتایا ہے۔ اور دلیل یہ کہ ۱۸۹۱ء کی مطبوعہ ازالہ اوہام میں مسیح موعود نے احمدیوں کو عیسائیوں کے مقابلہ میں وفات مسیح ثابت کرنے کی تاکید کی ہے۔ اس جگہ امرتسری کی اپنی ہی پیشکردہ مثال اس پر صادق آتی ہے جس کو تفسیر ثنائی جلد اول کے حاشیہ نمبر ۲ میں بصفحہ ۵۳ نقل کیا ہے کہ "ایک مولوی صاحب نے کسی دہقانی کو سمجھایا کہ تہ بند ٹخنوں سے اونچا رکھ وہ بولا کہ تیرے

باپ نے دعوت کی تھی تو نمک زائد نہیں ڈالدیا تھا؟ مولوی صاحب نے پوچھا اس قصہ کو میرے وعظ سے کیا تعلق دہقانی بولا تعلق ہو یا نہ ہو۔ بات سے بات نکل آتی ہے" سو یہ ثنائی اجتہاد بھی بالکل اسیکے مشابہ ہے۔ کہاں احمدی وغیر کا فرق اور کجا عیسائیوں سے مباحثہ کرنے کا طریق ع

گر یہی فہم و فراست ہے تو کیا کہنا ہے — گر یہی ذہن و ذکاوت ہے تو کیا کہنا ہے
گر یہی عقل و درایت ہے تو کیا کہنا ہے — منتج علم و جہالت ہے تو کیا کہنا ہے

زاغ طوطی کا ہم آہنگ نہیں ہو سکتا
چغد شہبازوں کا ہم رنگ نہیں ہو سکتا

معزز ناظرین! آپ ازالہ کی منقولہ عبارت کو بغور دیکھئے کہ اس میں کوئی ایک لفظ بھی ایسا ملتا ہے جسمیں احمدی و غیر احمدی کا فرق بتاتے ہوئے امر فارق کا حیات و وفات مسیح سے انکار و اقرار میں حصر کیا ہو؟ یہ سراسر بے ایمانی اور ثنائی کذب بیانی نہیں تو کیا ہے؟ کہ متکلم کے خلاف منشا تحریف کلام کرکے اپنا الو سیدھا کرتا ہے۔ اور جو اصول امرتسری بدخصال نے اپنے پیارے دہرمپال کی ترک الشیاطین میں بتایا تھا خود اسی کا خلاف کرتا ہے اور وہ اصول یہ ہے کہ

"ایک ہوتی ہے کسی کلام کی تفسیر یعنے تشریح ایک ہوتی ہے تحریف یعنی بغیر لحاظ منشاء متکلم کے کلام کو اپنے مطلب کے موافق بنانے کی کوشش کرنا۔ ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ بلفظہ تبر اسلام

له تبر اسلام میں دیگر کتب میں امرتسری بدخصال نے دہرمپال کو پیارے دہرمپال کے نام سے یاد کیا ہے منہ

اس اصول کو امرتسری بے اصولے کے سامنے پیش کر کے ہم پوچھتے ہیں کہ آیا تو نے خلاف منشاء متکلم کے ازالہ اوہام کے کلام کو بیہودیا نہ تحریف کر کے اپنے مطالب کے موافق بنانے کی کوشش کی یا نہیں؟ اگر کی! تو تیری یہودیت میں شک نہیں۔ اور اگر نہیں کی۔ تو عبارت ازالہ سے ثابت کر دے۔ کہ متکلم کا منشا یہاں پر احمدی اور غیر احمدی میں صرف حیات و وفات مسیح کا فرق بتانا ہے۔ اس ثبوت پر ہم تجھ کو

مبلغ پچاس روپیہ انعام دینگے ؎

ادا سے دیکھ لے جاتا رہے گلہ دل کا

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

آگے چلکر امرتسری کذاب منہ پر سیاہی ملکر اپنی دروغ بیانی کی خوشی میں اچھلکر اس نجاست خوری پر اتراتا ہے اور فخر کرتا ہوا لکھتا ہے کہ

"مرزائیو! دیکھو ہم نے (اپنا کاذب ہونا۔ ناقل) تسلیم بھی کیا۔ کہ وہ قول (یہ از کذب وزور۔ ناقل) جو ۹۔ فروری کے اہلحدیث میں مرزا صاحب کی طرف (بے حیائی اور بے ایمانی سے۔ ناقل) ہم نے نسبت کیا تھا۔ وہ **درحقیقت ان کا نہیں تھا** مگر ان کی دیگر **تصنیفات** سے (دوسرا جھوٹ بولکر۔ ناقل) ثبوت بھی دیدیا (لعنت اللہ علی الکاذبین۔ ناقل) **بلفظہ صفحہ ۴**

او! ظالم! ہوش و حواس بجا کر کے احمدی کی ضربوں سے سر جھاڑ کر بول کہ بجز اقرار جرم کے کس مقام پر تو نے تصنیفات مرزا صاحب سے

یہ ثبوت دیدیا۔ کہ احمدی و غیر احمدی میں مرزا صاحب صرف یہی فرق بتاتے ہیں۔ کہ احمدی حیات مسیح کے منکر ہیں۔ اور غیر احمدی وفات مسیح کے؟ ورنہ دروغگوئی پر فخر کرنا یہ خبیث الرشتہ ہی جیسے شیطان کا ہی کام ہے۔

کرنا گناہ صریح امید ثواب پر حیف اس نری حماقت خانہ خراب پر

غیر مقلدو! اس خناس بدحواس کو سمجھاؤ۔ کہ او اشد الناس جھوٹ پر فخر کرنا رافضیوں اور یہودیوں کا کام ہے۔ نہ کہ شریفوں اور پاک طینتوں کا۔ ہم نے بدلائل قوبہ تمہارے کاذب اہلحدیث کے پانچ جھوٹ ادپر ثابت کر دیئے ہیں۔

چھٹا جھوٹ

اس بدبخت کا مندرجہ بالا تین سطروں میں یہ ہے کہ "مرزا صاحب کی دیگر تصنیفات۔ سے ثبوت بھی دیدیا" تم میں اگر کوئی رشید و سعید ہے تو اس ناہنجار سے پوچھ کر ہمیں بتادے کہ ازالہ اوہام تو ایک تصنیف کا نام ہے۔ اس سے تو نے بے محل ایک عبارت نقل کی علاوہ ازیں کسی دیگر تصنیف حضرت اقدس سے اپنے جھوٹ کو سچ کرنے کے لئے کچھ نقل نہیں کیا۔ پھر ایک تصنیف کو "دیگر تصنیفات" کہنا اگر جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟ تصنیفات جمع ہے۔ اور ازالہ اوہام ایک واحد تصنیف کا نام ہے سو واحد کو جمع بتلانا کیا شنائی بے حیائی اور معمولی کذب و بیوفائی نہیں ہے

لے گیا سبقت تو سارے دہر کے عیار پر کیوں ہنسی آئے نہ مجھکو تیرے ان اطوار پر

اور سنو! اس جھوٹ بول کر فتح پانا شکست کھانے کے برابر ہے" ترک اسلام صفحہ ۱۲۷۔ اگر بخیال خود تو اپنے تئیں اس مسلمہ جھوٹ میں فتحیاب سمجھتا ہے۔ تو ایسی فتح تیری بقول خود شکست کے برابر ہے۔ کیا تو نہیں جانتا؟ کہ

"جھوٹ بولنا پاخانہ کھانے کے برابر ہے۔ بلکہ اس سے بھی برا ہے۔ اس لئے کہ دنیا میں ایسے آدمی تو ملیں گے جو پاخانہ کھاتے ہوں۔ پنجاب میں چہیت رام کے چیلوں کو پاخانہ کھاتے دیکھا گیا۔ مگر جھوٹ بولنا ایک ایسا گناہ ہے۔ کہ پاخانہ کھانے والے بھی اس کو برا جانتے ہیں" (مگر اہلحدیث اس کو شیر مادر سمجھتا ہے۔ ناقل) بلفظہ ترک اسلام صفحہ ۲۲۶ جواب اعتراض نمبر ۶۵

ناظرین! مندرجہ بالا جواب امرتسری کاذب نے دہرمپال کو ایک اعتراض کے متعلق دیا تھا۔ مگر خدا کی شان لما تقولون ما لا تفعلون کے مطابق خود مجیب صاحب بھی وہی نجاست شوق سے ہڑپ کر گئے۔ یہ سزا ہے صداقت سے انکار اور حق سے گریز و فرار کی۔ اور یہی جواب ہے ہماری طرف سے امرتسری بالکل مثیل دہرمپال کا۔ لہذا

مجھ میں اک وصف ہے واقف ہوں تیرے بھید دل کا
تجھ میں دو عیب ہیں کذابی ہے مکاری ہے



ساتواں جھوٹ

امرتسری کذاب ۱۰ - مارچ ۱۹۰۵ء کے اہلحدیث میں ایک سیاہ جھوٹ حسب ذیل لکھکر اپنا منہ کالا کرتا ہے۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ پر بہتان صریح لگاتا ہے۔ کہ

"جہاں کہیں خود کاہن جی کی تقریر و تحریر میں یا ان کے چیلوں کی کسی نسبت بمن احمد نام آتا ہے۔ وہاں خود بدولت ہی مراد ہوتے ہیں۔ اور یہ ایک عام محاورہ ہے۔ اسی لیئے درود پڑہنا یوں صحیح جانتے ہیں۔ اللّٰھم صلّ علےٰ احمد و علےٰ آل احمد کما صلّیت علےٰ محمد و علےٰ آل محمّد" بلفظہ بقدر الحاجہ صفحہ ۲ کالم ۲

دیکھیئے امرتسری نے کس دلیری اور شوخی سے یہ جھوٹ بولا ہے کہ احمدی فرقہ کا درود اللّٰھم صلّ علےٰ احمد و علےٰ آل احمد ہے کوئی ہے جو اس شقی ازلی سے پوچھے کہ یہ کہاں سے تو نے لکھا ہے۔ کہ احمدی اس طرح درود پڑھتے ہیں۔؟ آیا یہ تیرا اجتہاد و شیطانی قیاس ہے۔ یا اس کا کوئی ثبوت بھی تیرے پاس ہے؟ یہ ہیں اس زمانے کے عالم اور مولوی جو فی الواقع شر من تحت ادیم السماء کے مصداق ہیں جنکو نہ جھوٹ سے عار نہ افترا سے انکار نہ خدا کا ڈر نہ رسول کا لحاظ نہ مخلوق سے شرم جو زبان پر آئیا بے دہڑک اگلدیا۔

شیم! شیم!! شیم!!!

الٰہی توبہ

کہوں میں کیا بیوفا کی حالت الٰہی توبہ الٰہی توبہ!
حیا ہوئی اس سے ساری رخصت الٰہی توبہ الٰہی توبہ!
خراب خصلت زبان و رسوا ثنا بوالوفا جیسا کوئی ہوگا
فضول گوئی ہے اسکی عادت الٰہی توبہ الٰہی توبہ!
یہ شیر پنجاب بنکا ہے کانا اسی لقب کو ہے اس نے مانا
ملا جو دجال کی بدولت الٰہی توبہ! الٰہی توبہ!
دروغگوئی حسد رہا ہے مذہب میں مکر ہیں دغا ہیں
ہوئی ہے خوب اس کی آج شہرت الٰہی توبہ الٰہی توبہ!

آٹھواں جھوٹ

ناظرین! معیار الحق نامے ایک کتاب شیخ الکل دہلوی کے نام سے وہابیت کی تائید میں شایع ہوتی تھی۔ جس کو مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی لکھتا ہے۔ کہ وہ میری تالیف ہے۔ اور مولوی نذیر حسین شیخ الکل نے اس کو میری درخواست پر اپنے نام پر طبع کر کے شایع کیا تہا۔ مگر ثناء اللہ کہتا ہے۔ کہ معیار الحق کی پوربی بولی بٹالوی کے دعوے کی تردید کرتی ہے محمد حسین کی اصل تحریر یہ ہے کہ

"معیار الحق کا مؤلف یہ خاکسار (محمد حسین بٹالوی) ہے اور اسکے

مضامین کے شواہد و عبارات حضرت شیخنا شیخ الکل سید
محمد نذیر حسین صاحب دہلوی کے افاضات سے ہیں خاکسار
کے مسودہ کو کچھ عبارات کے افاضہ اضافہ سے خاکسار کے
درخواست سے حضرت ممدوح نے اپنے نام نامی و ذات گرامی
کی طرف منسوب فرماکر اس کو قبولیت کی عزت بخشی"

اخبار اہلحدیث ۲۵ - فروری سنہ ۱۹۱۰ء حاشیہ صفحہ ۷

اس بٹالوی انکشاف پر ثنائی ریمارک ان الفاظ میں ہے۔ کہ
"معیار کی اردو پوربی تا آپ کے دعوے کی مصدّق
نہیں" اہلحدیث صفحہ مذکور

اب ہم امرتسری دجّال سے بحوالہ سکرٹریٹ انجمن صادقین پوچھتے ہیں کہ

۱ تمہارا روحانی باپ بٹالوی تو معیار الحق کو اپنی تالیف بتاتا ہے۔

۲ اور روحانی دادا دہلوی اس کو اپنے نام سے مشتہر کر گیا۔

۳ اور تم ناخلف باپ کی تکذیب اور دادا بزرگوار کی تصدیق یقیناً
نہیں۔ظنی کے طور پر کرتے ہو۔ لہذا بتاؤ کہ تینوں میں سے
کاذب کون ہے؟

دیکھو سچ بولنا! اور سمجھ کر بولنا؟ یہ سوچ لو کہ اگر بٹالوی سچّا ہے۔ تو تم
اور تمھارا دادا یقیناً دونوں جھوٹے۔ کیونکہ تمام معیار میں کسی جگہ صراحتاً
تو درکنار اشارتاً بھی اس کا ذکر نہیں کہ یہ کتاب بدراصل ہماری ذریت میں
سے ایک شاگرد رشید بٹالوی کی تالیف ہے۔ مگر اس کی استدعا پر ہم

اس کو اپنے نام سے شائع کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ دہوکہ دینا۔ اور جھوٹی شہرت حاصل کرنا۔ اور کیا ہوگا۔ کہ ایک ضخیم کتاب کو جو دوسرے کی تالیف وتصنیف ہے۔ بلا اظہار نام مؤلف اپنی طرف منسوب کر لیا؟ اگر کہو کہ مؤلف کی درخواست پر ایسا کیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آیا یہ خلاف واقعہ امر ہے۔ یا نہیں۔ کہ مؤلف تو غیر ہو۔ اور نام اپنا لکھدیں۔ اور اس کا اظہار تک نہ کریں؟ اور کیا وہ بہی کوئی صادق ہے۔ جو دوسرے کو جھوٹ کہنے اور لکھنے اور بولنے کی ترغیب دیتا ہے کہ آپ میرے فعل کو اپنے ذمہ لیکر اس کارگذاری کو اپنی ظاہر کردیں؟ پس اس کے خلاف واقعہ ہونے میں کچھہ کلام نہیں۔ اور جھوٹ کی تعریف یہی ہے۔ کہ خلاف واقعہ ہو۔ لہذا نتیجہ صاف ہے۔ کہ بصورت صدق بٹالوی۔ امرتسری اور دہلوی دادا پوتے دونوں کاذب۔ اور اگر دہلوی کتاب مذکور کا واقعی مؤلف ہے۔ تو بٹالوی کے کاذب ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ کہ جس نے ایک مردہ پر بہتان اور جھوٹ کا الزام لگایا ہے۔ اور اس کی زندگی میں کبھی یہ ذکر زبان پر نہ لایا۔ کیا وہ ایسا نہیں کرسکتا تھا۔ کہ کتاب پر اپنے شیخ الکل کی تقریظ وتصدیق لکھوا لیتا اور اس کو دہلوی پیر فرتوت کے نام پر ڈیڈیکیٹ کردیتا۔ بہرحال تینوں میں سے ایک جھوٹا ضرور ہے۔ دیکہیں کس کے جھوٹ پر تم مہر تصدیق کرتے ہو۔ کیونکہ انجمن صادقین کے سکرٹری ہونا

ادہر آ ستمگر ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

نواں جھوٹ

یہ آج کل کا ہی تازہ جھوٹ ہے۔ جو اہلحدیث کانفرنس کی بنیاد قائم کرنے کے لیئے انجمن صادقین کے سکرٹری نے بولا ہے۔ اور کلکتہ کے وہابی نے اس کا پردہ کھولا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ شہرت پسند امرتسری نے مردہ کانفرنس میں جو بستر مرگ پر پڑی دم توڑ رہی تھی مصنوعی تنفس سے حرکت پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اور بغرض تبدیل آب و ہوا دو تین تیماردار لیکر اس کو بنگال میں لے گئے۔ ادھر ادھر پھرتے پھراتے آخر کلکتہ میں پہنچے۔ اور وہاں جاکر وہابی عداوتوں کا فیصلہ شروع کیا۔ باہمی بغضوں کو ثنائی دم سے نکالنا چاہا۔ مگر یہ نہ جانا کہ

خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

جو خود ہی مبغوض اور مغضوب ہے۔ وہ دوسروں کی کیا بھلائی کرسکتا ہے۔ مریض ناتوان امرتسری شیطان نے اسمی اپنی جبلی کذب بیانی کی عادت کے مطابق حسب ذیل رپورٹ وفد اہلحدیث کی ۳۔ فروری کے پرچے میں شایع کی

"کلکتہ میں یوں تو کئی ایک مساجد اہلحدیث کی ہیں۔ مگر زیادہ تر مشہور دو ہیں۔ کولوٹولہ والی اور تانتی باغ والی۔ ان دونوں کے متعلقین میں بلکہ کولوٹولہ کی مسجد کے متعلقین میں بھی اختلاف بصورت شقاق بڑھ رہا تھا۔ جس کا اثر دور دور تک پہنچ چکا تھا۔ اور آیندہ پہونچنے کا خطرہ بھی تھا۔ ماشاء اللہ۔ مدعیان باانا علیہ

واصحابی جو ہوئے۔ کیونکہ رحماء بینہم کے مصداق ایسے ہی تو ہوتے ہیں (احمدی) یا اہل حدیث کانفرنس کے مقاصد ہیں. باہمی نفاق کی اصلاح میں سعی کرنا بھی داخل ہے۔ اس لئے وفد نے اسمیں جان توڑ کر کوشش کی جسپر محض خدا کی تائید سے ایسا اعجازی اثر ہوا۔ کہ ہر قسم کی نزاعات اٹھ گئیں (کیا فاغرینا بینہم العداوۃ والبغضاء کی تکذیب کرتے ہو۔ احمدی) مولوی ضیاء الرحمن امام مسجد کولو ٹولہ اور مولوی عبد الرحیم مقیم تانتی باغ سے آپس میں کچھہ شکر رنجی تھی۔ وہ رفع ہو گئی سب نے ایک دوسرے سے مصافحہ اور سلام کیئے" بلفظہٖ صفحہ ۴ کالم اوّل

اس کی تردید میں روزانہ پیسہ اخبار مورخہ فروری ۱۹۱۱ء میں کلکتہ کے ایک غیر مقلد نے زور دار الفاظ میں مضمون لکھا۔ کہ مولوی ثناء اللہ سے اپنے شہر امرتسر کی باہمی نزاعوں کا تو آجتک فیصلہ ہو نہیں سکا۔ وہ بھلا کلکتہ کے دور و دراز مقام میں پہنچکر کلکتہ کی نزاعات اہلحدیث کا کیا فیصلہ کرینگے۔ کلکتہ میں کوئی باہمی صلح صفائی نہیں ہوئی۔ نہ امور متنازعہ کو وفد اہلحدیث نے سنا۔ فریقین کے ولولے نکلے۔ بغیر سماعت عذرات جانبین صلح وصفائی کیسے ہو سکتی تھی؟ ہرگز نہیں ہوئی۔ ثناء اللہ نے غلط رپورٹ شائع کردی ہے۔ یہ تھا۔ وہ اعجازی اثر جو وفد کی جان توڑ کوشش سے پیدا ہوا تھا۔ اور آخر شعبدہ۔ اور جادوگروں کی رسیوں کا سانپ ثابت ہوا۔ اسی رپورٹ کلکتہ والی میں ایک اور سیاہ جھوٹ

انجمن صادقین کا کذاب سکرٹری لکھتا ہے جس کی تردید بھی اس کی روسیاہی ثابت کرنے کو ہم فوراً ہی ہو گئی۔ چنانچہ آگے چلکر اخبار اہلحدیث مذکور میں درج ہے۔ کہ

"بندہ کو مسجد کولوٹولہ کے انتظام کے لیئے اصحاب ذیل کی ایک کمیٹی بنائی گئی۔ حافظ احسان اللہ صاحب متولی * حافظ عبد الرحمن فیاض الدین شمس الدین وغیرہ اور اہلحدیث کانفرنس کی ممبری اصحاب ذیل نے قبول فرمائی شمس العلماء مولوی محمد یوسف وغیرہ و حافظ احسان اللہ صاحب (متولی مسجد کولوٹولہ) بقدر الحاجۃ صفحہ ۴ مورخہ ۳ فروری ۱۹۱۱ء"

اس تحریر میں دو خبریں مخبر کاذب نے شایع کی ہیں۔ ایک تو مسجد کولوٹولہ کے انتظام کے لیئے جدید کمیٹی کا قائم کرنا دوم اہلحدیث کانفرنس کی ممبری کو حافظ احسان الحق متولی مسجد کولوٹولہ کا قبول کرنا۔ اس کے خلاف غیر مقلدین کلکتہ کا اعلان ذیل ملاحظہ فرمائیے۔ جو دہلی گزٹ مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۱۱ء میں مشتہر ہوا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ

"حافظ احسان اللہ صاحب متولی مسجد اہل حدیث کولوٹولہ کلکتہ سے اپنی جماعت کو دہلی و پنجاب وغیرہ کو مطلع کرتے ہیں۔ کہ میں اہلحدیث کانفرنس کا جیسا کہ پرچہ اہلحدیث امرتسر مورخہ ۳ ماہ صفر المظفر سنہ حال میں شایع کیا گیا ہے۔ نہ تو ممبر ہوا۔ نہ ہونا چاہتا ہوں۔ اسیطرح سے

نہ انتظام مسجد مذکور کیلئے کوئی کمیٹی مقرر ہوئی

نہ کسی جدید کمیٹی کے قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ انجمن

عالیہ اہلحدیث برسوں سے قائم ہے"

بلفظہٖ صفحہ ۱۶ ۔ کالم دوم زیر عنوان اہلحدیث کانفرنس

امرتسری خبیث اپنا بیان بالا اور کولوٹولہ کے متولی کا اعلان منقولہ پڑھکر بتائے۔ کہ دونوں میں سے جھوٹا کون ؟ آیا انجمن صادقین کا سکرٹری یا کولوٹولہ کا متولی ؟ ناظرین ! دیکھا آپ نے کہ اہلحدیث کانفرنس کی بنیاد کذب و زور پر رکھی گئی ہے یا نہیں۔ اور سچ بولنے پر عہد کرانے والا کتنا راستباز ہے ۔ پھر اس دروغگوئی پر صدق کا دعوے

سُن ! او امرتسری !!

تو بھی جھوٹا تیرے دعوے بھی سراسر جھوٹے

ایسی حالت پہ او کذّاب اکڑتا کیا ہے ،

آگے اس جھوٹے کا ایک اور جھوٹ لکھ کر دس جھوٹ پورے کر دیتے ہیں۔ تاکہ دس نمبر کا جھوٹا ثابت ہو جائے ۔

دسواں جھوٹ

کرزن گزٹ دہلی میں ایک مراسلت منجانب حافظ محمد حسن اہلحدیث دربارہ کارروائی وفد اہلحدیث کانفرنس دہلی شایع ہوئی ہے جسمیں نامہ نگار دہلوی غیر مقلدوں کی باہمی صلح و صفائی کا حسب ذیل تذکرہ کرتا ہے۔ کہ

"اہلحدیث کے اس وفد نے اپنے علماؤں میں کئی مقامون
پر صلح کرائی۔ چنانچہ دہلی میں مولوی عبد السلام صاحب
نبیرہ مولوی نذیر حسین صاحب مرحوم اور مولوی تلطف حسین
صاحب محدث کی باہمی صفائی کرادی"

بلفظہٖ کرزن گزٹ مورخہ ۸۔ مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۵ کالم سوم

اس مراسلت پر منجانب مولوی تلطف حسین بطریق روایت بالمعنی کے
ایڈیٹر گزٹ مذکور نے ریمارک کیا ہے۔ کہ

"یہ محض غلط ہے۔ مولوی عبد السلام صاحب و مولوی
تلطف حسین محدث میں کسی قسم کی صفائی نہیں
ہوئی۔ غلط باتوں کے اظہار کرنے سے اہلحدیث کانفرنس
کی شان نہیں بڑھتی۔ ضرورت کیا ہے۔ کہ خلاف اموراں
کیے جائیں۔ مولوی عبد السلام نے مولوی تلطف حسین
کے سلام کا جواب تک تو دیا نہیں۔ اور آپ یہ فرماتے ہیں
کہ صفائی ہوگئی۔ آیندہ ایسے مصنوعی اور خلاف واقعہ
امور سے احتراز کرنا چاہیئے" بلفظہٖ صفحہ ۵

چاد چیھی ہوئی ایک طرف صلح کی خوشی منائی جاتی ہے۔ تو ساتھ ہی مصنوعی
خوشی پر روسیاہی کرائی جاتی ہے۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کا دعوے ہے کہ

ما اہلحدیثیم دغا را نہ شناسیم
صد شکر کہ در مذہب ما حیلہ و فن نیست

بجائے اس شعر کے امرتسری اخبار کی پیشانی پر اپنے مذہب کی آیندہ اس طرح اصلاح کردے۔

من اہل خبیثم نہ شناسم کہ حیا چیست
صد حیف کہ در مذہب من صدق و صفا نیست

علمائے خلف کا خاتمہ

خدا کا ہزار ہزار احسان ہے۔ کہ مضمون علمائے خلف نہایت اختصار کے ساتھ ختم ہو گیا۔ اور اس مضمون میں جو واقعات اور حالات علمائے ہم شر من تحت ادیم السماء کے ذیل میں ظاہر کیئے گئے ہیں۔ وہ سب خصم کی تقریروں اور تحریروں اور مسلمات سے ہیں۔ اس تمام ناگوار مضمون کی اشاعت سے ہماری اصلی غرض جسکو امرتسری کاذب بھی سمجھ چکا ہے یہ ہے۔ عوام وخواص۔ عالم وجاہل۔ صوفی و درویش۔ غریب و امیر طبقہ مسلمانان اہل اصلاح ہے۔ اور امرتسری خود اقرار کرتا ہے۔ کہ جیسے عوام کی حالت قابل اصلاح ہے۔ اسیطرح علما کی بھی قابل اصلاح ہے۔ تو ایسی صورت میں ضرورت الامام کا مسئلہ خود بخود حل ہو جاتا ہے۔ اور ایک سلیم الفطرت انسان کا دل بول اٹھتا ہے۔ کہ زمانہ حال میں ایک مصلح کی ضرورت ہے۔ جو "از غیب بروں آید و کارے بکند" کا مصداق ہو۔ سو ہم بشارت دیتے ہیں۔ کہ سنۃ اللہ کے مطابق خدا نے

رحیم وکریم نے اپنے بندوں پر رحم فرماکر مجدد الوقت مسیح ابن مریم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے موعود کو آسمان سے نازل فرمایا جس نے حسب امر الٰہی تمام دنیا پر اتمام حجت کرکے دین اسلام کو غالب کردکھایا وہ جہاں کا نور اور خدا کا مامور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار جان نثار غلام سیدی ومولائی عالیجناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم ومغفور مسیح موعود ومہدی مسعود تھا۔ اگر کسی بدباطن خبیث سیاہ رو۔ بدگو۔ ناشاد۔ نامراد کو اپنی کور باطنی سے نظر نہ آوے تو چشمہ آفتاب کا گنہ نہیں ہے۔ بلکہ اس شپرہ چشم کی شومی اعمال ہے۔ کہ وہ اندھا ہوگیا۔ انشاء اللہ ہم موقعہ مناسب پر ایسے دلائل سے مسیح محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پیش کرینگے۔ کہ اعور العین امرتسری مبہوت ہوکر اپنے کفر پر خجل ونادم ہوگا۔ اور یہ شعر پڑھ کر رو تا رہے گا۔ کہ

مجھ پہ قرآن کا اثر کچھ نہ ہوا یا اسفے
مرسل رب کا میں دشمن ہی رہا یا اسفے

ایسے ہادی سے میں کیوں دور گیا اسفے
کیوں میں شیطان کا محکوم بنا یا اسفے

قرب احمد سے بھی میں کیوں نہ ہوا اہل دین
نفع بوجہل کو ہاں قرب محمد سے نہیں

دوسری بات جو مضمون علمائے خلف سے ثابت ہوئی۔ وہ یہ ہے کہ جن مولویوں کے یہ ناگفتہ بہ حالات ہیں۔ وہ اگر سرداً فرداً یا جمیعاً کسی مامور من اللہ مجدد الوقت ہادی مہدی کو کافر یا دجال یا کاذب

لکھیں اور کہیں تو جائے تعجب نہیں۔ کیونکہ ایک تو کریلا دوسرے نیم چڑھا وہ اگر سخت کڑوا نہ ہو۔ تو اور کیا ہو؟ ایسا ہی یہ حضرات حسب فرمان نبوی صلعم ایک تو مثیل یہود و نصاریٰ دوسرے مصداق شر من تحت ادیم السماء پھر اگر یہ مثیل مسیح علیہ السلام کی تکذیب و تکفیر نہ کریں تو مثیل یہود کیسے بنیں۔ پس ان کا کسی کو کافر یا کاذب کہنا ایسا ہی ہے۔ جیسا آریوں کا قرآن مجید میں شرک کی تعلیم بتانا۔ ربنا لا تجعلنا منہم۔ آمین ط

تیسری بات جو صداقت کو پہنچی یہ ہے۔ کہ جن جن الفاظ سے ان یہودیوں نے مسیح موعود علیہ السلام کی تکفیر کی تھی۔ وہی الفاظ لوٹ کر ان پر پڑے۔ اور آپس میں ہی حصہ رسد انہوں نے تقسیم کر لئے اور انی مہین من اراد اہانتک کا تماشہ اور جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا کا نظارہ اپنی آنکھوں ہم نے دیکھا۔ مثال کے طور پر ذیل کا واقعہ اس کی تصدیق میں سناکر امرتسری شریر کو شرم دلاتے ہیں۔ کہ وہ سوچے اور جواب دے کہ آیا یہ مسیح موعود کی تکذیب کی سزا ہے یا نہیں؟ مگر پہلے اس کو اس کا ایک اصول یاد دلا دینا مناسب ہے۔ تاکہ سمجھنے میں اس کو دقت نہ ہو۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ مولوی ولی محمد حنفی جالندھری پر جس کا فریدکوٹ میں غیر مقلدوں کے ساتھ ایک مشہور مباحثہ ہوا تھا۔ حدیث مرفوع علماءھم شر من تحت ادیم السماء کے ماتحت مولوی سلطان علی حنفی ساکن آدم پور ضلع جالندھر نے حنفی نہ ہونے کا حکم لگایا۔ اور

بذریعہ اخبار اہلحدیث کے جالندہری حنفی کو آدم پوری حنفی نے مباحثہ کر کے حنفیت کا ثبوت دینے کا چیلنج دیا۔ جس کو نقل کرنیکے بعد امرتسری عقرب نے حسب ذیل ریمارک کیا ہے۔ کہ

"غور طلب بات یہ ہے۔ کہ ایسے بڑے بزرگ حامی حنفیتہ کی نسبت بھی ایسے ایسے خیالات کیوں پیدا ہونے لگے کہ خود بھی حنفی نہیں۔ بعد غور ایک اہل بصیرت اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ کہ یہ دراصل مولوی صاحب موصوف کے ان مظالم کا بدلہ ہے۔ جو وہ جماعت اہل حدیث پر بہت دنوں سے کر رہے ہیں۔ کہ یہ لوگ اہل حدیث گمراہ ہیں۔ یہاں تک کہ اہل سنت سے بھی خارج ہیں"

بلفظہ اہلحدیث مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۱۱ء صفحہ ۹ کالم دوم

پیارے دوستو! اس جگہ دجال امرتسری نے جالندہری مولوی کا حنفیت سے صرف ایک مدلوی کہنے پر خارج ہونا اپنے مظالم کا بدلہ یا سزا جالندہری کے حق میں قرار دیا ہے۔ اس کو یاد رکھو۔ اور آگے ثنائی مظالم اور ان کا بدلہ ملاحظہ ہو۔

امرتسری ہرزہ درائے گندی سے گندی گالیاں حضور مغفور علیہ السلام کی شان پاک میں نہایت گستاخی سے نکالیں جنمیں سے کسیقدر نمونتہً ہم انشاء اللہ احمدی میں "ثنائی ہرزہ درائی" کے عنوان سے پیش کرینگے۔ ان یاوہ سرائیوں پر بھی بس نہ کر کے نہایت خودسری

سے کذاب مذکور نے مندرجہ ذیل فتویٰ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں دیا۔ جس کو جالندھر کے کسی اخرس شمس الدین نامی نے کشن پریس جالندھر میں ۱۲ صفحہ پر "فتویٰ شریعت غرّا" کے نام سے طبع کرا کر شائع کیا ہے تسری کذاب لکھتا ہے۔ کہ

"کچھ شک نہیں۔ کہ مرزا قادیانی ایک دہریہ معلوم ہوتا ہے۔ مفتری علی اللہ ہے۔ اس کے الہامات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسے خدا پر بھی ایمان نہیں اس لیئے میرا یقین ہے کہ مرزا قادیانی جو کچھ کرتا ہے۔ سب دنیا سازی کے لیئے کرتا ہے۔ پس اس کے خلف نماز جائز نہیں" بلفظہٖ فتوے مذکو صفحہ ۹

خدا کی شان کہ حضرت اکذب کو حضرت اقدس کی توہین کا یہ بدلا ملا۔ جسکا اقرار بالفاظ نابکار کلام المبین میں ہے۔ کہ

"غزنویہ نے میری نسبت یہ الفاظ لکھے۔ کہ ثناء اللہ اہل سنت اور اہل حدیث سے تو کیا۔ بقول بعض اسلام سے بھی خارج ہے۔ دجال۔ دہریہ۔ یہودی۔ نصاریٰ معتزلی۔ جہنمی۔ گمراہ۔ غیر قابل سلام۔ ملحد۔ زندیق انبیاء اور صلحاء کا دشمن۔ شیطان کا شاگرد محرف قرآن ضال مضل ہے صفحہ ۱۶ نہ اس کی امامت درست ہے۔" صفحہ ۱۰ کلام المبین

(ہمارا بھی آپ کی نسبت یہی ایمان ہے۔ فاکتبنا مع الشاھدین۔ احمدی)

بول او ملحد! ہمارا حق ہے یا نہیں۔ کہ تیرے مسلمہ قاعدہ کی رو سے ہم
بالفاظ ثنائی یوں کہیں۔ کہ ایسے بڑے بزرگ حامی غیر مقلدین کی نسبت
ایسے ایسے فتوے کیوں لگے۔ کہ وہ اہل سنت و اہل حدیث اور اسلام
سے ہی خارج ہے۔ بعد غور ایک اہل بصیرت اس نتیجہ پر پہونچ سکتا ہے
کہ یہ دراصل مولوی (منحوس) کے ان مظالم کا بدلہ ہے۔ جو وہ اہل
حق اور مامور من اللہ پر) بہت دنوں سے کر رہے ہیں؟ اہلحدیث ہاں سچی
اور یہ بھی بتا۔ کہ ان الفاظ سے جو مامور من اللہ کی شان میں تو نے بکے
ہیں۔ غزنوی اور بٹالوی تیرے بزرگوں کا عطیہ زائد ہے۔ یا نہیں؟ اور
تیرے بکواس محض شیطانی وسواس ہی تھے۔ ان ٹائیٹلوں میں۔ تو ایک
حدتک صداقت بھی ہے۔ اور حق بحقدار رسید کا معاملہ ہے۔

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را
چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند

کیا مزے کی بات ہے۔ کہ جن اشرالناس میں سے کوئی ملحد ہے۔ کوئی
زندیق کوئی ضال ہے۔ اور کوئی دجّال۔ غرضکہ ایک بھی کفر کی زد سے بچا ہوا
نہیں۔ ان میں سے ایک یا سب اگر کسی کو کافر یا کاذب ..... قرار دیں۔ تو
کچھ اندیشہ کی بات نہیں۔ کیونکہ کافروں کے کافر کہنے اور کاذبوں
کے کاذب قرار دینے سے کوئی مومن کافر یا کاذب نہیں ہو سکتا۔ البتہ
اگر کوئی متقی مومن کسیکو کافر قرار دے۔ تو خطرناک اور قابل التفات
ہوگا لہٰذا ان۔ مکفّرین بالفتحہ اور مکذبین بالکسر کی تکفیر و تکذیب بجوے

نمے آرزو ہ

سُن او امرتسری نادان و گمراہ

رئیس قادیاں آیا مسیحائے زماں ہوکر
اُسی سے بس رہا ہے قادیاں دارالاماں ہوکر

الا امرتسری کاذب! قدم اب سوچ کر رکھنا
ترے سر پہ چلی آتی قضا ہے سائباں ہوکر

تری بے باکیاں ازحد وہ تیری شوخیاں ساری
ترے سر سے نکل جائیں گی اب یکدم دھواں ہوکر

گلستانِ مخالف سب قلم اب ہوتے جاتے ہیں
بڑھایا باغ احمد اب خدا نے باغباں ہوکر

مری ضربوں سے کاذب بے تحاشا چیخ اٹھتا ہے
جگر سے پار ہوتی ہے زباں میری سناں ہوکر

یہی تو زور ہے تصدیق میں مرسل من اللہ کی
قلم کس کس طرح گویا ہے دیکھو بے زباں ہوکر

دعا پر ختم کرتا ہے یہ قاسم ان مضامیں کو
خدایا احمدی کی کر تو نصرت مہرباں ہوکر

چچا بھتیجے کی لڑائی اور اُس میں الہام گوئی

مولوی محمد حسین بٹالوی سے ہمارے ناظرین خوب واقف ہونگے۔ جس نے حضرت امام علیہ السلام کے متعلق بڑی تعلی کے ساتھ کہا تھا۔ کہ میں نے ہی مرزا کو چڑھایا ہے۔ اور میں ہی اس کو گراونگا۔ خدا کی شان سے بجرم عزازیل را خوار کرد۔ بزندان لعنت گرفتار کرد۔ کی تصدیق اس قدر جلد آپ کے وجود سے ہو گئی۔ کہ روحانی فرزند کو بھی بغیر اعتراف چارہ نہ رہا۔ جیسا کہ ہم آگے چلکر انشاء اللہ دکھائینگے یہاں یہ بتا دینا ضروری ہے۔ کہ ایک غیر مقلد مسمی مولوی محمد فقیر اللہ نے جو غزنویوں کی پارٹی کا ممبر ہے۔ بٹالوی کے خلاف غزنویوں کی تائید میں تھوڑے دن ہوئے کہ ایک کتاب "توجیہ الکلام" نام چھپوا کر شائع کی جس کے دیباچہ میں مصنف نے بٹالوی کو اپنا چچا بالفاظ ذیل ظاہر کیا ہے۔

"مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے جو رشتہ دینی و تعلق ہم استادی کے لحاظ سے خاکسار کے بھائی اور عمر کے اعتبار سے پنجابی رواج و محاورہ کے موافق چچا ہوتے ہیں اشاعۃ السنۃ جلد ۱۲ میں میرے اعلام الانام کا جواب برائے نام لکھا۔ اور سراسر ہرزہ درائی و فضول و بطر الحق و غمط الناس سے جو عالم کی شان سے بعید ہے۔ عملنامہ سیاہ کر دیا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۲

آخر کار جس کو پنجابی محاورہ کا چچا کہا تھا۔ اردو کے محاورے کے مطابق

چچا ہی بنا کر چھوڑا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام اِنّی مُھِینٌ مَن اَرَادَ اِھَانَتَکَ کا ایک عجب نظارا خدا نے دکہایا۔ چنانچہ بھتیجے صاحب فرماتے ہین۔ کہ اے میرے

اعلےٰ چچا

"واللہ آپ مصلحیت قوم کے ہرگز لائق نہیں۔ بلکہ اس کی ضد کے لایق ہیں۔ بہلا مغلوب الغضب کم حوصلہ تنار وجاہ طلب خود غرض آدمی بہی مصلح قوم وریفارمر بننے کے قابل ہے؟ ہرگز نہیں صفحہ ۴ صد حیف کہ عالمان این دہر۔ کردند شعار خود دغا را صفحہ ۵ چچا صاحب کیسے الست تحدی وخلاف ورزئی حق و دروغگوئی کی کہانتک پہنچ گئی اگر کفٰی بالمرأ کذبًا ان یحدث بکل ما سمع پر جو آپ کی عادت معمولہ یا طبیعت ثانیہ ہو چکی ہے۔ مکتفی رہتے تب ہی ایک بات تہی غضب تو یہ ہوگیا ہے۔ کہ آپ محدث لکل ما توھم ومکذب بکل ما سمع ہو گئے ہیں۔ آپ کی حالت بہت ہی قابل رحم ہے صفحہ ۱۳ آپ بالکل سفید جہوٹ کوہ قاف کے برابر بولتے ہیں۔ اور ذراتھر خدا سے نہیں ڈرتے۔ مرض حسد مہلک لاعلاج کے مریض کا کیا درمان کہ وہ سوختہ افروختہ صریح کذب واتہام نافرجام سے اپنا انجام خراب کر رہا ہے صفحہ ۱۷ چچا صاحب کی ناواقفی اور بے خبری یا مغالطہ سازی وحق کشی وفریب بازی وحیلہ جوئی ودروغگوئی ایسی ثابت ہوئی۔ کہ عمر بھر انکو روپوشی اور خموشی چاہیے بشرطیکہ ملازمت حیا باقی ہے۔ صفحہ ۱۰۳ بلفظہٖ عن موضح الحافظہ

یہ شہادت و گواہی چچا کے حق میں بھتیجے کی خصوصاً جبکہ دونوں غیر مقلد وہابی یا بزعم خود اہلحدیث ہوں۔ نہایت باوقار اور بٹالوی کی کذب بیانی میں قابل اعتبار نیز علماؤھم شر من تحت ادیم السماء کی صداقت بھی ہمیں بہر آئینہ اظہار رہے آگے اہلحدیث کے ایڈوکیٹ لاٹ مولوی کی ذلت کا ثبوت ایک دوسرے غالی غیر مقلد اور مشہور وہابی محمد چھٹو کی گواہی سے ملاحظہ فرمائیے۔ جو آجکل چکڑالوی کے ہمنوا ہیں۔ یہ گواہی ایک کتاب اصلاح الانسان بعبادت الرحمن" میں اس زمانہ میں شایع ہوئی تھی جبکہ محمد چھٹو صاحب بڑے سرگرم وہابی تھے۔ چھٹو میاں فرماتے ہیں۔ کہ

" مولوی صاحب کو مسجد چینیان میں ابتدا میں لانے والے بھی ہم ہی تھے جب تک وہ اپنا فخر کم کرتے تھے اور راہ راست پر رہے۔ ہم ان کے مددگار رہے۔ جب مولوی صاحب کو ایک انگریز بہادر کی ملاقات کا فخر حاصل ہوا۔ اسیوقت سے مولویصاحب کے طریق میں ایک تغیر بروج مارنے لگا۔ ایک جمعہ کے دن مولویصاحب اپنے جاہ و جلال میں آکر یوں در افشان ہوئے۔ کہ ہم مسجد سے ابھی چلے جاویں۔ مگر ڈر ہے کہ مسجد ویران ہو جائے گی اسپر ایک ضلعدار بولے کہ جو لوگ مولویصاحب کے ساتھ جانے والے ہیں۔ وہ ہاتھ اٹھائیں۔ مگر ایک آدمی نے بھی مولوی صاحب کی اس آرزو کو پورا نہ کیا۔ تو مولویصاحب اس مسجد سے ایسے گئے۔ کہ اب تک واپس نہیں آئے اب مولویصاحب کو بھی مناسب ہے۔ کہ اپنا حال راست راست اپنی اشاعۃ السنۃ میں درج کریں۔ کہ جنکو وہ اپنی ذات پر احسانات لکھیں گے۔ احسانات ہیں یا غضب الٰہی صفحہ ۱۶ حاشیہ

دیکھئے! جو شخص اپنے آپ کو اہلحدیث کا وکیل کہتا تھا۔ ایک مومن اللہ کی تکذیب کا دست بدست اس کو یہ بدلا ملا۔ کہ مسجد سے نکلتے ہوئے۔ ایک یہی اس کا ساتھی نہ اور منہ چھپا ذیل شعر پڑھتا ہوا مسجد سے نکل گیا ؎

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچہ سے ہم نکلے

اہل بصیرت کے لئے تو یہ ایک نشان ہے۔ مگر بے بصیرت کے نزدیک یہ معمولی بات ہے۔ چونکہ شروع مضمون میں ہم نے بٹالوی کی ذلت کا امرتسری کو مصرف بیان کیا ہے۔ لہذا اسی خلف الرشید کی شہادت سے روحانی والد کی ذلت کو مکمل کر دکھاتے ہیں۔ امرتسری خبیث اپنے اہلحدیث مورخہ ۳۰۔ دسمبر ۱۹۱۰ء میں زیر عنوان "میرے ناکردہ گناہ" بٹالوی ذلت کا اسطرح اقرار کرتا ہے کہ

چند روز ہوئے مولانا صاحب کو کاپیاں تصحیح کرانے کے لیئے کاتب کی ضرورت تھی۔ تو آپ نے مرزا صاحب قادیانی کے کاتب کو خط لکھا۔ کہ بٹالہ آکر میری کاپیاں صحیح کر دو اور مناسب سمجھو تو میرا یہ خط مرزا صاحب کی خدمت میں پیش کرکے اجازت لے آؤ۔ یہ بھی لکھا کہ کاپیوں میں مرزا صاحب کے برخلاف مضمون نہیں۔ بلکہ ثناء اللہ اور اس کے حامیوں کی خبر لیگئی ہے۔ یہ بھی لکھا۔ کہ اگر تم نہ آسکو۔ تو میں ہی قادیان میں آجاؤں گا میرے لئے مکان الگ تجویز کر دینا۔ یہ خط جب مرزا صاحب کے ہاں پیش ہوا۔ تو انہوں نے اس موقعہ کو بڑا غنیمت سمجھا۔ اور جھٹ سے کہا۔ کہ مولوی صاحب یہ آپ کا گھر ہے آپ فوراً تشریف لاویں یہاں آپ کا سب کام کر دیا جائیگا مرزا صاحب نے اتنا تعلق دو وجہ سے کیا۔ ایک تو محمد حسین کی رجوع والی پیشگوئی کی تمہید بڑھانے کی غرض تھی۔ دوم مرزا صاحب اپنی سچائی کے دلائل میں یہ بھی لکھا کرتے ہیں۔ کہ دیکھو میں ایک زمانہ میں تن تنہا تھا جب سے مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا خدا کی تائید سے میری یہ ترقی ہوئی۔ کہ آج قادیان میں ہر طرح کے علمی سامان موجود ہیں۔ اس کے مقابلہ پر مخالفین کو سمجھتے ہیں یہ الہام ہے انی مہین من اراد اہانتک یعنے جو کوئی میری اہانت کریگا خدا اس کی اہانت کریگا جب سنا۔ کہ مولوی صاحب نے مرزا صاحب کو یہ خط وکتابت بھی کی ہے۔ تو میں نے بمقتضائے فطرت بصد عجز

اسیوقت مولویصاحب کو اطلاع دی کہ قادیانیں آپ کا جانا ہمارے لیئے ڈوب مرنے کا مقام ہے ہیں اپنا کام چھوڑکر آپ کا کام کرادونگا۔ چنانچہ وہ کاپیاں لیکر امرتسر تشریف لائے۔ تو مجھے ان کا سب کام درست کرادیا۔ بلفظہٖ مختصرا صفحہ ۲ کالم اول

الحمدللہ کہ امرتسری بدخو نے صاف الفاظ میں اقرار کرلیا۔ کہ ابوسعید بٹالوی کا اس کام کے لیئے قادیان جانا۔ انی مہین کی پیشگوئی کا اپنے تئیں لاجواب نشانہ بنانا تھا۔ اسی لیئے تو بوجہل ثانی کمال پشیمانی سے اس امر کو اپنے اور بٹالوی کے حقمیں ڈوب مرنیکا مقام قرار دیتا ہے۔ کیا ابھی انی مہین کی تصدیق میں کچھ شک ہے؟ اگر عنادت ہی سے کوئی نہ سمجھے۔ تو دوسری ذلت معلوم کرکے تصدیق کرے جس کو باوجود مخفی رکھنے کی سعی کوشش کرنے کے خدا تعالےٰ نے طشت ازبام کرادیا اور کرایا بھی اسی شیطان کے ہاتھ سے جو اس کو چھپانے کا ساعی تھا چنانچہ ناکام امرتسری طلام آگے لکھتا ہے۔ کہ

"اس سے بعد مولوی (محمدحسین) صاحب نے اشاعۃ السنۃ جلد ۲۱ کا مسودہ لکھوانا تھا۔ امرتسر میں کسی کاتب نے ذمہ نہ لیا۔ تو مجھے فرمایا۔ کہ تم لکھوا دو (میں) نے اس مضمون کو دیکھا۔ تو بعض فقرات اس میں بھی (اس تحتی کو ناظرین خوب بنظر غور ملاحظہ فرماویں جو اس سے پہلے ذلتوں کی خبر دے رہی ہے۔ احمدی) ایسے پائے کہ مرزا صاحب کی تائید اور مولویصاحب کی تذلیل معلوم ہوئے (کیا اب بھی ناپاک فطرت دجال امرتسری بدخصال انی مہین کی صداقت کا معترف نہیں ہوا۔ احمدی) مولویصاحب نے اپنے پرچہ کے خریداروں کو ترغیب دیتے ہوئے۔ لکھا تھا۔ کہ تمام کام مضمون نگاری۔ منیجری۔ محرری یہانتک کہ ڈسپیچری بھی میں خود کرتا ہوں۔ ڈسپیچری کے معنی ہیں فرمے تہ کرنے۔ یہ کام عموماً دو تین روپیہ ماہوار پر پریسوں میں چھوٹے چھوٹے بچے کیا کرتے ہیں) یہ لفظ دیکھکر میری غیر تمندانہ (نہیں یہودیانہ) طبیعت نے نہ چاہا۔ کہ یہ مضمون شایع ہو۔ (مگر خدا تعالےٰ نے جو غیور ہے۔ امرتسری کے گلے پر چھری رکھکر بہت ہی اعلے طریق سے اس کو شایع کرایا۔ تاکہ نشان الہی ظاہر ہوکر شنائی روسیاہی کا باعث بنے۔ احمدی) چنانچہ میں نے عبدالعزیز سوداگر بوٹ سے (جو مولوی صاحب کے اخص دوست ہیں) بھی ذکر کیا۔ کہ یہ مضمون مولویصاحب کا بہت گرا ہوا ہے۔ آپ بھی ان کو لکھئے۔ کہ اس کو ترمیم کریں۔ ورنہ دشمن درکمین است شیخصاحب نے بھی میری رائے سے اتفاق کیا۔ اور کہا۔ کہ میں لکھونگا۔ آپ سردست اس کو ملتوی رکھیں۔ بلفظہٖ صفحہ ۷ کالم دوم

پیارے دوستو! فرمایئے کہ اب تو ثنائی روسیاہی و بٹالوی رسوائی میں کچھ کسر نہیں رہی۔ اور خدائی الہام انی مہین نے جبراً دشمن بدانجام سے تصدیق کرائی۔ کہ لاریب بٹالوی کی ذلت ہوئی۔ اور سخت ہوئی جس نشان کو امرتسری بدزبان چھپانا چاہتا تھا۔ وہ اس کی ہی قلم سے ظاہر ہوا۔ اور ہوا بھی کیوں؟ اس کو امرتسری کے الفاظ میں سناتے ہیں۔ کہ

"شاید اب سوال یہ ہو۔ کہ انکو کیوں ظاہر کیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ مولویصاحب نے ان کے اظہار پر مجھے مجبور کیا۔ (جھوٹ بکتے ہو۔ مولوی صاحب بچارے نے کب کہا تھا۔ کہ تم اس کو ظاہر کرو بلکہ خدا نے اسباب جمع کردیئے جس سے تم نشان الہی کو ظاہر کرنے پر مجبور ہوئے۔ احمدی) کیونکہ کاپی مذکور کے دیر لگنے پر جو محض نیک نیتی اور اصلاح کی غرض سے تھی۔ مولویصاحب نے میری دیانت و اخلاق پر حملہ کرکے مجھ بددیانت کہا (یہ سزا ہے۔ اخفار حقکی جبکہ تو نے بے ایمانی سے سچائی کو چھپانا چاہا۔ بدنیتی سے الہی امانت کو ہضم کرنے کی ٹھان لی۔ تو بددیانت کہلایا۔ جو واقعی تیری کرتوت کے مناسب حال قیل بجا و درست تھا۔ اگر اصلاح و نیک نیتی رضامندی باری تعالیٰ کا یہ کام ہوتا۔ تو ممکن تھا کہ تجکو برا بدلہ اس کا ملتا۔ کیا خدا تعالےٰ نے اچھے فعل کا جو تائید حق اور تردید باطل کی نیت سے کیا جائے برا اجر دیا کرتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ دلیل ہے تیری بددیانتی اور بدنیتی کی۔ فافہم ایہا الراس الکاذبین۔ احمدی)

علمائے خلف تمام ہوا +



مکتوب مبارک رجسٹری شدہ

عکس نامہ مبارک حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بنام مقوقس سلطان

یہ نامہ مبارک خط کا فوٹو ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصر میں قبط کے بادشاہ مقوقس سلطان کو حاطب بن ابی بلتعہ عمرو بن عمیر مسلمہ کے ہاتھ مہر نبوت لگا کر بھیجا تھا۔ آپ نے ۶ ہجری میں یہ خط روانہ فرمایا تھا۔ یہ نامہ مبارک بعض فرانسیسی سیاحوں نے ان سفروں میں جو قبطی کی جانب کئے تھے۔ ایک سفر میں پایا یعنی مصر کے شہروں میں سے اخمیم کے گرجا میں ایک راہب کے پاس سے خریدا اور سلطان عبدالمجید خاں خلد اللہ دولت عثمانیہ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا سلطان نے اسے نہایت اعزاز سے دیگر تبرکات نبویہ کے ساتھ قسطنطنیہ میں رکھنے کا حکم صادر فرمایا۔ وہاں سے اس مبارک مراسلہ کا فوٹو اتارا گیا اور پایہ تخت قدیم دہلی سے زیر نظر اہل اسلام ہوا۔ اس مبارک حرف نامہ کی نقل موجودہ عربی میں معہ ترجمہ اردو مقابل میں درج ہے۔ میری رائے اور خواہش یہ ہے کہ ہر ایک کلمہ گو اور محمدی کی گھر میں مبارک فوٹو رہنا چاہئے۔ جو خوشنما آئینہ میں لگا کر باعث نزول برکت و زینت مکان بنایا جائے۔ بجز دہلی کے یہ مبارک تحفہ دوسری جگہ نہیں ملسکیگا ایک دفعہ منگا کر کم از کم اس کی زیارت سے تو مشرف ہو جاؤ۔ پھر اگر آپ کی آنکھیں منور نہ ہو جائیں۔ تو واپس بھیجدو۔ ہم فوراً واپس لے لینگے۔

ہدیہ فی عکس ۸ علاوہ محصولڈاک
مینجر الحق ایجنسی دہلی تراہا بہرام خاں

مصحف عثمانی رجسٹری شدہ

حضرت امیر المومنین عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے قرآن مجید کے ایک صفحہ کا اصلی فوٹو رجسٹری شدہ جو سوائے دہلی کے کسی جگہ سے دستیاب نہیں ہو سکتا۔ قابل ہے ہر مسلمان اس سے زینت مکان بناوے۔

ہدیہ فی عکس ۸ علاوہ محصولڈاک
مینیجر